ماہرین علمِ حدیث

حیات وافکار

www.KitaboSunnat.com

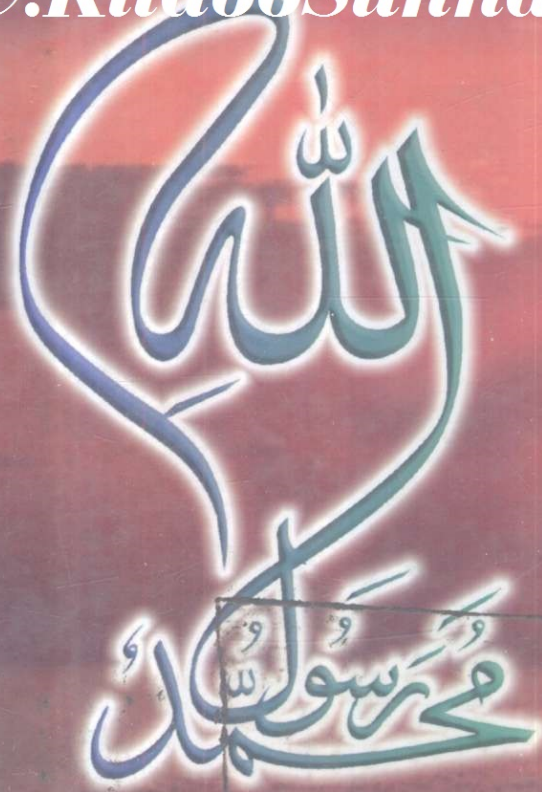

موسیٰ خان جلال زئی

نظرثانی: یونس خان ایڈووکیٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

Institute of Islamic Studies
LIBRARY
Punjab University, Lhr.

DATA ENTERED

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

MFN
5165

ماہرینِ علمِ حدیث

موسیٰ خان جلال زئی

www.KitaboSunnat.com

دُعا پبلی کیشنز
DUA PUBLICATIONS
25سی لوئر مال لاہور
فون:7325418
http://www.wasishah786.com
E-mail: dua@wasishah786.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"

ہماری کتابیں، معیاری کتابیں، پیاری کتابیں

ناشر: وصی شاہ

http://www.wasishah786.com

E-mail: dua@wasishah786.com

حقوقِ اشاعت محفوظ

2003ء

اہتمام	:	زاہد شیخ
مارکیٹنگ	:	محمد قاسم
سرورق	:	عاطف اقبال
مطبع	:	اشتیاق مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	:	125 روپے
بیرونِ ملک	:	4 امریکی ڈالرز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

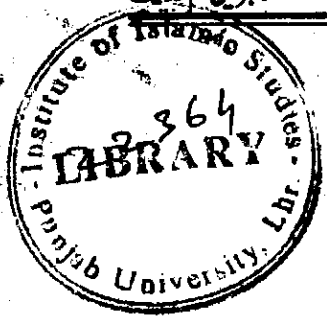

پیش لفظ

مفسرین قرآن و ماہرین حدیث کی تعداد اس وقت لاکھوں میں ہے لیکن ہم نے چند مشہور شخصیات کو اپنی کتاب کے لیے انتخاب کیا ہے جنہیں برصغیر، دنیائے عرب اور مرکزی ایشیا کے لوگ عرصہ دراز سے جانتے ہیں۔ امام مسلم اور امام بخاری دو ایسی ہستیاں ہیں جن کے نام سے ہر مسلمان واقف ہے اور مسلمان ان کے خدمات کے معترف ہیں۔ تاہم ان کے حوالے سے پاکستان میں کام نہیں ہوا ہے۔ جمعیت اہلِ حدیث کی شاہکار ہفت روزہ الاعتصام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس رسالے نے پاکستان بننے سے قبل اور بعد میں مندرجہ بالا ذکر شدہ شخصیات کے علاوہ سینکڑوں مسلمان دانشوروں کے افکار و نظریات کو اپنے صفحات میں جگہ دی ہے۔ ہفت روزہ الاعتصام اور اس کے مدیران گرامی کی خدمات قابل صد احترام ہیں کہ انہوں نے اس رسالے کے ذریعے عالم اسلام کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، اور آج بھی ہفت روزہ الاعتصام کو وہی مقام حاصل ہے جو پاکستان بننے سے قبل تھا۔

میں محترم مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، مولانا عبدالخالق صاحب قدوسی، مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی، مولانا محمد علی صاحب، جناب سید محمود عمری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب، مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب، شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولانا ہدایت اللہ ندوی صاحب کی خدمات کا معترف ہوں اور مختلف شخصیات کے بارے میں ان کے نظریات قابل ستائش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ (آمین)

میں مدیر ہفت روزہ الاعتصام اور مہتمم کتب خانہ مدرسہ واقع شیش محل روڈ اور جناب محترم مولانا شاکر صاحب کا نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے ان مضامین کے حصول کے لیے پچاس سال پرانے رسالے تلاش کرنے میں میری مدد کی۔ میں برادرم جناب یونس خان ایڈووکیٹ کا نہایت مشکور ہوں جنہوں نے موضوع کا انتخاب کیا۔

موسیٰ خان جلال زئی

اکتوبر 2002

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Institute of Islamic Studies
LIBRARY
Punjab University, Lhr.

فہرست مضامین

1۔	امام مسلم بن الحجاجؒ	7
2۔	محمد بن الحسن اسمٰعیل امام بخاریؒ	11
3۔	امام بخاری، مولانا محمد یحییٰ امام خان نوشہروی	16
4۔	امام ابن جریر طبریؒ، مولانا عبدالخالق قدوسی	19
5۔	حافظ ابن کثیرؒ، از مولوی ضیاء الدین اصلاحی	39
6۔	حافظ ابن حجرؒ، مولانا محمد علی	62
7۔	علامہ ابن جوزیؒ، سید محمود عمری	69
8۔	حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ، مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب	75
9۔	حضرت سالم بن عبداللہ	84
10۔	حضرت سلیمان بن یسارؒ	94
11۔	حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ	105
12۔	حضرت عروہ بن زبیرؒ	110
13۔	حضرت سعید بن مسیبؒ	115

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14۔ امام محمد بن مسلم زہری بن قرشیؒ اور تحریک انکار حدیث، شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل صاحب 125
15۔ امام زہری تدوین حدیث، مولانا ہدایت اللہ ندوی صاحب 139
16۔ امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری، مولانا حافظ محمد اسحاق 149
17۔ مضمون نگار 198
18۔ حوالہ جات 199

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مُسلم بن الحجاجؒ

مسلم بن الحجاج بن مسلم العشیر ی بن درد بن کرشاد النیسا پوری 206ھ میں پیدا ہوئے۔

طلب حدیث کے لئے حجاز، شام، عراق اور مصر تک تگ و تاز فرمائی۔ بغداد اکثر گئے۔ آخری مرتبہ بغداد 259ھ میں جانا ہوا۔ امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہو یہ یحییٰ بن یحیٰی نیسا پوری اور عبداللہ بن مسلمہ القعنبی ایسے جلیل القدر آئمہ حدیث سے شرف سماعت حاصل ہوا۔ خود ان سے جن لوگوں نے استفادہ کیا۔ وہ کسی طرح ان کے رتبہ سے کم نہیں۔ جیسے ابو حاتم رازی، موسیٰ بن ہارون، احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ وغیرہم۔

اخلاق وعادات

تاریخ کی کتابوں میں ذاتی اخلاق وعوائد پر بہت کم چیزیں ملتی ہیں۔ اس ایک واقعہ سے البتہ جو اکثر بیان کیا گیا ہے، دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایک ان کی علمی غیرت وحمیت دوسرے وضعداری۔ امام بخاری ان کے استاد ہیں، اور امام ذہلی بھی۔ چنانچہ دونوں بزرگوں سے کسب علم برابر جاری ہے، اتفاق سے ذہلی امام بخاری سے اتنی سی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں۔ کہ انہوں نے خلق قرآن کے مسئلہ میں یہ کیوں کہہ دیا کہ لفظی بالقرآن مخلوق یعنی جہاں تک اُن الفاظ کا تعلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جن کو میری زبان کا زیرہ بم پیدا کرتا ہے، تو وہ بلاشبہ زبان کی تخلیق ہیں۔ و کلام الله غیر مخلوق لیکن اللہ کا کلام یقیناً مخلوق نہیں۔ یہ بحث فتنہ اعتزال نے اٹھائی تھی۔ اور ہم اب تک یہ نہیں سمجھ سکے، کہ اس سے ان کو کیا ثابت کرنا مقصود تھا، اس کا منشیٰ کیا تھا، اور کیا عقلی وفکری دواعی تھے جن کی وجہ سے یہ بحث پیدا ہوئی۔

حیرت یہ ہے کہ ایسی غیر علمی، غیر مثمر، اور لغو بحث میں ہمارے بادشاہوں نے دلچسپی لی اور اتنے تعصب کے ساتھ کہ بڑے بڑے ائمہ حدیث وفقہ کو تضحیک وتازیانہ تک کا ہدف بننا پڑا، امام ذہلی کی سادگی ایمان نے، اتنی تخفیف کو بھی اعتزال کی تائید قرار دیا، اور اتنا بگڑے کہ ملنا جلنا تک ختم ہوگیا پھر یہ تکدر اتنا بڑھا۔ کہ اپنے تلامذہ کو بھی امام بخاری کے حلقہ درس میں جانے سے روکا۔ ایک دن برملا کہہ ہی دیا۔ کہ جو ہمارے درس میں شامل ہوتا ہے، اس کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں، کہ وہ ایسے شخص کے پاس بھی جائے، جو "لفظ" (یعنی لفظی بالقرآن) کا قائل ہے۔

امام مسلم نے یہ سن کر عبا سنبھالی اور مجلس درس سے باہر نکل گئے۔ پھر اب تک جو کچھ ان سے پڑھا تھا، وہ ایک پشتارے کی شکل میں مزدور کی پشت پر لاد کر ان کے گھر پہنچا آئے۔ کہ صاحب لیجئے، آپ کا پڑھایا ہوا طومار حاضر ہے۔ امام بخاری سے مراسم منقطع نہیں ہوسکتے۔

اس سے اندازہ کیجئے کہ ان میں کتنی علمی غیرت تھی، اور کس درجہ امام بخاری کے ساتھ عقیدت ووضع داری۔

حدیث میں ان کے شغف وانہماک کا حال اس سے بھی عجیب تر ہے۔ ایک مجلس مذاکرہ میں ایک شخص نے کسی حدیث سے متعلق سوال کیا۔ اتفاق سے حدیث حافظہ سے اتر گئی۔ گھر آ کر کتابوں کا جائزہ لیا۔

سامنے کھجوروں کا ایک جھوار رکھا تھا۔ اس میں سے ایک ایک کھجور اٹھاتے اور بطور نقل کے کھاتے جاتے، ساتھ ساتھ کتابوں کی ورق گردانی بھی ہوتی جاتی۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ حدیث اس وقت ملی جب آخری کھجور کو اٹھا کر منہ میں رکھا۔۔۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہی انہماک موت کا باعث ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام ذہلی کے اس تکدر کا امام بخاری پر صرف اتنا اثر ہوا، کہ وہ جب ان سے روایت کرتے ہیں، ان کا نام صراحت سے نہیں لیتے، یعنی یہ نہیں کہتے، کہ حدثنا محمد بن یحییٰ الذھلی بلکہ صرف حدثنا محمد پر اکتفا کرتے ہیں۔ کبھی کبھی محمد بن عبداللہ بھی کہتے ہیں۔ اللہ اللہ ان لوگوں کی ناراضی وعتاب میں بھی کتنی احتیاط ہے خفا ہیں، بظاہر مقاطعہ ہے، ایک دوسرے کے خلاف ریمارکس بھی ہیں۔ پھر بھی آنحضرت کی حدیث بہر آئینہ پہنچائی جارہی ہے۔

صحیح مُسلم

ان کی کتاب صحیح مُسلم کی بعض خصوصیات ایسی ہیں جن کی بنا پر بعض لوگوں کو یہ کہنا پڑا:۔

ماتحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم

کہ آسمان کے نیچے صحیح مُسلم سے زیادہ اور کوئی اصح کتاب نہیں۔ کتب حدیث کے شناور جانتے ہیں۔ کہ اس سے مراد مراتب صحت میں صحیح مسلم کو اصح قرار دینا نہیں۔ کہ اس باب میں جو مقام صحیح بخاری کو حاصل ہے، وہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں ہوسکا۔ بلکہ بعض دوسری خصوصیات ہیں۔

مثلاً۔ امام مسلم کو یہ موقع ملا۔ کہ وہ اپنے اکثر شیوخ کے سامنے ان کی زندگی میں اپنی صحیح مرتب کرلیں۔ اور امام بخاری نے اپنے خداداد حفظ پر اعتماد کیا۔ چنانچہ اُنہوں نے خود فرمایا۔ کہ بعض حدیثیں میں نے بصرہ میں سُنیں۔ لیکن شام میں جاکر لکھیں۔

امام بخاری کی تبویب نہایت علمی اور دقیق ہے۔ بخلاف صحیح مسلم کے کہ اس کے ابواب میں ایک نوع کی سہولت وتیسر ہے۔ امام بخاری استدلال کے لئے مختلف حدیثوں کو اتنے مختلف ابواب کے تحت لاتے ہیں۔ کہ مناسبت کا معلوم کرنا دشوار ہو جاتا ہے، امام مسلم ایسا نہیں کرتے۔ ان کے ہاں ایک باب کے تحت حدیث کے تمام طریق آجاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم کی یہ خصوصیت بھی ہے۔ کہ اس میں موقوفات کو استدلال کے لئے نہیں پیش کیا جاتا۔ اور اگر کہیں موقوف کا تذکرہ کیا بھی ہے، تو اصالۃً نہیں بلکہ تبعاً۔

غرض یہ ہے کہ حسن وضع، جودت ترتیب اور تناول واستفادہ کے اعتبار سے صحیح مسلم کو ترجیح حاصل ہے۔ اسی بنا پر دارقطنی کو اپنی تاریخ میں اعتراف کرنا پڑا۔ لَمْ یضع اَحَدٌ مثله۔ کہ اور کسی کو وضع وترتیب کا یہ سلیقہ ارزانی نہیں ہوا۔

علامہ بن حزم بھی انہیں وجوہ کے پیش نظر صحیح مسلم کی فضلیت کے قائل تھے۔

(ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 1، شمارہ، 7، نومبر، 1949، گوجرانوالہ)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22364

محمد بن الحسن امام بخاریؒ

محمد بن الحسن اسمٰعیل بن ابراہیم المغیرہ بن الاحنف الجعفی البخاری۔

مغیرہ پہلے مجوسی تھے۔ والی بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اسی مناسبت سے انہیں جعفی کہا جاتا ہے۔ 94ء میں پیدا ہوئے۔ قد درمیانہ۔ نہ زیادہ لمبا نہ کوتاہ۔

محدثین کرام میں ان کے مقام کی بلندیاں! کیا کہنے!! اس جماعت کے امیر المومنین۔ امام مسلم جب ان کے قریب آتے۔ تو کہتے، مجھے انکے دونوں پاؤں پر بوسہ دینے دیجئے۔ کہ جن حدیث میں یہ سب کے پیرومرشد ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں، میں نے اُن جیسا فاضل نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوری امت کی زینت قرار دیا ہے۔ ابن المدینی نے ان لفظوں میں ان کی بڑائی کا اعتراف کیا، کہ باوجود وسعت نظر کے انہوں نے خود اپنے جیسا کوئی اور نہیں دیکھا۔ ابن خزیمہ کا کہنا ہے کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے ان سے زیادہ فن حدیث کی جانچ پرکھ والا اور ان سے زیادہ حفظ حدیث سے متصف اور کوئی نہیں۔ ان کے والد اپنے زمانہ کے صلحاء میں سے تھے۔ عبداللہ بن مبارک کے ساتھ ان کے مراسم تھے۔ اہل روایت بھی تھے۔ والدہ ماجدہ سے متعلق بھی مشہور ہے، کہ مستجاب الدعوۃ تھیں۔

یوں تو ہمارے قدماء کا حافظہ اس لئے بھی اس زمانے سے زیادہ قوی تھا۔ کہ اس وقت کتابیں اس فراوانی سے نہیں ملتی تھیں۔ اس لئے زیادہ تر انہیں یادداشت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی تکیہ کرنا پڑتا تھا۔لیکن امام بخاری سے اللہ تعالیٰ کو چونکہ تبلیغ احادیث کی غیر معمولی حدیث لینا تھی۔اس لئے ایسا حیرت انگیز حافظہ عطا فرمایا، کہ ہزاروں حدیثوں کا سینہ نشیمن بنا۔

حامد بن اسمٰعیل ان کے ایک ہم عصر۔۔تھے۔انہوں نے بیان کیا۔کہ میں ایک مدت تک دیکھا گیا کہ آپ برابر اساتذہ کے ہاں جاتے ہیں۔حدیثیں سنتے ہیں اور چلے آتے ہیں۔مگر قلمبند نہیں کرتے۔حالانکہ میں خود اور ان کے تمام ہم سبق اساتذہ سے جو کچھ سنتے لکھتے چلے جاتے۔ایک دن مجھ سے نہ رہا گیا۔میں نے قدرے فہمائش کے انداز میں کہہ ڈالا۔کہ صاحب اس زحمت سفر سے کیا فائدہ؟تم حدیث ایک کان سے سنتے ہو اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہو۔جب تک اس ذخیرہ کو ضبط تحریر میں نہیں لاؤ گے،تمہارا یہ اساتذہ کے پاس آنا جانا محض بے سود ٹھہریگا۔امام بخاری نے اس پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔دو تین ہفتے کے بعد یہ کہا۔آؤ،تمہاری تحریرات اور اپنے حافظے کا جائزہ تو لیں۔میں اس وقت تک قریب قریب پانچ ہزار حدیثیں لکھ چکا تھا۔امام بخاری نے وہ سب اس طرح بلا کم و کاست سنائیں کہ میں حیران و ششدر رہ گیا۔یہی نہیں میں نے اپنی لکھی ہوئی حدیثوں کی تصحیح ان سے کی۔

جب امام بخاری بغداد آئے،تو یہاں ان دنوں علوم حدیث کا بڑا چرچا تھا۔وہاں کے علماء و محدثین نے ان کے امتحان کی ٹھانی۔یہ طے ہوا کہ سو حدیثیں دس آدمیوں پر بانٹ دی جائیں۔پھر ہر ہر آدمی مجلس درس میں اس طرح ان احادیث سے متعلق پوچھے،کہ ان کا کوئی سر پیر نہ ملے۔اس حدیث کے استاد کے ساتھ یہ متن ٹانکا جائے اور اسی متن کے ساتھ ان اسناد کو نتھی کیا جائے۔چنانچہ اس سازش کے مطابق ان پر یکے بعد دیگرے سوالوں کی بوچھاڑ ہوئی۔امام ایک ایک حدیث کو صبر و سکون سے سنتے جاتے اور کہتے جاتے کہ یہ میرے علم میں نہیں۔جب سو کی سو احادیث سنائی جا چکیں،تب امام نے ایک ایک حدیث کو لیا،ہر متن کے ساتھ اس کے صحیح اسناد کو جوڑا اور ہر اسناد کے آگے صحیح متن بڑھایا،اور بتایا کہ یہ ہیں وہ سو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثیں جو مجھے معلوم نہیں۔

اخلاق وزُہد

گھر کے کھاتے پیتے تھے۔ والد ماجد کی طرف سے ترکہ کی بہت بڑی مقدار ملی۔ مگر سب آمدنی محتاجوں اور غریبوں پر بٹ جاتی۔ خود کھاتے پینے میں زہد کا یہ حال تھا کہ نان خشک کے سوا اور آب خشک کے سوا اور تکلفات سے کبھی واسطہ نہ رکھا۔

نماز میں اتنا خشوع ہوتا۔ کہ بھڑ کے بار بار کاٹنے اور ڈسنے پر بھی یکسوئی قائم رہتی۔

ایک دفعہ امیر بخارا نے درخواست کی کہ مجھے بھی اپنی صحیح یہاں آ کر پڑھا جایئے۔ آپ نے فرمایا، میں آنحضرت کی حدیث کو یوں ذلیل نہیں کرونگا، آپ یہاں تشریف لایئے، میری خدمات حاضر ہیں۔

امام فرماتے ہیں۔ مجھے توقع ہے۔ میرے اعمالنامہ میں ایک گناہ بالکل نہیں ہوگا۔ اور وہ غیبت ہے، میں نے عمر بھر کبھی اس کا ارتکاب نہیں کیا۔

دیگر تصنیفات

صحیح کے علاوہ آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات اور بھی ہیں:۔

ادب مفرد۔ رفع الیدین فی الصلوٰۃ۔

قرات خلف الامام۔ برالوالدین۔ تاریخ اوسط۔ تاریخ صغیر۔ خلق افعال العباد۔ کتاب ضعفاء۔ جامع کبیر۔ مسند کبیر۔ کتاب الاشربہ۔ کتاب ہبہ۔ کتاب وجدان۔ کتاب علل۔ کتاب کنیٰ۔ کتاب مبسوط۔

شاہکار

ان میں ایک ایک رسالہ، اور ایک ایک جز، موتیوں میں تلنے، اور سونے سے لکھنے کے لائق ہے، مگر جو قبول عام ان کی کتاب الجامع الصحیح کو ہوا، وہ کسی حدیث کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کو نصیب نہ ہوا۔ اس کو ان کی تصنیفات کا شاہکار کہیئے، تو بجا اور بہت بڑا کارنامہ قرار دیجئے تو درست۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ دین پر ان کی نظر کتنی وسیع، کتنی دقیق اور کتنی پختہ تھی۔

عام نظروں میں امام بخاری صرف محدث ہیں اور محدثین سے متعلق یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ بیچارے صرف کا جامع ہونا، کچھ ایسا عیب ہے کہ اس کے ساتھ فقہ واستدلال کی خوبیاں بالکل جمع نہیں ہو پاتیں۔ (علوم حدیث میں کم مائیگی کو چھپانے کے لئے کتنی اچھوتی توجیہ ہے؟ یہی وجہ ہے، محدثین کرام کو جھادلہ (عطار) اور فقہاء کرام کو طبیب وصیرفی (جانچ پڑتال کے ماہر) کہہ کر انہوں نے اپنی کمزوریوں کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان سب لوگوں کے لئے صحیح بخاری کا مطالعہ بہترین جواب ہے۔

اس کی اسنادی خوبیوں پر فی الحال غور نہ کیجئے، ابواب کی ترتیب دیکھئے۔ اس میں فقہ وتفسیر اور لغت وادب کا کتنا بڑا ذخیرہ پنہاں ہے۔

امام نے جب احادیث کو پیش فرمایا، اس وقت فقہی مذاہب مدون ہو کر شہروں میں پھیل چکے تھے۔ تفسیری علوم نے بھی شہرت حاصل کر لی تھی، الفاظ قرآن کی لغوی وادبی تشریحات کی بوقلمونی نے بھی ۔۔۔۔۔ اپنے اپنے حلقوں میں رنگ جما رکھا تھا۔ عقلی محنتوں کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔ اعتزال وجہمیت کے لوگ کثرت سے شکار ہو رہے تھے۔ چنانچہ خود محدثین کو چھیڑا جاتا اور پوچھا جاتا تھا کہ آپ خلق قرآن سے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔

ان تمام علوم کو نگاہ میں رکھئے جو زمانے کے ارتقا سے پیدا ہو چکے تھے۔ اور پھر امام بخاری کے قائم کردہ ابواب پر ایک سرسری نظر ڈالتے جایئے۔ کتنی جامعیت ہے! فقہ کے ایک ایک سوال کو سامنے رکھا ہے، اور قرآن وحدیث سے اس کے مقابلہ میں اپنے مسلک کی تائید فرمائی ہے۔

اگر ایک لفظ قرآن کا کئی معانی کا محتمل ہو تو اس موزونیت سے، قرآن کی آیت بیچ میں ۔۔۔ آتے ہیں۔ کہ صحیح معنی کی تعیین ہو گئی ہے۔ پھر بغیر بتائے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وضاحت کے لئے قرآنی نگینوں کو اس طرح باب اور حدیث کے درمیان جڑتے چلے گئے ہیں، کہ خود بخود نئے معنی ذہن میں اُترنا شروع ہو جاتے ہیں۔ وقت کے عقلی فتنوں کا بھی جواب دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ قرآن حکیم اور حدیث نے ان کے مقابلہ میں کس عقیدے کی تبلیغ کی ہے۔

تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ غرض یہ ہے کہ صحیح بخاری صرف حدیث کی کتاب نہیں ہے اس میں تفسیر بھی ہے، فقہ واستدلال کے عمدہ نمونے بھی ہیں، اور دقیق متکلمانہ بصیرت بھی۔ 250ھ میں انتقال فرمایا۔

(ہفت روزہ الاعتصام، گوجرانوالہ، جلد 1، شمارہ 6، 1949)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ابن الحسن امام بخاریؒ

مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی وفات یکم شوال کو ہوئی۔ جمعہ کا دن تھا اور 256 ھجری اور یہ مضمون دنیائے اسلام کے انہی جلیل القدر امام الحدیث والفقہ کے متعلق ہے۔

امام بخاری کا نام محمد، کنیت ابوعبداللہ، والد کا اسم گرامی اسمٰعیل (ابوالحسن) بن ابراہیم ہے۔ مولد بخارا، اور مدفن قریہ خرسنگ متصل سمرقند ہے۔

آپ کے والد گرامی اپنے عہد کے مشہور صاحب روایت اور ثقہ راویوں میں شمار ہوتے ہیں جو امام مالک اور حماد بن زید سے روایت کرتے ہیں امام مالک کا مرتبہ فقہائے اربعہ میں مثبت ہے اور آپ کی کتاب دنیا میں مشہور، حماد کے متعلق امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے امام ہیں (تضعیب التقریب) روایت میں یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ صاحب روایت پر سلسلہ ختم تو نہیں ہو گیا جناب اسمٰعیل سے اہل عراق نے حدیث سنی۔ اور بیان کی۔ آپ (اسمٰعیل) نے امام عبداللہ بن مبارک سے بھی استفادہ فرمایا۔

امام بخاری کے دادا کا نام نامی ابراہیم اور بھائی کا احمد ہے۔ احمد نے اوائل عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دادا بھی اپنے لخت جگر کو صغر سنی میں چھوڑ کر ماہی ملک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدم ہوئے۔ جن کے بعد آپ کی والدہ مرحومہ نے اپنے یتیم بچے کی پرورش کی۔ مگر اب یہ حادثہ پیش آیا۔ کہ آپ کی آنکھیں دُکھنی آ گئیں اور بصارت سے محروم ہو گئے۔ بیوہ ماں کی زندگی کا یہی سہارا تھا۔ جو اپنے لئے سہارے کا محتاج ہو گیا۔ بیوہ ماں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ دعا کا دامن پکڑا جو اپنا سہارا لینے والوں کو کبھی محروم نہیں رہنے دیتی بے کس بیوہ کے بچے کی بینائی لوٹ آئی۔ قدرت کے کارخانے میں اسمٰعیل کے یتیم لڑکے محمد کو امیر المومنین فی الحدیث کے منصب پر ممتاز ہونا تھا۔ فطرت ایسے جوہر نایاب کی حفاظت کیلئے غفلت کیوں کرنے لگی۔ اس کے دفتر میں گویا اس یتیم بچے کے نام کے نیچے یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اس کی جمع کردہ کتاب کو قرآن کے بعد دوسرا مرتبہ حاصل ہوگا۔ اور دنیائے اسلام میں اصح الکتب من بعد کتب اللہ (صحیح البخاری) اس یتیم محمد کی مدد نہ کہلائے گی۔ اللہ رے! متبوع حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور تابع محمد بن اسمٰعیل بخاری میں مماثلت!

آپ نے کم سنی میں نوشت وخواند میں دسترس حاصل کر لی۔ گیارہ سال کے سن میں حدیث پر توجہ فرمائی۔ قدرت نے ان کے لئے جو سامان فراہم کئے ان میں سب سے زیادہ قوت حافظہ تھی۔ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے قریباً چھ ہزار حدیثیں اپنی کتاب کے لئے منتخب فرمائیں آج جن پر حاسدان حدیث نے یہ شوشہ چھوڑ رکھا ہے کہ ان چھ ہزار احادیث کے سوا باقی اتنے لاکھ۔ اتنے ہزار، اتنے سو، اتنی حدیث موضوع ہونے کی وجہ سے امام بخاری نے قلم انداز کر دیں۔

آپ اور تو سب کچھ ضرور جانتے اور سمجھتے ہوں گے۔ لیکن فن حدیث کی آپ کو ہوا بھی نہیں لگی اور آپ اس ہوا سے اس لئے محروم رہ گئے۔ کہ آپ نے عربی بھی پڑھی۔ تو رومن حروف میں پڑھی اسی لئے تو یہ اشارہ مسٹر برق جیلانی اور مسٹر غلام احمد پرویز کی طرف ہے۔ دونوں کے دونوں رومن حروف میں عربی فرفر سنا سکتے ہیں مگر عربی حروف میں دونوں یتیما فی العربیۃ ہیں۔ علم کی کس مپرسی پہ رونا آتا ہے۔ کہ کیمبل پور میں برق علامہ بنے بیٹھے ہیں۔ اور کراچی میں پرویز اون کی لے رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

حدیث میں صحاح ستہ کے علاوہ دوسرے دفاتر روایات میں بھی مقصود مسائل کا بیان ہے۔ نہ کہ محض نقل وروایت جامع کتاب کو ثابت کرتا ہے۔ کہ مثلاً دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کتنی نمازیں فرض ہیں اور کتنی مستحب! محدث کے پاس انہی دو مسئلوں میں دو سو روایتوں کو قلم بند کر دے تو ان کی کتاب ''دائرۃ المعارف الاحادیث'' بن جائے گی جو سینکڑوں جلدوں میں ختم ہوگی۔ امام بخاریؒ دنیائے تصنیف کے برگزیدہ مصنف تھے۔ انہوں نے مسئلہ زیر بحث میں دو ایک حدیث لکھ کر دوسرے مسئلہ کی تبییض شروع کر دی اور اس میں بھی ایک دو حدیث ہی کافی سمجھیں۔ اب تیسرا مسئلہ لیا اور اس پر بھی دو ایک حدیثوں پر اکتفا فرمایا: یہ ہے امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسمٰعیل البخاری کا اپنی جمع کردہ چھ لاکھ حدیثوں میں سے اتنے ہزار روایات کو صحیح بخاری میں رکھنا اور مابقی لاکھوں روایات کو نظر انداز کر دینا۔ نہ وہ جو کہ مستشرقین اور ان کے غاشیہ برداران ازلی وابدی فرماتے ہیں۔

''وہ'' کیا سمجھ سکیں گے دل چاک چاک کو
''وہ'' کیا سمجھ سکیں گے یہ ٹکڑے کہاں کے ہیں

(ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 6، شمارہ، 20، اگست، 1954)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن جریر طبریؒ

مولانا عبدالخالق

علامہ ابن جریر کا نام محمد کنیت ابوجعفر اور نسبت طبری آملی ہے۔ علامہ طبرستان کی طرف نسبت کے اعتبار سے آپ کو طبری اور جائے پیدائش شہر آمل جو طبرستان کا مشہور قصبہ ہے اس کی طرف آپ کو منسوب کرنے والے آملی کہتے ہیں لیکن آپ علاقائی نسبت سے زیادہ مشہور ہیں۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے امام ابوجعفر محمد بن جرید بن یزید بن کثیر بن غالب طبری اکثر اہل علم اور اصحاب تراجم نے آپ کے باپ کے دادا کا نام کثیر نقل کیا ہے لیکن ابن ندیم نے فہرست میں اور نواب صاحب نے تاج المکلل میں ان کا نام خالد ذکر کیا ہے۔

مولد ومنشاء

آپ طبرستان کے مشہور شہر آمل میں 224ھ کے آخر یا 225ھ کے شروع میں پیدا ہوئے یہ تردد خود ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ یاقوت ابن کامل کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ ابن جریر سے اس تردد کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں تاریخ کا تعین حوادثات سے کیا جاتا تھا، اسی طرح انھوں نے میری تاریخ پیدائش بھی ایک حادثہ سے متعین کی جو ان دنوں وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش آیا تھا، میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد جب اس حادثہ کے متعلق دریافت کیا تو بعض نے کہا کہ یہ حادثہ 224ھ کے آخر میں رونما ہوا تھا اور بعض نے اس کا وقوع 225ھ کا آغاز بتایا اس طرح یہ شک واقع ہوگیا۔

(معجم الادباء، ج، 18، ص، 47)

دورِ تعلیم

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا نو سال کے ہوئے تو حدیث لکھنے لگے۔ بعرض تعلیم جب اپنے مولد ومنشاء سے روانہ ہوئے تو آپ کی عمر صرف بارہ سال تھی سب سے پہلے اپنے قریبی شہر رے میں محمد بن حمید رازی اور مثنیٰ بن ابراہیم ایلی سے استفادہ کیا۔ امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بغداد کو روانہ ہوئے ابھی آپ راستہ میں ہی تھے کہ امام صاحب رحلت فرما گئے۔ بغداد میں کچھ عرصہ قیام کیا پھر بصرہ کو روانہ ہوئے وہاں سے کوفہ گئے۔ پھر بغداد واپس آ گئے۔ کافی عرصہ یہیں قیام کیا اس دوران میں قرآنی علوم اور فقہی دراسات میں کوشاں رہے۔ فقہ شافعی میں کمال حاصل کیا، دس سال اسی کے مطابق فتویٰ دیتے رہے پھر آپ مصر روانہ ہوئے۔ راستہ میں شام کے مختلف شہروں میں قیام کیا، بیروت میں ٹھہرے 253ھ میں آپ مصر پہنچ گئے۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ شام چلے گئے۔ لیکن 256ء میں آپ دوبارہ مصر آ گئے کافی عرصہ قیام کیا پھر واپس بغداد تشریف لے گئے۔ اور وہیں مستقل رہائش اختیار کرلی۔

بے نظیر حافظہ

قدرت نے علامہ ابن جریر کو بے پناہ قوت حافظہ سے نوازا تھا، اس سلسلہ میں ایک واقعہ مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں امام ابو کریب رحمۃ اللہ علیہ بڑے اور بلند پایہ محدث تھے اور ذرا تند مزاج بھی امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ طالبان حدیث کے ہمراہ آپ کے دروازہ پر حاضر ہوا، طلاب حدیث آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے خواہشمند تھے امام ابو کریب رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جھانکا اور فرمایا تم میں سے کسی نے مجھ سے لکھا ہوا حفظ بھی کیا ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے، پھر تمام حضرات میری طرح متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کیا آپ نے حفظ کیا ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا، تو انھوں نے ابو کریب سے میرے متعلق کہا کہ ابن جریر اس نے آپ کی لکھی ہوئی تمام احادیث حفظ کی ہیں ان سے سوال کر لیجئے۔

ابو کریب نے مجھ سے سوالات شروع کئے تو میں نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا آپ نے فلاں دن فلاں حدیث اس طرح بیاں فرمائی تھی یہ جواب سن کر ابو کریب بڑے خوش ہوئے اور مجھے اندر بلا لیا اور بڑی عزت کی یاقوت حموی کا بیان ہے کہ ابن جریر نے ابو کریب سے ایک لاکھ احادیث سے زیادہ احادیث کی سماعت کی تھی۔

علامہ یاقوت اور بعض دوسرے اہل تراجم نے ایک عجیب وغریب واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کو کس بلا کا حافظہ عطا کیا تھا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں مصر پہنچا تو وہاں کے تمام ہی اہل علم مجھے ملے اور جس علم میں بھی کسی کو مہارت تھی اس نے اس علم میں میرا امتحان لیا اتفاقاً ایک دن ایک شخص نے مجھ سے علم عروض کے بعض مسائل دریافت کئے لیکن میں اس وقت اس علم سے تقریباً ناواقف تھا چنانچہ میں نے اس شخص سے کہا آج کسی خاص وجہ کی بنا پر اس علم کے متعلق مجھے کسی قسم کی گفتگو کرنے کی اجازت نہیں کل آنا وہ شخص چلا گیا تو میں نے اسی رات اپنے ایک دوست سے امام خلیل بن احمد کی کتاب جو اس فن میں ہے حاصل کی اور رات کو اس کا مطالعہ کیا۔ تو اس علم سے پوری واقفیت حاصل ہوگئی۔ ابن جریر کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

امسیت غیر عروضی و اصبحت عروضیا

شام کے وقت میں علم عروض سے بالکل ناواقف تھا صبح ہوئی تو میں ایک ماہر عروضی تھا۔ (معجم الادبا ج 18 ص 55)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زود نویسی

اس بے نظیر حافظہ اور اعلیٰ ذہانت و فطانت کے ساتھ ساتھ آپ رہوارِ قلم کے بھی زبردست شاہسوار تھے آپ نے اپنے پیچھے کثیر تعداد میں اتنی ضخیم کتابیں چھوڑیں کہ آج کا انسان غالباً اپنی پوری زندگی ان کا مطالعہ نہ کر سکے۔ اہل تراجم میں سے اکثر حضرات نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک روزانہ چالیس چالیس ورق تحریر کرتے رہے۔

(تہذیب الاسماج 1 ص 79)

علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ ابو محمد فرغانی سے نقل کرتے ہیں جو کہ ابن جریر کا شاگرد ہے کہ سن بلوغت سے وفات تک کی پوری مدت میں آپ کے تلازہ نے آپ کی تصنیفات کا حساب لگایا تو ایک ایک دن کے مقابلہ میں چودہ چودہ ورق آئے۔

(تذکرہ ج 2 ص 711)

رہوارِ قلم کی تیز رفتاری کی اس سے عمدہ مثال شاید ہی مل سکے آپ ذرا چند منٹ کے لئے زمانہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ میں چلے جایئے اور اس وقت کے ذرائع آمد و رفت کا تصور کیجئے پھر یہ بھی نگاہ میں رکھیئے کہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیل علم کے لئے کتنے سفر کئے تھے، سیر و سیاحت میں کتنا وقت صرف ہوا تھا زندگی کی تما م مصروفیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اندازہ لگایئے کہ ایک ایک دن کے مقابلہ میں چودہ چودہ ورق زود نویسی کی کتنی اعلیٰ مثال ہے:۔

اساتذہ

بلاشبہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی وہ خصوصیات جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے آپ کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لئے اساسی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن ان تمام اوصاف کو نکھارنے اور ابھارنے میں اساتذہ کی صحیح تربیت میسر نہ ہو یہ اوصاف کوئی قابل رشک نتائج برآمد نہیں کر سکتے۔ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں بھی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منفرد حیثیت کے حامل ہیں، آپ کو رحمت ایزدی سے ایسے ایسے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کا موقع ملا جن میں سے ہر ایک اپنے فن میں مقام امامت پر فائز تھا، آپ کے شیوخ میں جن اساطین علم کا تذکرہ ملتا ہے ان کی فہرست تو بہت لمبی ہے اخباری مضمون میں جس کی گنجائش نہیں اس لئے چند ایک کے ناموں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ کے مشہور شیوخ

ابو کریب۔ محمد بن حمید رازی ربیع بن سلیمان جن بن محمد زعفرانی یونس بن عبدالاعلیٰ، محمد بن عبدالحکیم اور ان کے دونوں بھائی اور یعقوب بن ابراہیم دورقی، احمد بن منیع بغوی، ابن ابی الشوارک ابو مقاتل، محمد بن مثنیٰ، ھناد بن سری۔ بشیر بن معاذ عقدی عمران بن موسیٰ قرار وغیرہم رحیم اللہ تعالیٰ۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 19، شمارہ، 10، 1967)

حصول علم میں استغراق کلی

ان خداداد صلاحیتوں اور دہی کمالات کے باوجود بعض اوقات انسان دنیوی مشاغل اور فکر معاش کو اپنے اوپر کچھ ایسا مسلط کر لیتا ہے کہ تحصیل علم کے زریں مواقع ضائع کر بیٹھتا ہے۔ بلا کا حافظہ، اعلیٰ ذہانت۔ عمدہ فطانت قابل ترین اساتذہ۔ علمی ماحول اور پرسکون فضا ایسے جملہ اسباب میسر ہونے کے باوجود وہ نور علم سے بے بہرہ اور تہی دامن رہ جاتا ہے۔ اس لئے انسان جب تک کامل توجہ اور پورے استغراق سے تحصیل علم کی کوشش نہ کرے اور اپنے آپ کو علم میں فنا نہ کر دے، وہ کسی طرح بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خداداد صلاحیت و قابلیت اور بہترین مواقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا نو سال کے ہوئے تو حدیث لکھنے لگے۔ بغرض تعلیم جب گھر سے نکلے تو آپ کی عمر صرف بارہ سال تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کے ایک ایک دروازے پر دستک دی۔ جب ہم تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو ہمیں علم کا یہ پیاسا مسافر کبھی بصرہ، کبھی دمشق، کبھی بیروت، کبھی شام، کبھی مصر کبھی دینور اور آخر بغداد میں فروکش نظر آتا ہے۔ واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہر طالب علم کے لئے مشعل راہ ہے۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ ہم محمد بن حمید رازی کے پاس تھے۔ وہ رات کو کئی کئی بار گھر سے باہر تشریف لاتے اور جو کچھ ہم نے آپ سے لکھا ہوتا، اس کے متعلق سوالات پوچھتے۔ وہاں سے ہم احمد بن حماد دولابی کے پاس جاتے جو مقام دے سے کچھ فاصلے پر ایک بستی میں رہتے تھے۔ وہاں سے واپس آتے ہوئے ہم پاگلوں کی طرح دوڑتے تاکہ احمد ابن حمید رازی کی مجلس میں بروقت شامل ہوسکیں۔

یاقوت حموی لکھتے ہیں کہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے۔۔۔۔ محمد بن حمید رازی سے ایک لاکھ سے زیادہ احادیث لکھیں اور اس دوران میں احمد بن حماد دولابی سے امام محمد بن اسحاق کی کتاب المغازی اور المبتدا بھی نقل کی۔ ابن جریر جامع علوم تھے۔

اسی پیہم کوشش اور مسلسل جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ آپ متعدد علوم میں تخصیص کی حد تک مہارت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا تذکرہ اہل تراجم کے جملہ طبقات میں ملتا ہے۔ مفسرین کا ذکر ہو یا محدثین کا فقہاء کا تذکرہ ہو یا قراء کا، شعراء کے حالات ہوں یا ادباء کی کتاب کا موضوع، طبقات المصنفین ہو یا اعلام المؤرخین، آپ کا ذکر کئے بغیر کوئی کتاب کامل کہلانے کی مستحق نہیں ہوسکتی۔ آپ بلند پایہ مفسر، اعلیٰ درجہ کے محدث، دقیق النظر فقیہہ، باکمال قاری وسیع النظر مؤرخ اور بہترین شاعر تھے۔ علم عروض، اصناف سخن، ریاضی اور طب میں بھی آپ بڑے متبحر تھے۔ ممکن ہے آج کا کوئی علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی ان حیثیات کو مبالغہ آرائی پر محمول کرے۔ اس لئے وہ اطمینان قلبی کے لئے مندرجہ ذیل کتب کو دیکھ سکتا ہے طبقات المفسرین سیوطی، طبقات القراء ابن جذری، طبقات الفقہاء شیرازی، تذکرہ الحفاظ ذہبی، معجم الادباء، یاقوت حموی، فہرست ابن ندیم، المحمدون من الشعراء، تاریخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغداد وغیرہا۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ابن جریر ان علوم میں مجتہدانہ نگاہ رکھتے تھے۔ جس فن کے متعلق گفتگو کرتے یا لکھتے ایسا معلوم ہوتا کہ پوری عمر اسی فن میں مہارت نامہ حاصل کرنے کے لئے لگادی ہے اور کسی دوسرے فن میں آپ کو تحقیق کرنے کا موقع نہیں ملا ہوگا۔

علامہ یاقوت معجم الادباء میں رقم طراز ہیں:۔

وکان ابو جعفر ته نظر فی المنطق و الحساب و الجبر والمقابلة و کثیرمن فنون الحساب و فی الطب و اخذ منه قسطا و افرا یدل علیة کلا مه فی الوصایا و کان کالقاری الذی لا یعرف الاالحدیث و کالفقیه الذی لایعرف الا الفقه و کالخوی الذی لایعرف الا الخود کاالحاسب الذی لا یعرف الاالحساب ۔

(معجم الادباء ج18 ص61)

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ منطق، حساب، جبر و مقابلہ، حساب کے متعدد فنون اور علم طب سے بھی کافی واقفیت رکھتے تھے۔ خصوصاً طب میں تو آپ کو کافی مہارت تھی۔ جس پر آپ کی وصایا کے متعلق گفتگو دلالت کرتی ہے بس یوں سمجھئے آپ اس قاری کی طرح تھے جو قرآن کے سوا کچھ نہیں جانتا اور اس محدث کی طرح جو حدیث کے سوا کچھ نہیں اور اس فقیہہ کی طرح جو فقہ کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ اور اس نحوی کی طرح جو نحو کے سوا کچھ نہیں جانتا اور اس حساب دان کی طرح جسے حساب کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔ علیہ الرحمۃ

ابو علی الاہوازی المقری کا قول ذکر فرماتے ہیں:

کان ابو جعفر الطبری عالمابالفقه و الحدیث و التفاسیر و النحو الفقه و العروض له فی جمیع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذالك تصانيف فاق بها على سائر المصنفين و
له في القراء ت كتاب جليل كبير رايته في ثماني
عشرة مجلدة

(ج18۔ص45)

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری فقہ حدیث، تفسیر، نحو، لغت عروض کے عالم تھے۔ ان تمام علوم میں آپ کی بلند پایہ تصانیف ہیں جن کی وجہ سے آپ کو تمام مصنفین پر فوقیت حاصل ہے اور آپ کی ایک بہت بڑی جلیل القدر تصنیف قرأت میں ہے جسے میں نے 18۔ جلدوں میں دیکھا ہے۔

علامہ خطیب بغدادی فرماتے ہیں:۔

''امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری ائمہ کرام میں سے ایک تھے۔ آپ کے علم و فضل کے باعث آپ کے اقوال و آراء کی طرف لوگ رجوع کرتے۔ آپ نے اس قدر علوم حاصل کئے کہ آپ کے زمانے میں آپ کا کوئی شریک نہیں ملتا۔ کتاب اللہ کے حافظ، قراءت کے پورے عالم، معانی پر گہری نظر رکھنے والے، قرآنی احکام میں پورے فقیہ، سنت کے عالم اور اس کی سندوں سے واقف، صحیح و سقیم اور ناسخ و منسوخ کو اچھی طرح جاننے والے، صحابہ کرام کے اقوال، تابعین کی آراء اور تاریخ پر پورا عبور تھا۔''

(تاریخ بغداد ج 2 ص 163)

امام الائمہ ابن خزیمہ فرماتے ہیں:

''مجھے معلوم نہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عالم ہو۔ حنابلہ نے آپ پر بہت ظلم کیا ہے۔'' (العبر ج 2 ص 142)

امام ذہبی فرماتے ہیں:۔ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تفسیر و تاریخ اور بہت سی کتابوں کے مصنف آپ مجتہد تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

(العرج ص 142)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر آپ کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:۔

الامام الجلیل المفسر ابو جعفر صاحب تصنیف الباھرۃ

(لسان المیزان ج5 ص100)

امام یافعی یوں تعریف کرتے ہیں:۔

الحبر البحر احد علماء الامام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری کان مجتھد الایقلد احد

امام ابن جریر علم کے سمندر یکتائے زمانہ مجتہد تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے (مراۃ الجنان ج2 ص261)

نواب صدیق حسن فرماتے ہیں آپ بہت سے علوم میں اہم تھے مثلاً حدیث فقہ تفسیر تاریخ آپ نے کئی فنون میں بہت عمدہ عمدہ تصانیف چھوڑی ہیں جو آپ کی وسعت علمی اور علو مرتبت پر دلالت کرتی ہیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 19، شمارہ، 10)

تصانیف ابن جریرؒ

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ جامع علوم ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مصنف اور عظیم الشان مؤلف بھی تھے بلکہ آپ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ تصنیف و تالیف ہی میں گزرا۔ قوت تحریر میں قدرت نے آپ کو بڑی فراخدلی سے نوازا تھا جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ روزانہ چالیس ورق لکھنا آپ کا معمول تھا۔ آپ نے متعدد علوم و فنون پر گرانمایہ تصانیف چھوڑیں جن کے مجموعی صفحات 12۔ لاکھ کے قریب بنتے ہیں۔

افسوس کہ آپ کی تصانیف کا بیشتر حصہ گردش ایام کی نذر ہو گیا۔ جو بچارہ نہایت قلیل ہے۔ تاہم اس سے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اہل تراجم نے آپ کی جن تصانیف کا ذکر کیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر ابن جریرؒ

کتاب کا پورا نام جامع البیان عن تاویل آی القران ہے۔علامہ ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے متواتر تین سال تک استخارہ کیا۔آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو میں نے یہ کتاب لکھی۔آپ نے کتاب تصنیف کرنے سے پہلے اپنے تلامذہ سے فرمایا کہ اگر میں تفسیر لکھوں تو کیا تم اس سے خوش ہو؟ شاگردوں نے عرض کیا،اس کی مقدار کتنی ہو گی۔آپ نے فرمایا 30۔ ہزار اوراق۔وہ کہنے لگے اس میں تو عمریں ختم ہو جائیں گی۔آپ نے اس جواب پر انا اللہ پڑھا اور تفسیر کو نہایت مختصر کر کے صرف 3۔ ہزار ورق میں ختم کر دیا۔ممکن ہے کوئی شخص تین ہزار صفحات کو بھی ضخامت پر محمول کرے۔لیکن جس شخص نے تفسیر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا ہے۔وہ جا بجا محسوس کرے گا کہ یہاں کچھ تشنگی ہے اور کاش کہ ذرا اور تفصیل ہوتی۔تقریباً تمام علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ تفسیر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ جملہ تفاسیر پر صحت اور استناد کے لحاظ سے فوقیت رکھتی ہے اور آج تک تفسیر کی کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی جسے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کے مقابلے میں پیش کیا جا سکے ہاں ہاں تفسیر ابن کثیر بھی نہیں بلکہ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ تفسیر ابن جریر اور ابن کثیر کے درمیان اتنا ہی فرق ہے جتنا شمس وقمر میں۔یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے زمانے کے اکثر علماء نے یا تو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھا ہی نہیں۔اگر پڑھا ہے تو اس کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔بلاشبہ میری اس رائے کو قبول کرنے میں قارئین کرام میں سے بہت سے حضرات تامل سے کام لیں گے لیکن جنہیں اس تفسیر کے بالاستیعاب مطالعے کا موقعہ ملا ہے وہ یقیناً مجھ سے اتفاق کریں گے۔

بلاشبہ تفسیر ابن جریر کے متعلق ہر اس شخص کی یہی رائے ہو گی جس نے پورے استغراق سے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہو لیکن ہمارے ہاں ایک ایسا طبقہ بھی ہے جس کی اپنی رائے نہیں ہوتی۔وہ ہمیشہ رائے قائم کرتے ہوئے مقلدانہ روش اختیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' ان کے ہاں کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ ان کو قائل کرنے کا آسان سا طریقہ آئمہ عظام کے چند اقوال کا ذکر کر دینا ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بعض اکابرین امت کے زریں اقوال بھی ذکر کر دیے جاتے ہیں۔

امام ابو حامد اسفرائین فرماتے ہیں اگر کوئی شخص محض اس لئے چین تک کا سفر کرے کہ اسے تفسیر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ مل جائے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

(العبر ج 2۔ص 146)

امام ابن خزیمہ نے پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے خیال میں تمام روئے زمین پر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں۔

(لسان المیزان ج 5 ص 102)

امام نووی کا ارشاد ہے کہ تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ تفسیر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ (تاج المکلل ص 23)

خطیب بغدادی کا ارشاد ہے: لم یصنف احد مثلہٗ اس جیسی تفسیر کسی نے نہیں لکھی۔ (تاریخ بغداد ج 2 ص 163)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

هو اجد التفاسیرلم یولف مثله کما ذکره العلماء قاطبةمنهم النووی فی تهذیبه و ذالك لائمه جمع فیه بین الروایة والدرایة و لم یشارکه فی ذلك احد لا قبله و بعده

یہ تفسیر تمام تفسیروں سے بالاتر ہے۔ اس جیسی کوئی کتاب تالیف نہیں کی گئی جیسا کہ تمام علماء عظام نے اس چیز کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے امام نوری بھی اپنی کتاب تہذیب میں ذکر کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر میں روایت و روایت کو اس انداز سے جمع کر دیا ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کا کوئی ثانی نہ پہلے ہوا ہے نہ بعد میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(طبقات المفسرین ص30)

آخر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی رائے بھی سن لیجئے۔ حضرت الامام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

و اما لتفاسیر التی فی ایدی الناس ناصححا تفسیر محمد بن جریر الطبری فانه یذکو مقالات السلف بالا سانید الثابتة دیس فیه بدعة ولا ینقل عن المتهمین کمقاتل بن بکیر و الکلبی

رہیں وہ تفاسیر جو لوگوں کے پاس موجود ہیں تو ان میں سب سے زیادہ صحیح ترین تفسیر، تفسیر ابن جریر طبری ہے۔ کیونکہ آپ مقالات سلف کو ثابت شدہ اسانید سے ذکر فرماتے ہیں اور اس تفسیر میں کسی قسم کی بدعت نہیں اور آپ ایسے لوگوں سے بھی نقل نہیں کرتے جو ناقابل اعتماد ہیں۔ مثلاً مقاتل بن بکیر اور کلبی

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج2 ص192)

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 19، شمارہ، 11، 1967)

تاریخ طبری

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بلند پایہ تصنیف تاریخ الامم والملوک ہے علامہ یاقوت حموی نے جس کا نام ''تاریخ الرسل والملوک'' لکھا ہے۔ بقول حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ یہ کتاب بھی آپ تیس ہزار ورق میں لکھنا چاہتے تھے لیکن بعض وجوہ کی بنا پر اس کو مختصر کر دیا آپ نے اس کتاب میں کائنات کی ابتداء سے لے 302ھ تک کے اہم اہم واقعات کو نہایت اختصار سے ذکر کیا ہے اس کا زمانہ تصنیف چوتھی صدی ہجری کے ابتدائی دو تین سال معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ بعض اوقات تاریخ میں تفسیر کا حوالہ دیتے ہیں اور تفسیر 299ھ میں اختتام پذیر ہوئی تھی جیسا کہ یاقوت حموی نے ذکر کیا ہے کتاب کی اہمیت اور قبولیت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا کہ اس کے عظیم المرتبہ اور عالی مقام مصنف کے بعد جتنے بھی مورخین آئے انھوں نے اس کتاب پر کلی اعتماد کیا۔ بلکہ جس شخص کو تاریخ طبری اور اس کے بعد کی لکھی ہوئی تاریخی کتب کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ یہی محسوس کرے گا کہ بعد کی کتابیں اس سے ماخوذ ہیں اگر چہ اس کے مصنف ابن اثیر ہوں یا ابن کثیر علامہ ابن خلدون ہوں یا ابوالفداء علامہ ابن جریر کی کتاب سے وہ کسی جگہ بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

جہاں تک آپ کی مورخانہ حیثیت کا تعلق ہے اس سلسلہ میں قاضی ابوبکر ابن العربی کا قول فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

ولا تقبلوا ارداية الاعن ائمة الحديث
ولا تسمعوا المؤرخ كلا ما الالطبريؒ
(العواصم طبع مصر ص 248)

''ائمہ حدیث کے علاوہ اور کسی کی روایت قبول نہ کیجئے اور نہ ہی امام طبری رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور مورخ کی بات سنو۔''

تاریخ طبری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں واقعات کو باسناد ذکر کیا گیا ہے، اس لئے کوئی صاحب تحقیق کسی قسم کے دھوکے میں مبتلا نہیں ہو سکتا، راویوں کی موجودگی میں بڑی آسانی سے روایت کو پرکھا جا سکتا ہے، اصل غرض یہ پیش نظر رکھی کہ تاریخی واقعات کا ذخیرہ ایک جگہ جمع شدہ مل جائے چنانچہ کمزور سے کمزور راوی کی تاریخی روائتوں کے لانے سے بھی وہ احتراز نہیں کرتے ایسی روایات میں ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ کی حیثیت ایک ناقل سے زیادہ کچھ نہیں جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں خود ہی اس بات کی وضاحت فرمادی ہے آپ فرماتے ہیں:

فما يكن في كتابي هذا من خبر ذكرناه
عن بعض الماضين مما يستنكره قارئه
لا ويستشعه سامعه من اجل انه لم
يعرف له وجها في الصحة ولا معنى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الحقیقة فلیعلم انه لم یوت
فی ذلك من قبلنا و انما اتی من
قبل بعض ناقلیه الینا د انا انما
ادینا ذلك علی نحو ما ادی الینا

ہماری اس کتاب میں پہلے لوگوں کے متعلق جونسی بھی ایسی خبر ہو جو پڑھنے والے کو ناپسند اور سننے والے کو شنیع معلوم ہو۔ اس لئے کہ اسے اس کے صحیح ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہیں اور نہ ہی فی الواقعہ اس کے نزدیک اس کا کوئی مقصد ہوسکتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ خبر ہماری طبع زاد نہیں بلکہ اسے بعض راویوں نے جس طرح ہم تک پہنچایا اسی طرح ہم نے یہ امانت آگے ادا کردی ہے"۔

(ج1 ص8)

اس وضاحت کے بعد ہم ابن جریر کو قطعاً الزام نہیں دے سکتے کہ انھوں نے بعد غیر محقق روایات کو اپنی کتاب میں کیوں جگہ دی اگر محض کسی ضعیف یا موضوع روایات کو باسند ذکر کر دینا بھی قابل ملامت ہے تو اس سے ہم بڑے بڑے اکابرین امت کو بھی محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد 19، شمارہ 13، 1967)

ابن جریر کی دوسری تصانیف

ابن جریر کی تمام تالیفات پر مفصل گفتگو کی جائے۔ یہ مقالہ اس کا متحمل نہیں، انتہائی اختصار کے باوجود یہ پانچویں قسط آپ کے زیر مطالعہ آ رہی ہے اس لئے باقی تصنیفات کے سلسلہ میں مزید اختصار کے بغیر چارہ نہیں۔

ذیل المذیل

یہ کتاب گردش ایام کی نظر ہو چکی ہے اس کا حجم تاریخ طبری کے ایک ثالث کے برابر یعنی ایک ہزار ورق تھا اس بے نظیر کتاب میں ابن جریر نے پہلے ان اصحابہ کرام کو ذکر کیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یا بعد میں فوت یا شہید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ترتیب میں آپ کے قرب پھر قریش کے قرب کو ملحوظ رکھا ان کے بعد تابعین پھر تبع تابعین حتیٰ کہ اپنے شیوخ تک کا تذکرہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ ان کے افکار و آراء کا بھی اور ان آراء کی بھی تردید جو غلط طور پر ان کی طرف منسوب تھیں جیسے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ قتادہ اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب روائیتں تفصیل کے لئے دیکھئے۔

معجم الادبا رج 18 ص 71 علامہ یاقوت اس کی تعریف میں فرماتے ہیں ھو من محاسن الکتب و اقاضلھا

شبہے کا ازالہ

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کتاب کا وجود اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہاں اس ضخیم کتاب کے ایک حصے کا معمولی سا انتخاب دستیاب ہے جو المنتخب من ذیل المذیل کے نام سے مشہور ہے یہ انتخاب کس نے کیا تاریخ اس سلسلہ میں خاموش ہے متشرقین نے پہلی بار جب تاریخ طبری شائع کی تو انھوں نے اس انتخاب کو بھی تاریخ کے ساتھ ہی شائع کر دیا اس طرح جب تاریخ طبری مصر میں شائع ہوئی تو تب وہاں بھی اس کتاب کو اس کے ساتھ شائع کر دیا گیا، جیسا کہ تفصیل سے گزر چکا ہے کہ تاریخ طبری 302ھ تک ختم ہو جاتی ہے اس لئے یہ کتاب تاریخ کا حصہ نہیں اور نہ ہی اسے اس سے کوئی تعلق ہے اس گذارش کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ ہمارے بعض مدعیان تحقیق مثلاً عباسی صاحب اور ان سے متاثرین عدم تحقیق کی وجہ سے اس کتاب کو تاریخ طبری کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ کتاب ابن جریر کی دوسری تالیف ذیل المذیل کے ایک حصے کا انتخاب ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اور اسی کتاب پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید رحمۃ اللہ علیہ پر۔۔۔طعن لکھا ہے جس کی وجہ سے ہمارے دوست ابن جریر کو مطعون کرتے ہیں حالانکہ تاریخ ابن جریر جو ہزار ہا صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور سینکڑوں بار حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید رحمۃ اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر اس میں آیا ہے ایک بار بھی ابن جریر نے ان کے ناموں پر ایسا لفظ استعمال نہیں کیا۔

اختلاف الفقہاء

ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی یہ تصنیف بلاشبہ اپنے موضوع پر منفرد حیثیت رکھتی ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ فقاہت کے کتنے بلند مقام پر فائز تھے اس میں آپ نے جن فقہاء کے اقوال ذکر کیے ہیں وہ یہ ہیں ۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ۔امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ۔اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم ۔علاوہ ازیں فقہاء صحابہ اور بعض تابعین کے اقوال بھی اس میں مذکور ہیں آپ نے اس کتاب میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہیں کیا جس کی وجہ سے حنابلہ سخت برہم ہو گئے اور بر سر منبر آپ پر خشت باری کی عوام میں آپ کے خلاف سخت تنفر پیدا کیا حتیٰ کہ آپ کے متعلق رفض تشیع[1] جیسے الفاظ بھی استعمال کرنے سے دریغ نہ کیا گیا یہ داستان بڑی دردناک ہے اس کا تفصیلی ذکر کسی دوسرے موقع پر ہوگا۔

اس کتاب کا کچھ حصہ 1902ء میں مصر سے شائع ہوا تھا میں نے اسے دیکھا ہے واقعۃً اس میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہیں ، یہ کتاب حضرت الامیر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہٗ کے پاس موجود ہے۔

تہذیب الآثار

یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ہوئی اس کے بعض مخطوطے استنبول میں موجود ہیں اس کتاب کی نظیر کتب حدیث میں نہیں ملتی علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔لم ا "سواہ فی معناہ الا انہٗ لم یتم"

میں نے اس انداز کی اور کوئی کتاب نہیں دیکھی مگر آپ نے اسے مکمل نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ بغداد ج2 ص123)

علامہ یاقوت فرماتے ہیں:۔

و ھو کتاب یتعذر علی العلماء عمل مثلہ و یصعب علیھم تمتہ

یہ ایسی کتاب ہے کہ علماء کے لئے اس کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے اور اس کو مکمل کرنا ان کے بس میں نہیں۔

(معجم الادباج 18 ص75)

صریح السنہ

اس کتاب کا ایک نام شرح السنہ بھی ہے اس میں آپ نے اپنے عقائد و رجحانات کا ذکر کیا ہے پوری کتاب کا قلمی نسخہ استنبول میں موجود ہے۔اس کا آخری حصہ الاعتقاد کے نام سے بمبئی اور مصر سے چھپ چکا ہے قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں اس کتاب کا ایک اقتباس ذکر کیا جاتا ہے جو عقائد ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے سمجھنے میں نہایت مفید ہوگا، امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں فرماتے ہیں:

افضل اصحابہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم ابو بکر الصدیق ثم الفاروق عمر بن الخطاب ثم ذوالنورین عثمان بن عفان ثم امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیھم اجمعین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے زیادہ افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر ان کے بعد حضرت فاروق عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر امیر المومنین امام متقین حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

رضوان اللہ علیہم اجمعین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الاعتقاد ص 6 طبع بمبئی 1311ھ)

کتاب الفضائل

اس کتاب میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب کا ذکر ہے علامہ یاقوت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ جب کافی مدت کے بعد طبرستان آئے تو وہاں رفض و تشیع کا کافی ظہور ہو چکا تھا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اعلانیہ بدزبانی کی جاتی تھی چنانچہ آپ نے فضائل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک کتاب املاء کروائی جب حاکم شہر کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے آپ کی گرفتاری کا حکم دیا لیکن آپ وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور آپ کی وجہ سے ایک اور بزرگ کو کافی سزا دی گئی تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(معجم الادباء ج 18 ص 85 ص 86)

جامع القرآت

ابن جریر نے اپنی اس بلند پایہ کتاب کا ذکر تفسیر میں بھی کیا ہے مسائل قرات میں بعض اوقات اس کا حوالہ دیتے ہیں جزری نے اس سے استفادہ کیا ہے صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ اس میں بیس سے زیادہ قرائتیں ہیں، ابوعلی صاحب اقناع فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب 18 جلدوں میں دیکھی ہے اگرچہ خط قدرے بڑا تھا۔

(مقدمہ تاریخ طبری ص 17)

بسیط القول فی احکام شرائع الاسلام

تفسیر میں جہاں کہیں فقہی مسائل کا ذکر آتا ہے تو ابن جریر مسائل کو سمیٹنے کے لئے عموماً فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کی پوری وضاحت ہم نے احکام شرائع الاسلام میں کر دی ہے اس کتاب کی اہمیت کے لئے یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ ابن جریر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ ان کے تلامذہ دوسری کتابوں کی جگہ بسیط القول اور تہذیب الآثار میں خصوصی محنت کریں، یاقوت نے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے کہا ہے من کتبہ الفاضلۃ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی بہترین کتابوں میں ایک،

لطیف القول فی احکام شرائع الاسلام

نہایت عمدہ اور نفیس ترین کتاب ہے ابن جریر کے فقہی مسلک میں اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے فقہاء عموماً اسی پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں اختلاف الفقہاء میں ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا کئی بار ذکر کیا ہے۔ آپ عموماً فرمایا کرتے تھے۔

لی کتابان لا یستغنی عنهما

فقیہ ''الاختلاف واللطیف'' میری دو کتابوں اختلاف الفقہاء اور ''لطیف القول'' سے کوئی فقیہ بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

(معجم ج18 ص76)

الخفیف فی احکام شرائع الاسلام

یہ کتاب لطیف القول کا ہی اختصار ہے۔

آداب المناسک

بقول ابن عساکہ حج کے موضوع پر جامع کتاب ہے۔

آداب النفوس

ابن جریر نے اپنی زندگی کے آخری سال یہ کتاب تصنیف فرمائی بدن انسانی کے تمام اعضاء کے شرعی وظائف کا تفصیلی ذکر کیا ہے زہد وتقوی اور ذکر وفکر، بالفاظ دیگر تصوف اسلامی پر نہایت عمدہ کتاب ہے۔

البصیر فی معالم الدین۔

یہ ایک رسالہ ہے جو آپ نے اہل طبرستان کی طرف لکھا تھا اس میں اسم ومسمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اختلاف اور مبتدعین کے بعض مذاہب کا ذکر ہے۔

الرد علی ذی الاسفاء۔

امام داؤد ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خیالات پر تنقید ہے۔لیکن ابن جریر کے لئے یہ کتاب نقصان دہ ثابت ہوئی کیونکہ آپ کے خلاف حنابلہ میں ظاہری بھی شامل ہوگئے امام داؤد بن علی کے لڑکے ابوبکر نے ایک کتاب المرد علی ابن جریر لکھ ڈالی اور آپ کی مخالفت میں وہی سطحی انداز اختیار کیا جو بعض حنابلہ نے کر رکھا تھا۔

فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناصیت کے جواب میں فضائل علی پر ایک ضخیم کتاب لکھی جس میں حدیث غدیر کو صحیح 1 ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

علاوہ ازیں ابن جریر کی بعض اور تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ہم اس موضوع کو یہیں ختم کرتے ہیں کیونکہ ابن جریر کی مصنفانہ حیثیت کو سمجھنے کے لئے اس سے زیادہ تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔

1 اس حدیث کے ضعیف ہونے میں محققین علماء کرام میں کبھی اختلاف نہیں رہا کسی بھی قابل ذکر محدث اور فن رجال کے ماہر نے اس کے راویوں کی توثیق نہیں کی اس کے برعکس بڑے بڑے جہابذہ فن نے اس کی تضعیف اور اس کے راویوں پر جرح کر کے انہیں نا قابل احتجاج ثابت کیا ہے خصوصاً امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''منہاج السنۃ'' میں اس پر کافی مفصل گفتگو کی ہے، یہ الگ بات ہے کہ اگر بفرض محال اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس سے وہ معنی ومفہوم اخذ نہیں ہوتا جو ہمارے شیعہ دوست اخذ کرنا چاہتے ہیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام، جلد:19، شمارہ:9,10,11,13، دسمبر، 6، اکتوبر، 13,27 اکتوبر 1967، لاہور)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن کثیرؒ

از مولوی ضیاء الدین

ابن حجرؒ کی تنقید

علامہ ابن حجرؒ نے کئی جگہوں میں ان کے علم حدیث اور اس کے متعلقہ علوم میں مہارت و جامعیت کا ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

و اشتغل بالحديث مطالعة فی متوفه و رجاله

(الدرر الکامنہ ج 1 ص 374)

حدیث کے متن و رجال کے مطالعہ سے ان کو اشتغال رہا۔

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:

و جرح احاديث اولة التنبيه و احاديث مختصر ابن الحاجب الاصلی

(الدرر الکامنہ ج 1 ص 374)

ادلة التنبيه اور مختصر ابن حاجب اصلی کی حدیثوں پر جرح کی۔

علم حدیث، فن رجال اور جرح و تعدیل میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے اشتغال کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ: انہوں نے اپنی تفسیر اور کتاب الاحکام وغیرہ میں نہ صرف روایات جمع کی ہیں بلکہ ان پر نقد و تبصرہ بھی کیا ہے۔ بخاری کی شرح لکھی ہے اور تاریخ اور طبقات الشافعیہ میں رجال سے بحث کی ہے۔ ادلۃ التنبیہ اور مختصر ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجب کی حدیثوں کی جانچ کی ہے، اور اس میں مفید باتوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اصول حدیث میں ابن صلاح کے رسالہ کا اختصار کیا، اور مزی سے ان کی تہذیب الکمال حاصل کی۔

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ان تمام باتوں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے باکمال اور بلند پایہ محدث ہونے اور علم رجال وجرح وتعدیل میں ان کی مہارت کا بڑے بڑے آئمہ کو اعتراف ہے مگر اس کے باوجود انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

ولم یکن علی طریق المحدثین فی تحصیل العوالی و تمییز العالی من النازل و نحو ذلك من فنونهم و انما هو من محدثی الفقهاء۔

(الدرر الکامنہ ج 1 ص 374)

عوالی کی تحصیل اور اعلیٰ وادنیٰ کی تمیز میں وہ محدثین کے طریقہ پر نہ تھے بلکہ۔ وہ فقہاء محدثین میں ہیں۔

اس سے شبہ ہوتا ہے کہ حافظ ابن کثیر بلند پایہ محدث نہ تھے اور علم رجال وفن جرح وتعدیل میں زیادہ کمال نہ رکھتے تھے، جو درست نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر نے ان کے کمالات کی جو تفصیل بیان کی ہے وہ اس کی تردید کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے علامہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر نقد کیا ہے اور اس کو انصاف کے خلاف بتایا ہے 1۔ حسینی لکھتے ہیں:۔

و ان کان الغالب علیه السعته فی حفظ المتون لکن لم یکن بحیث لا یمیز العالی من النازل باعتبار معرفته بطبقات الرواة و احوالهم بل ذالك مما لا یخفی علی من هو دونه بمراحل فی معرفة الرجال کیف و قد لازم المزی فی ذالك

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدة طويلة و عنى بجمع التكميل و فى تراجم من شهـر و ابـــالبــراعة تبـدوكـو امـن ابـن جـحـر سـامعهالله ۔

(حاشیہ ذیل طبقات حسینی ص158)

گو حفظِ متون میں حافظ ابن کثیر کو زیادہ دخل تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عالی و سافل روایتوں میں راویوں کے درجات و احوال کی معرفت کی۔ ان کو پرکھ اور تمیز نہ تھی۔ یہ باتیں تو ان سے بہت کمتر لوگوں پر بھی مخفی نہیں رہتیں۔ چہ جائیکہ ان کے جیسا باکمال جس نے ایک عرصہ دراز تک مزی جیسے باکمال اور صاحب فن کی خدمت میں بسر کیا ہو اور تکمیل اور مشہور رواۃ کے حالات و تراجم میں کتابیں لکھی ہوں۔ حافظ ابن حجر کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ اس سے تو ان کے مخفی عناد کا پتہ چلتا ہے۔

حافظ سیوطی نے بھی حافظ کے مندرجہ بالا خیالات پر تنقید کی ہے۔2 حقیقت یہ ہے کہ ابن حجر کبھی کبھی اس طرح کی متضاد باتیں لکھ جاتے ہیں، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی انہوں نے اسی تضاد کا اظہار کیا ہے۔3

نحو اور عربیت

حدیث، تفسیر، فقہ اور تاریخ کی طرح وہ نحو و عربیت کے بھی امام تھے۔ صاحب البدر الطالع لکھتے ہیں:۔

و مرع فى الفقه و التفسير و النحو

(البدر الطالع ج1 ص153)

وہ فقہ و تفسیر اور نحو کے ماہر تھے۔

ابن عماد کا بیان ہے:

و يشارك فى العربية

(شذرات الذهب ج2 ص231)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے علماء اور مؤرخین کو بھی حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس کمال کا پورا اعتراف ہے۔

طرز تحریر

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب بیان نہایت دلکش اور طرز تحریر بڑا شگفتہ ہے جس پر ان کی تصنیفات شاہد ہیں۔ حافظ ابن حجر اور دوسرے اصحاب سیر نے بھی ان کے اسلوب بیان کی خوبی اور دل آویزی کا ذکر کیا ہے۔

افتاء

علامہ ابن کثیر اپنے زمانہ کے مشہور مفتی تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ان کو الامام المفتی لکھا ہے۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بھی ان کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ان کو صاحب افتاء بتایا ہے۔ ان کو افتاء سے اس درجہ اشتغال تھا کہ ان کی زندگی ہی میں ان کے فتووں کی تمام اطراف اور شہروں میں شہرت ہوگئی تھی۔ علامہ ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

فطارت اوراق فتاویه الی البلاد
(جلاء العینین ص22)

مناظرہ

مناظرہ سے بھی خاص ذوق تھا۔ ان کے تذکرہ نگار اس خصوصیت کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

درس وتدریس

وہ صاحب درس وتدریس بھی تھے اور انھوں نے مدتوں درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔ 748ھ میں مسجد امام صالح میں حدیث کے استاد مقرر ہوئے۔ مدرسہ اشرفیہ میں بھی مدرس رہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد مدرسہ تنکیریہ میں بھی درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔
(تاریخ آداب اللغۃ العربیہ ج3 ص93)

شعروسخن

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ خالص علمی مذاق پایا تھا۔لیکن شعروادب سے بھی ان کو دلچسپی تھی اور وہ اس کا بہت بلند مذاق رکھتے تھے اور اپنی گوناگوں علمی مشغولیتوں کے باوجود کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔صاحب شذرات کا بیان ہے:

وینظم نظما وسطا
(شذرات الذہب ج6 ص231)

ان کے دوشعر اکثر سوانح نگاروں نے نقل کئے ہیں۔

تمر بنا الایام تتری رانما نساق الی الآجال
والعین تنظر فلا عائد ذاك الشباب الذی مضی و
لا زائل هذا لمشیب المکدر
(شذرات ج6 ص231)

ترجمہ:

زمانہ گزرتا چلا جاتا ہے اور ہم رگ موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور ہماری نگاہیں یہ تماشا دیکھتی رہتی ہیں۔گزشتہ شباب نہ تو لوٹ سکتا ہے اور نہ یہ تلخ اور تکلف دہ بڑھاپا ٹل سکتا ہے۔

غرض حافظ ابن کثیر کے کمالات نہایت وسیع اور گوناگوں تھے اور ان کے تمام معاصر علماء مؤرخین اور اصحاب نظر نے اس کا اعتراف کیا ہے:

وکان اقرانه و شیوخه یریعترفونه له بذالك۔(ایضاً)

ان کے معاصرین اور اساتذہ تک ان کے فضل وکمال کے قائل تھے۔

موجودہ زمانہ کے شام کے نامور فاضل علامہ کرد علی شام کی آٹھویں صدی کے نوابغ فن میں ابن کثیر کا بھی شمار کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمادالدین بن کثیر المفسر المورخ الفقیه
صاحب التاکیف و منها تاریخه المطول
(خطط الشام ج4 ص51)
(اس صدی کے مشہور و مایہء ناز لوگوں میں)

عمادالدین بن کثیر مفسر، مورخ فقیہ اور صاحب تصنیف تھے۔ ان میں سے ان کی مطول تاریخ بھی ہے۔

1. اگلی عبارت حسینی کی نہیں۔ حاشیہ کی ہے جیسا کہ حوالہ میں صراحت آ گئی ہے اور یہ حاشیہ جناب کوثری مرحوم کا ہے جن کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے خاص کاوش ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ متاخر طلباء حدیث کو مسند عالی نازل کے سلسلے میں بہت غلو ہو گیا تھا جس کو صاحب علم و تحقیق اہل حدیث پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کی طرف حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک زائد چیز سمجھ کر توجہ نہیں فرمائی اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو بطور واقعہ ذکر کیا ہے نہ بطور تنقید جس پر آخری فقرہ ان کا دلالت کرتا ہے۔ انما هو من محدثی ص۔ الفقهاء۔

جس کی وضاحت حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی۔

الحمدة فی علم الحدیث معرفة صحیح الحدیث و یقیمه و علك و اختلاف طرقه و رجاله جر خادتعدیلاً و اباالعالی و النازل و ذالك فهو من الفضلات لا من الاصول المهمه۔

(ذیل سیوطی ص362)۔ع۔ح۔

2. (ذیل سیوطی ص362) لیکن وہ تنقید نہیں بلکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی وضاحت ہے جیسا کہ اوپر کی عبارت سے جو ہم نے نقل کی ہے، معلوم ہو سکتا ہے۔ع۔ح۔

3. دونوں باتیں خلاف واقعہ اور عدم تدبر کا نتیجہ ہیں۔ع۔ح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب ومسلک

وہ مسائل فقہ میں فقہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے پیرو تھے۔ اہل سیر ان کو الفقیہ الشافعی لکھتے ہیں۔انھوں نے طبقات شافعیہ کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی لیکن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرط تعلق کی بنا پر بعض مسائل میں ان کے اور حنابلہ کے مسلک پر بھی عمل کرتے تھے۔

وفات

علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے تقریباً 74'75 سال کی عمر پائی تھی۔ بڑھاپے میں ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

وکان قد اضوفی اواخر عمرہ ۔

(الدرر الکامنہ ج1 ص374)

774ھ میں انتقال کیا اور اپنے شیخ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس ہی مقبرہ صوفیہ میں دفن کئے گئے۔(شذرات الذہب 6 ص232)

تصنیفات

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ وقت درس وتدریس، بحث ومناظرہ، افتاء اور وعظ وارشاد میں گزرا۔تاہم انھوں نے متعدد بلند پایہ کتابیں بھی لکھیں اور ان کا شمار نام اور مصنفین میں ہے۔خصوصیاً_ البدایہ والنہایہ اور_ تفسیر قرآن تو ان کی ایسی کتابیں ہیں جن سے علماء کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

وہ ان خوش قسمت مصنفین میں ہیں جن کی زندگی ہی میں ان کی کتابوں کو بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوگئی تھی اور وفات کے بعد بھی ان کو بڑا اعتبار اور حسن قبول حاصل ہوا۔اہل نظر علماء اور باکمال مورخین نے ان کے اس کمال کا شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ابن حبیب کا بیان ہے:۔

واشتھر بالضبط والتحریر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ایضاً،203)

ضبط وتحریر کے لئے وہ مشہور ہیں۔علامہ شوکانی رقمطراز ہیں:۔

وله تصانيف مفيدة وه قد انتفع الناس بمصنفاته۔

(البدرالطالع 1 ص 51)

ان کی تصنیفات نہایت مفید ہیں اور لوگوں کو ان سے بڑا نفع حاصل ہوا۔

حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں:۔

سارت تصانيفه فى البلاد فى حياته و انتفع بها الناس بعد وفاته۔

(الدرر الکامنہ ج 1 ص 274)

ان کی تصانیف ان کی زندگی ہی میں مختلف ملکوں میں پھیل گئی تھیں اور لوگوں نے ان کی وفات کے بعد ان سے فائدہ اٹھایا۔

صاحب اعلام لکھتے ہیں:۔

وتنا قل الناس تصانيفه فى حياته۔

(اعلام ج 1 ص 109)

ان کی تصانیف ان کی زندگی ہی میں پھیل گئی تھیں۔

علامہ ابن کثیر کی تصنیفات کی تعداد زیادہ نہیں لیکن جو ہیں وہ نہایت مستند اور منتخب ہیں اور ان سے ان کے کثرت مطالعہ علم وتبحر اور بالغ نظری کا اندازہ ہوتا ہے۔ذیل میں ان کی تصانیف کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:۔

1۔تفسیر القرآن

2۔البدایہ والنہایہ

یہ دونوں ان کی نہایت مشہور اور شہرہ آفاق تصنیفات ہیں اس لئے ان کا مفصل ذکر بعد میں آئے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ جامع المسانید

اس کا پورا نام جامع المسانید والسنن لاقوم السنن ہے اور مسند کبیر اور کتاب الہدیٰ والسنن فی احادیث المسانید والسنن (البدر الطالع ج 1 ص 153) وغیرہ بھی اسی کے نام ہیں۔ یہ حافظ ابن کثیر کی مشہور تصنیف ہے۔ اس میں حدیث کی کتابوں صحاح ستہ، مسند احمد مسند ابی بکر بزار مسند حافظ ابی یعلی اور طبرانی کی معجم کبیر کی حدیثیں جمع کی ہیں۔ (ایضاً وطبقات حسینی ص 58) اور اس کو حروف وابواب کے مطابق مرتب کیا تھا۔ (فہرست کتب خانہ خدیویہ مصر ج، ص 323) صاحب کشف الظنون نے تصریح کی ہے کہ یہ اصول اسلام کے متعلق روایتوں اور حدیثوں کا ذخیرہ ہے۔ (کشف الظنون ج 1 ص 385)

اس کا ایک نسخہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں اور ایک کوبرلی میں موجود ہے۔ کتب خانہ خدیویہ مصر کی فہرست میں اس کا جو تعارف کرایا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضخیم کتاب آٹھ جزوں میں ہے اور اس میں رواۃ حدیث کے حالات خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرنے والے صحابہ کے تراجم بھی درج ہیں۔ (فہرست کتب خانہ خدیویہ مصر۔ ج 1 ص 323 وتاریخ اداب اللغۃ العربیہ ج 3 ص 194) مگر افسوس ہے کہ ابھی تک اس مفید علمی کتاب کی .... طباعت نہ ہوسکی۔

بعض مصنفین نے مسند شیخین اور مسند احمد کو بھی ان کی مستقل تصنیفات بتایا ہے لیکن غالباً یہ اسی کے مختلف اجزاء ہیں اور مستقل کتابیں نہیں ہیں۔

4۔ طبقات الشافعیہ

اس کتاب کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ قیاس ہے کہ اس میں شوافع کے حالات وسوانح ہوں گے وہ خود بھی شافعی تھے۔ اس لئے یہ کتاب انھوں نے ذوق اور دلچسپی سے لکھی ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔ تخریج ادلۃ التنبیہ

مشہور شافعی ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی (متوفی 476ء) نے فقہ میں تنبیہ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔ علامہ نے اپنی اس کتاب میں اس کے دلائل کی تخریج کی ہے۔ مورخین اور اصحاب سیر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے 18 سال کی عمر مین اس کتاب کو مرتب اور حفظ کر لیا تھا۔

وحفظ التنبیه وعرضه سنة ثمان عشرة۔

(شذرات الذہب ج 6 ص 232)

تنبیہ کو یاد اور 18 سال کی عمر میں مرتب کر کے پیش کیا۔

بعض مصنفین نے اس کا نام احادیث ادلۃ التنبیہ لکھا ہے اس سے خیال ہوتا ہے کہ اس میں تنبیہ کے دلائل کے ساتھ ساتھ اس کی حدیثوں کی بھی تخریج ہو گی۔ شرح التنبیہ بھی اسی کتاب کا نام ہے۔ ابن کثیر.... ابو اسحاق کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

و قد ذکرت ترجمة مستقصاةً مطلولة فی اول شرح التنبیه۔

(البدایہ والنہایہ ج 12، ص 125)

میں نے استقصاء اور تفصیل سے ان کے حالات شرح التنبیہ کے شروع میں لکھے ہیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 16، شمارہ، 20، 1964، لاہور)

علمائے اسلام میں حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ کا پایہ بہت بلند ہے وہ ایک مشہور مصنف، جلیل القدر مفسر، مستند مورخ اور صاحب کمال محدث ہیں۔ ان کو فقہ، فتویٰ درس وتدریس اور مناظر وغیرہ سے بھی اشتغال رہا ہے اور ان کی بعض تصنیفات مثلاً تفسیر قرآن اور تاریخ البدایہ والنہایہ اپنے استناد و اعتبار کے لئے مشہور ہیں۔ مگر افسوس کہ تذکرہ وتراجم کی کتابوں میں ان کے حالات بہت کم ملتے ہیں اور اردو میں تو ان کے متعلق کچھ لکھا ہی نہیں گیا، اردو دانوں کے لئے ان کی عظمت وشخصیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اکثر گوشے تاریکی میں ہیں۔ اس لئے اس مضمون میں ان کا تذکرہ اور مشہور تصنیفات پر تبصرہ کیا جاتا ہے:

نام ونسب

اسماعیل نام ابوالفداء کنیت اور عمادالدین لقب تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ اسماعیل بن عمر ابن کثیر بن ضوء بن درع۔ 1

بعض دوسرے علماء اسلام کی طرح ان کو بھی دادا کے نام پر شہرت ہوئی اور وہ ابن کثیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

ولادت

اکثر مؤرخین اور اصحاب سیر کے بیان کے مطابق وہ 701ھ میں اور بعض کے بیان کے مطابق 700ھ میں پیدا ہوئے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولد سنة سبعمائة و بعد ها بيسير۔2

وہ 700ھ میں یا اس کے کچھ بعد پیدا ہوئے۔

وطن

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ شام کے شہر بصریٰ کے ایک نواحی گاؤں مجدل میں جہاں ان کا ننہال تھا اور ان کے والد خطیب بھی تھے، پیدا ہوئے، لیکن صغرسنی ہی میں والد کے ہمراہ دمشق چلے آئے اور عمر کا زیادہ حصہ یہیں بسر ہوا۔ اس لئے بصری اور دمشقی دونوں بستیوں سے مشہور ہوئے۔

اساتذہ اور شیوخ

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے زمانہ کے مشہور علماء وفضلا سے استفادہ کا موقع ملا۔ ان کے بعض اساتذہ کے نام یہ ہیں: برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن تاج الدین ابومحمد عبدالرحمٰن متوفی 729ھ۔ ابوالمالی کمال الدین محمد بن علی بن عبدالواحد بن محمد الاسلم ملکانی متوفی 727ھ سے فقہ کی اور عفیف الدین اسحاق بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحییٰ آمدی متوفی 725ھ۔رئیس الاطباء ،محمد بن ابراہیم سویدی متوفی 711ھ۔ بہاؤالدین قاسم بن عساکر متوفی 723ھ ۔ ابوالعباس احمد حجار بن شحنہ متوفی 730ھ،ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن فری متوفی 742ھ۔ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم رضی طبری متوفی 722ھ اور ابن زراد سے حدیث کی تعلیم پائی اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن احمد دمشقی دانی متوفی 735ھ اور بدرالدین یوسف بن عمر بن حسینی ختنی متوفی 731ھ اور یونس بن ابراہیم دبوسی متوفی 729ھ سے اجازت اور نجم الدین عبداللہ بن محمد بن محمد اصبہانی سے اصول کی تعلیم حاصل کی۔

ان کے علاوہ بعض اور اساتذہ بھی ہیں جن کا انھوں نے البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا ہے۔شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ان کو شرف تلمذ حاصل تھا اور حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعلق تھا۔اس لئے ان دونوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مزی

ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف ربیع الآخر 654ھ میں حلب میں پیدا ہوئے اور مزت میں نشو ونما پائی۔عربی زبان وادب اور صرف و نحو میں بڑا درک تھا۔فقہ سے بھی ان کو خاص مناسبت تھی اور حدیث پر گہری اور استادانہ نظر تھی۔اس لئے الحافظ الکبیر کہے جاتے تھے۔معاصر علماء کو ان کے فضائل و کمالات کا اعتراف تھا۔ابن قاضی شہبہ،شیخ المحدثین،عمدۃ الحفاظ،اعجوبۃ الزمان وغیرہ کے القاب سے ان کو یاد کرتے ہیں۔

بیس سال کی عمر میں گھر بار چھوڑ کر علم وحدیث کی تحصیل کے لئے نکل پڑے اور اپنے دور کے ممتاز علماء اور نام ور محدثین سے سماع کیا۔ان کے شیوخ کی تعداد ہزار کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔تحصیل حدیث کے بعد اس کے درس وتدریس میں مشغول ہو گئے اور نصف صدی تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔جس سے ہزاروں بندگانِ خدا فیض یاب ہوئے۔دارالحدیث اشرفیہ کے 1/2 23 سال تک مہتمم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے۔علامہ ابن تیمیہ فرماتے تھے کہ اس مسند کا ان سے زیادہ کوئی اہل نہ تھا۔ دونوں بزرگوں میں دوستانہ تعلقات اور مخلصانہ روابط تھے۔علامہ ابن کثیر کا ان سے رشتہ بھی ہوتا تھا، اور وہ حافظ مزی کے داماد تھے۔اس بنا پر ان کو ان کے ساتھ رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا اور ان سے استفادہ کا زیادہ موقع ملا۔

مزی کی تصنیفات میں تہذیب الکمال کو جو اسماء الرجال کی نہایت مستند کتاب ہے۔بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔علامہ ذہبی کی تذہیب التذہیب اور حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب اسی کی تلخیص ہے۔لیکن حافظ ابن حجر نے اپنی تصنیف میں بہت اضافہ بھی کیا ہے۔

صفر 742ھ میں انتقال کیا اور مقابر صوفیہ میں علامہ ابن تیمیہ کی قبر کے غرب میں دفن کئے گئے۔

علامہ ابن تیمیہ اور ابن کثیر

علامہ ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ کو ان کی صحبت میں رہنے اور ان سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ ان کے بعض تذکرہ نگاروں کے بیان کے مطابق دوسرے اساتذہ کے مقابلہ میں انہوں نے ان سے زیادہ تر استفادہ کیا۔اس لئے ان سے بڑا تعلق خاطر رکھتے تھے اور شافعی ہونے کے باوجود شیخ الاسلام کے بڑے گرویدہ اور ان کی عظمت و امامت کے قائل تھے۔

طلاق اور بعض دوسرے اجتہادی مسائل جن میں ابن تیمیہ جمہور اور عام علماء کے خلاف رائے رکھتے تھے۔ان میں بھی ابن کثیر اپنے استاد کے ہمنوا اور ان کے خیالات کی تائید اور مدافعت کرتے تھے۔اس تائید وحمایت اور ابن تیمیہ سے غایت تعلق کی بنا پر ان کو بھی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:۔

اخذ عن ابن تیمیة نفتن بحبه واصتحن اسببه

(الدرراج 1 ص 274)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ سے استفادہ کیا اور ان کی محبت کی وجہ سے مبتلائے مصیبت کئے گئے۔ ابن عماد کا بیان ہے:۔

كانت له خصوصية بابن تيمية و مناضلة عنه و اتباع له فی كثير من آرائه و كان يفتی برايه فی مسئلة الطلاق و امتحن بسبب ذالك و اوزی۔

(شذرات الذہب ج2 ص232)

ان کو ابن تیمیہ سے خاص تعلق اور شرف تلمذ حاصل تھا اور وہ ان کی جانب سے حمایت و مدافعت کرتے تھے اور اکثر مسائل میں ان کی پیروی کرتے تھے۔ مسئلہ طلاق میں ان کا بھی وہی فتوی تھا جو ابن تیمیہ کا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کو آزمائشوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

اس تعلق کی بنا پر ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں امام ابن تیمیہ کے حالات تفصیل اور بڑے والہانہ انداز میں لکھے ہیں اور ان سے اپنی عقیدت و تعلق کا اکثر اظہار کیا ہے اور ان کی طرف سے مدافعت بھی کی ہے۔ ایک جگہ اپنے تعین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

و كان بينی و بينه مودة و صحبة من الصخرو سماع الحديث والطلب

(البدایۃ والنہایۃ ج14 ص137)

میرے اور ان کے درمیان محبت آمیز تعلقات تھے اور مجھ کو بچپن سے اب تک ساتھ رہنے علم حاصل کرنے اور حدیثیں سننے کا موقع ملا۔

امام ابن تیمیہ کے انتقال کے بعد اپنے خسر کے ہمراہ قید خانے میں جا کر ان کے چہرہ کا بوسہ لیا۔ (ایضاً ص138)

والد کی وفات اور ان کا مختصر تذکرہ

جمادی الاولیٰ 703ھ میں جب ابن کثیر بہت کم عمر تھے۔ ان کے والد کا قریہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجدل میں انتقال ہوگیا۔ وہ 640ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ان کو علم وفن سے بڑا اشتغال رہا۔ عربی شاعری سے خاص ذوق تھا۔ دواوین عرب ان کو ازبر تھے۔ وہ خود بھی شعر کہتے تھے۔ شروع میں بصری کے بعض مدارس میں مدرس رہے۔ اس کے بعد وہیں خطابت کے منصب پر فائز ہوئے۔ پھر مجدل میں جوان کی ایک بیوی اور ابن کثیر کی والدہ کا وطن تھا، خطیب مقرر ہوئے اور آرام وفراغت سے زندگی بسر کرنے لگے۔

وہ فصیح اللسان وشیریں بیان خطیب تھے۔ ان کی تقریر بڑی موثر ہوتی تھی۔ لوگ ان کو بڑی وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ امام نودی اور تقی الدین فرازی سے جوان کا بڑا احترام کرتے تھے، نحو اور دوسرے علوم حاصل کئے۔

علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ کے والد نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی سے تین لڑکے اسماعیل، یونس اور ادریس پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی سے جو ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ کی ماں تھیں، عبدالوہاب عبدالعزیز، محمد اور چند لڑکیاں اور سب سے آخر میں اسماعیل بن کثیر پیدا ہوئے۔

اسماعیل ان کے بڑے لڑکے کا بھی نام تھا اور سب سے چھوٹے کا بھی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بڑے صاحبزادے چھت سے گر کر انتقال کر گئے تو ان کو بڑا غم ہوا۔ اس لئے جب علامہ ابن کثیر پیدا ہوئے تو ان کی یاد میں ان کا نام اسماعیل رکھا۔

علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد کے انتقال کے بعد 707ھ میں مجدل سے دمشق گئے اور کمال الدین عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کے سایۂ عاطفت میں رہے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ ہمارے بڑے کرمفرما اور مہربان تھے۔ 750ھ تک زندہ رہے۔ ان کی بدولت مجھ کو علم سے تعلق اور اس کا ذوق پیدا ہوا۔ اور تمام دشواریاں اور موانع ختم ہوگئے اور بڑی سہولت میسر آئی۔

(البدایہ والنہایہ ج 14 ص 32,31)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد

ابن کثیر کی اولاد میں صرف ابوالبقاء بدرالدین محمد (متوفی 803ھ) کے نام ذکر البدایہ والنہایۃ اور حسینی کے ذیل طبقات میں ملتا ہے۔

تلامذہ

تذکرہ وتراجم کی کتابوں میں ان سے استفادہ کرنے والوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ صاحب شذرات نے ان کے ایک شاگرد ابن حجی کا اور صاحب جلاء العینین نے علامہ ابن حجر کو ان کا شاگرد بتایا ہے۔ لیکن اس کثیر جیسے فاضل اور یکتائے زمانہ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ رہی ہوگی۔ اسی لئے صاحب جلاء العینین لکھے ہیں:

و تلامذ ته كثيرة منهم العلامة ابن حجر العسقلانی
(جلاء العینین ص22)

ان کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان میں ایک علامہ ابن حجر عسقلانی بھی ہیں۔ مگر افسوس باوجود کوشش کے ان کے نام تک نہ معلوم ہو سکے

سیر وسیاحت

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے طلب علم کے لئے سیر وسیاحت بھی کی تھی۔ گو تذکرہ وتراجم کی کتابوں میں اس کی تفصیل نہیں ملتی۔ صاحب اعلام نے صرف اس قدر اشارہ کیا ہے۔

ورحل۔ (اعلام ج1 ص119)

انھوں نے (طلب علم کے لئے) سفر کئے۔

فضل وکمال

علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آٹھویں صدی ہجری کے نامور عالم اور مشہور مصنف ہیں۔ قدرت نے ان کی ذات میں فضل وکمال اور جامعیت کے تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوصاف وخصوصیات جمع کر دیئے تھے۔ان کے زمانہ میں جو علوم رائج تھے۔ان سب میں ان کو دستگاہ حاصل تھی اور بعض علوم میں تو وہ یگانہ تھے،ذیل میں ان کے فضل وکمال کے مختلف پہلوؤں کا ذیلی عنوانات کے تحت تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حافظہ

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ کا حافظہ نہایت عمدہ تھا۔تمام مؤرخین اور اصحاب کمال نے ان کی اس خصوصیت کا ذکر اور اعتراف کیا ہے۔صاحب شذرات اور صاحب جلاء العینین بحوالہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں۔

و کان کثیر الاستحضار ،قلیل النسیان جدا۔

(شذرات ج2 ص231 وجلاء العینین ص22 والدرر الکامنہ ج1 ص374)

ان کا علم نہایت مستحضر تھا اور وہ بہت کم بھولتے تھے۔

اول دونوں اصحاب سیر نے لکھا ہے:

ووصفه بحفظ المتون و کثرة الاستحضار جماعة منهم الذهبی و الحسینی و العراقی وغیرهم

(شذرات وجلاء)

ان کے عمدہ حافظہ متون کی یادداشت اور کثرت استحضار کا اکثر لوگوں نے ذکر کیا ہے جیسے ذہبی حسینی اور عراقی وغیرہ نے۔آگے چل کر ابن عماد ابن حجر کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں:

احفظ من اور کناه لمتون الاحادیث

(شذرات ج6 ص231)

میرے جاننے اور ملنے والوں میں وہ حدیثوں کے متن کے سب سے بڑے حافظ تھے۔

مورخین کا بیان ہے کہ وہ اپنے حفظ وضبط کے لئے مشہور تھے۔ان کے حافظہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ التنبیہ جس کو انھوں نے اٹھارہ سال کی عمر میں مرتب کیا تھا۔ اور مختصر ابن حاجب ان کو از برتھی۔ (ایضاً)

جودت طبع

بڑے ذہین وطباع تھے۔ مذاق بہت بلند پایہ تھا۔ فہم وفراست اور عقل ودانش سے بہرہ ور تھے۔ ابن عماد وغیرہ نے اس خصوصیت کو جید الفہم کے جامع الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ (ایضاً)

تاریخ، فقہ، تفسیر اور حدیث میں امتیاز

علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ کو متعدد علوم وفنون میں خاص دستگاہ تھی۔ لیکن تاریخ، فقہ اور تفسیر وحدیث کے وہ امام تھے۔ اور ان علوم میں ان کے زمانہ میں کوئی ان کا ہمسفر نہ تھا۔ مورخین اور اصحاب سیر کا متفقہ بیان ہے:۔

و انتهت اليه رياسة العلم فى التاريخ و الحديث و التفسير
(جلاء العینین ص22 وشذرات الذہب ج2 ص231)

تاریخ، حدیث اور تفسیر وغیرہ علوم کی ریاست کا ان پر خاتمہ تھا۔

حافظ ابن حجر علامہ ذہبی کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

المحدث البارع فقيه متغنن محدث متقن مفسر نقاد
(الدرر ج1 ص374 وذیل طبقات الحسینی ص58)

(ابن کثیر) باکمال ومعتمد محدث، بے نظیر متفنن فقیہ اور صاحب بصیرت مفسر ہیں۔ صاحب البدر الطالع لکھتے ہیں۔

برع فى الفقه و التفسير و النحو
(البدر الطالع ج1 ص153)

وہ فقہ، تفسیر اور نحو میں ماہر تھے۔ الحافظ الکبیر اور الامام المحدث ان کے خاص القاب ہیں۔

ان علوم میں ان کا جو مقام تھا اور ان میں ان کو جس قدر عبور حاصل تھا۔ اس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی تصنیفات شاہد ہیں۔

حدیث کے متعلقہ علوم سے بھی ان کو پوری واقفیت تھی۔ چنانچہ جرح وتعدیل اور علم رجال کے بھی بڑے ماہر مانے جاتے تھے۔ صاحب البدر الطالع لکھتے ہیں۔

امعن النظر فی الرجال و العلیل ۔(ایضاً)

رجال اور علل پر ان کی اچھی نگاہ تھی۔ ابن عماد کا بیان ہے کہ:۔

واعرفهم بحرحمهاورحالهاو صحيحها و سقيمها و كان اقرانه و شيوخه يعترفون له بذالك

(شذرات الذہب ج6 ص232)

جرح وتعدیل، رجال اور حدیثوں کی صحت وعدم صحت کے وہ بڑے واقف کار تھے۔ ان کے معاصرین اور اساتذہ تک کو ان کے کمالات کا اعتراف تھا۔

(ہفت روزہ الاعتصام، جلد 16، شمارہ، 21، 1964، لاہور)

باقی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سندوں کے ساتھ جو یہ نقل فرمایا کہ اقام بمکۃ عشرین نیزل علیہ القرآن و بالمدینۃ عشراً تو یہ ان کا تفرد ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ۔۔۔ روایت نہیں کی ہے۔ البتہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے شیبان بن عبدالرحمٰن سے جو ابوعبید قاسم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کو یوں نقل کیا ہے۔

قال انزل القرآن جملة واحدة الى سماء الدنيا فى ليلة القدر ثم نزل بعد ذالك فى عشرين سنة ثم قراء(و قرآنافرقناه لتقرائه على الناس على مكث و تنزيلا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ شب قدر میں پورا قرآن سماء دنیا پر نازل ہوا اور اس کے بعد بیس سال تک (آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر) نازل ہوتا رہا۔ پھر یہ آیت پڑھی (جس کا مفہوم یہ ہے) ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا بتدریج نازل کیا۔ تاکہ تم وقفہ وقفہ سے لوگوں کے سامنے پڑھو۔ اس روایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سندیں صحیح ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مدینہ طیبہ میں دس سال تک قیام پذیر رہنا تو متفق علیہ ہے۔لیکن مکہ میں نبی ہونے کے بعد 13 سالوں تک قیام کرنا مشہور ہے۔کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر 40 سال کی عمر میں وحی نازل ہونا شروع ہوئی تھی اور 63 سال کی عمر میں انتقال فرمایا جیسا کہ صحیح روایتوں سے ثابت ہوتا ہے۔اس لئے ایک احتمال تو یہ ہوسکتا ہے کہ عشر سے جو گنتی زیادہ تھی۔اس کو اختصار کی بنا پر حذف کر دیا گیا ہو۔کیونکہ اہل عرب عموماً عشر سے زائد کسروں کو حذف کر دیتے تھے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ ان دونوں حضرات نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے تعلق سے جو وحی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوئی ہے،صرف اس کو بیان کیا ہو اس لئے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی روایت کی ہے کہ شروع میں حضرت میکائیل کے واسطہ سے وحی آئی تھی اور بعد میں حضرت جبرئیل کے واسطہ سے آنی شروع ہوئی ہے۔

1 حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں ان دونوں توجیہوں کے ساتھ ایک اور توجیہ بھی نقل کی ہے اور وہ یہ کہ ابتداء مکہ میں ایک زمانہ میں 3 سال تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔اس لئے صرف 10 سالوں کا ذکر ہے۔

(ملاحظہ ہو ج 9 ص 3)

فضائل قرآن سے اس حدیث کی مناسبت یہ ہے۔نزول قرآن کی ابتداء جس طرح ایک اچھے مقام یعنی بلد حرام میں ہوئی۔اس طرح وہ ایک مقدس اور متبرک زمانہ یعنی رمضان شریف میں نازل ہونا شروع ہوا۔اس طرح گویا زمان و مکان دونوں کا تقدس اور فضیلت اس کو حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں تلاوت کی کثرت اور زیادتی مستحب ہے کیونکہ اوّل تو اس مہینہ میں قرآن نازل ہوا تھا۔ثانیاً حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال اسی ماہ میں آپ سے قرآن کی تکرار کرتے تھے اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوا اس سال دو بار تکرار کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں اس کی وضاحت بھی ہے کہ قرآن کا کچھ حصہ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں نازل ہوا۔ مکی حصہ ہجرت سے قبل کا اور مدنی ہجرت کے بعد کا ہے۔ ہجرت کے بعد جو حصہ نازل ہوا وہ سب مدنی کہلاتا ہے۔ خواہ وہ مدینہ کے علاوہ کہیں بھی ہو، حتیٰ کہ مکہ اور عرفہ میں بھی نازل ہونے والا مدنی کہلائے گا۔

بعض سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے پر اتفاق ہے۔ اور بعض کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے قاعدے اور ضابطے بنانا چاہے۔ لیکن ان میں زحمت وتنگی بھی ہے اور وہ محل نظر بھی ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جن سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات میں سے کوئی حرف آ گیا ہے وہ بقرہ اور آل عمران کے علاوہ سب مکی ہیں اور جن میں یاایھاالذین آمنوا آیا ہے، وہ مدنی ہے۔ لیکن جن میں یاایھاالناس کے الفاظ ہیں ان میں دونوں کا احتمال ہے لیکن زیادہ تر مکی سورتوں میں یہ الفاظ ملتے ہیں مگر بعض مدنی سورتوں میں بھی ہیں۔ جیسے سورہ بقرہ میں ہے

یاایھاالناس اعبدوا ربکم الذی الخ -۔اور یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً الخ۔

ابوعبیدہ علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ قرآن حکیم میں۔ یاایھاالذین آمنوا۔ جہاں بھی ہے وہ مدینہ میں نازل ہوا ہے اور۔ یاایھاالناس ۔ جہاں ہے وہ مکہ میں۔ نیز وہ میمون بن مہران کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ قرآن میں جہاں۔ یاایھاالناس ۔۔اور یابنی آدم ۔۔ آیا ہے وہ مکی ہے اور جہاں۔ یاایھاالذین آمنوا۔ آیا ہے وہ مدنی ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بعض سورتیں دو مرتبہ نازل ہوئی ہیں۔ ایک مرتبہ تو مدینہ میں اور ایک مرتبہ مکہ میں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بعض لوگ مکی سورتوں کی کچھ آیتوں کو مستثنیٰ کر کے انھیں مدنی بتاتے ہیں۔ جیسے سورہ حج وغیرہ کی آیات۔ لیکن اس سلسلہ میں کوئی قطعی اور صحیح بات کہنا مشکل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبید علی بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں سورہ بقر، آل عمران، نساء، مائدہ، انفال، توبہ، حج، نور، احزاب، الذین کفروا (محمد) فتح، حدید، مجادلہ، حشر، ممتحنہ، حواریون (صف) تغابن، یاایھاالنبی اذا طلقتم (طلاق) یاایھاالنبی لم تحرم (تحریم) فجر واللیل اذا یغشیٰ (لیل) انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (قدر) لم یکن (بینہ) اذا زلزلت (زلزال) اذا جاء نصر اللہ (نصر) مدنی ہیں اور بقیہ سب سورتیں مکی ہیں۔

ابن ابی طلحہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ان شاگردوں میں ہیں جو ان سے تفسیروں کی روایت کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا روایت ان سے صحیح سندوں کے ساتھ مشہور اور ثابت ہے۔ لیکن اس فہرست میں انھوں نے بعض ایسی سورتوں کو شامل کرلیا ہے جن کا مدنی ہونا محل نظر اور قابل غور ہے۔ نیز اس میں بعض مدنی سورتیں مثلاً حجرات اور معوذتین وغیرہ شامل نہیں ہیں۔

اس طویل تشریح کو اس لئے نقل کیا گیا ہے کہ اس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کی کس قدر جامع اور مفصل شرح کی ہے۔ اس رسالہ کا زیادہ قابل قدر حصہ وہ ہے جس میں جمع و ترتیب قرآن سے بحث کی گئی ہے۔ یہ صفحہ 21 سے شروع ہو کر صفحہ 102 پر ختم ہوتا ہے۔ اس کی صحیح اہمیت مطالعہ کے بعد ہی ظاہر ہو سکتی ہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بالغ نظر محدث تھے۔ اس لئے انھوں نے اس رسالہ میں بری بصیرت سے بھی کام لیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خیالات پر تنقید اور ان کا ابطال کیا ہے۔ مثلاً ایک باب القراۃ عن ظہر قلب کا باندھا ہے۔ اس کے متعلق ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''ترجمۃ الباب سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب کا منشا یہ ہے کہ بغیر مصحف کے یادداشت سے قرآن پڑھنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ واللہ اعلم۔ لیکن اکثر علماء نے یہ صراحت کی ہے کہ اس صورت میں قاری تلاوت کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کو دیکھتا بھی ہے اور مصحف کو دیکھنا بجائے خود ایک عبارت ہے۔ جیسا کہ متعدد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکابر سلف نے تصریح کی ہے۔انھوں نے اس شخص کو ناپسند کیا ہے جس کا پورا دن گزر جائے اور اس کو مصحف دیکھنے کا اتفاق نہ ہو''۔

اس سلسلہ کی بعض اور باتیں تحریر کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:۔

''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا منشاء حدیث سہیل کو نقل کر کے یہ بتایا ہے کہ حافظ سے قرآن پڑھنا مصحف میں دیکھ کر پڑھنے سے افضل اور زیادہ بہتر ہے۔لیکن یہ بات نگاہ کو کھٹکتی ہے۔کیونکہ یہ ایک خاص شخص کا معاملہ تھا۔جو ممکن ہے اچھی طرح لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔اور آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کا علم رہا ہو۔اس لئے اس روایت میں یادداشت سے تلاوت کرنے کی فضیلت کی کوئی دلیل نہیں اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ جو لوگ اچھی طرح لکھنا پڑھنا جانتے ہوں،ان کے لئے بھی ناواقف لوگوں کی طرح یادداشت سے قرآن کی تلاوت کرنا زیادہ بہتر ہے۔کیونکہ اگر اس کا یہی مقصد ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے متعلق یادداشت سے قرآن کی تلاوت کرنے کا ذکر ضرور فرماتے اور یہ بات زیادہ موزوں اور بہتر بھی ہوتی۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم امی تھے۔

حدیث کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے۔کہ اس کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ ان صحابی کو یہ یہ سورتیں یاد تھیں۔اس لئے ان کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ اپنی بیوی کو بھی یہ سورتیں سکھا دیتے اور یہ ان کا معاوضہ نکاح ہو جاتا۔باقی اس کا کوئی سوال ہی نہیں ہے کہ یادداشت سے قرآن پڑھنا دیکھ کر تلاوت کرنے سے بہتر ہے یا نہیں۔

ان دو مثالوں سے اس رسالہ کی اہمیت اور نوعیت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔اس لئے صرف ان ہی پر اکتفا کیا گیا۔اگر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی مکمل شرح لکھی ہوتی تو آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں،کہ وہ کس قدر جامع اور فاضلانہ ہوتی۔

(ہفت روزہ الاعتصام،لاہور،جلد 16،شمارہ،20,22,29،1964)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجرؒ

مولانا محمد علی

نام ونسب

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا نام احمد تھا۔ کنیت ابوالفضل لقب شہاب الدین۔ باپ کا نام شیخ نورالدین علی اور دادا کا نام شیخ قطب الدین محمد بن محمد بن علی تھا۔ آپ لقب سے زیادہ مشہور ہوئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان کے آباؤاجداد میں سے بھی کسی کا لقب تھا۔ ابن العماد حنبلی کے قول کے مطابق ابن حجر کی نسبت آل حجر کی جانب منسوب ہے۔ آل حجر ایک قوم تھی جو بلادالجرید کے جنوبی حصہ میں متوطن تھی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤاجداد کا وطن عسقلان تھا۔ اس لئے وہ اسی نسبت سے عسقلانی مشہور ہوئے۔ چونکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ مصر میں پیدا ہوئے، وہیں پروان چڑھے اور وہیں وفات پائی۔ بدیں وجہ المصری اور القاہری کہلائے۔ فقہیات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو ترجیح دینے کے باعث الشافعی ہوئے۔

ولادت

آپ قبیلہ بنی کنانہ میں سے تھے۔ 22 شعبان 773ھ میں عسقلان میں (جو بموجب ایک قول کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مولد ہے) پیدا ہوئے۔ کہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ آپ کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔لہٰذا وہ شیخ ضاقیری کے پاس جو اکابر اولیاء کرام میں سے تھے گئے۔شیخ نے فرمایا تمھارے ہاں ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا جو تمام دنیا کو علم سے بھر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس بشارت کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔زمانہ طفولیت میں والد ماجد نے اس دار فانی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا۔بعد ازاں آپ کی کفالت شیخ زکی خردبی نے کی۔

تحصیل علم بیان اور فضل وکمال

پانچ برس کی عمر میں آپ نے مدرسہ میں داخلہ لیا اور نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔784ھ میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔حج سے فراغت کے بعد چند روز وہیں قیام رہا اور رمضان المبارک میں وہیں قرآن مجید محراب میں سنایا۔آپ نے تحصیل علم کے لئے کئی شہروں میں سفر کیا۔چنانچہ مصر سے اسکندریہ میں گئے اور شام، قبرص، حلب، حجاز، یمن میں بھی خوب سیر کر کے علم سے سیر ہوئے۔سب فنون میں کامل مہارت حاصل کی۔آپ نظم ونثر میں ماہر تھے۔

چنانچہ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ جو اسلام میں بہت بڑے مصنف مانے گئے ہیں، آپ کے ہم عصر اور آپ کے فیض یاب ہیں فرماتے ہیں:

لعلم الشعر فبلغ فیه الغایة ثم طلب الحدیث نسمع الکثیر و رحل و تخرج باالحافظ ابی الفضل العراقی و برق فیه وتقدم فی جمیع فنونه و انتهت الیه الرحلة والریاسته فی الحدیث فی الدنیا یاسر ها فلم یکن فی عصره حافظ سواه.

یعنی آپ نے فن شعر سیکھا تو اس میں نہایت بلندی تک پہنچے۔پھر علم حدیث کی طلب میں نکلے تو بہت سے مشائخ سے سماع کیا اور مختلف بلاد میں گئے اور سفر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے حافظ ابی الفضل عراقی کی صحبت میں رہے اور اس علم میں بھی زمانہ پر فوقیت لے گئے اور سب فنون میں آگے نکل گئے۔ ساری دنیا میں آپ کے زمانہ میں آپ کے سوا کوئی دوسرا حافظ (حدیث) نہ تھا۔

علمی مقام و مرتبہ

علم حدیث میں آپ کا پایہ اس قدر بلند ہے کہ آپ کے بعد کے سب محدثین اور علم حدیث کے طالب آپ کے خوشہ چیں اور آپ کی تصانیف سے فیض اٹھانے والے اور آپ کی تحقیق کے محتاج رہے ہیں۔ آپ کے ہمعصر فضلاء بلکہ آپ کے اساتذہ آپ کی جلالت قدر اور عظمت شان اور کثرت اطلاع کے قائل تھے۔ علم حدیث کی طلب کے دنوں میں آپ کے عجیب عجیب واقعات ہیں۔ قدرت نے ذہانت اور زکاوت کے عطیے میں بڑی فراخدلی سے کام لیا تھا۔ حافظہ کی کرشمہ سازیوں کا یہ عالم تھا کہ سورہ مریم ایک دن میں یاد کر لی۔ آپ تین کاموں میں سے کسی نہ کسی کام میں ضرور مشغول رہتے تھے۔

1۔ مطالعہ

2۔ تصنیف

3۔ عبادت

دمشق میں آپ نے قریباً دو ماہ اقامت کی اور اس مدت میں علم حدیث میں سے ایک سو جلد لوگوں کو سنائی اور فیض بخشا۔ شغل تصنیف و عبادت اور دیگر ضروریات اس کے علاوہ تھیں۔

شعر و شاعری

آپ کو فن شعر میں بھی نہایت کمال حاصل تھا۔ حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ ایک کامیاب شاعر تھے اور اپنے زمانہ کے بہترین شعراء کی صف اول میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار علمی اور ادبی محفلوں میں پڑھے جاتے تھے، اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خطبے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنائے جاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی دوست کی درخواست پر اپنے اشعار میں سے ایک دیوان مرتب کیا جس میں سات انواع کے شعر ہیں۔ان میں سے پہلا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدح اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سوز وفراق میں کہا ہے۔

حلیہ اور اخلاق وعادات

آپ کا چہرہ بڑا روشن وتابناک تھا۔قد ذرا پست ڈاڑھی اور سر کے بال سفید، دبلا پتلا جسم، زبان بڑی فصیح وبلیغ اور آواز بلند تھی، بالوں کی سفیدی نے وقار و تمکنت میں اضافہ کر دیا تھا۔متواضع اور حلیم طبع تھے۔جب کسی سے ملتے تو خندہ پیشانی سے پیش آتے۔کبھی کسی کو دکھ نہیں پہنچایا۔زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں نکالا جس کو سننے والا ناپسند کرے۔اپنے دوستوں اور عزیزوں سے ہمیشہ مسرت اور حسن سلوک سے پیش آتے۔احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرتے تھے۔

تصنیفات :۔

آپ نے چھوٹی ڈیڑھ سو کتابیں لکھیں۔اکثر تصانیف علم حدیث کے متعلق ہیں اور وہ سب نافع اور مقبول ہیں۔سب سے زیادہ معروف فتح الباری شرح صحیح بخاری ہے۔یہ شرح سب سے بڑی ہے اور صحیح بخاری کے حل کرنے میں سب سے زیادہ فوقیت لے گئی ہے اور خوبیوں کے لحاظ سے فی الواقع اس قابل ہے کہ اسے ''فتح الباری'' کہا جائے۔اس کتاب پر یہ مثل بالکل صادق ہے کہ ـــــ کل الصید فی جوف الفرئ ـــــ یہ شرح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے 817ھ میں بطریق املا تصنیف کرنا شروع کی۔جو کچھ لکھتے، علماء کی جماعت جو آپ سے مستفید ہونے کو حاضر ہوتی، اس کو لکھ لیتی اور ہر ہفتہ میں ایک بار اصل سے مقابلہ کرتے۔حتیٰ کہ یکم رجب 842ھ کو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے دس سال پہلے یہ کتاب مکمل ہوگئی۔اس کے مکمل ہونے کے ایک ماہ بعد (2 شعبان کو) شکریہ میں ایک عام دعوت کی۔جس میں سب لوگ شامل ہوئے، اس پر پانچ سو دینار خرچ آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کی مقبولیت وشہرت بھی ایسی ہوئی کہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں اطراف کے بادشاہوں نے طلب کی اور تین سو دینار اس کی قیمت پڑی۔ اس شرح کی عظمت اسی بات سے ظاہر ہے کہ امام شوکانی علیہ الرحمہ کو جو 1250ھ میں فوت ہوئے ہیں ان کی وسعت علم اور قوت اجتہاد کے لحاظ سے کسی نے کہا کہ جس طرح بعض دوسرے علماء نے صحیح بخاری کی شرحیں لکھی ہیں، آپ بھی کیوں نہیں لکھتے تو آپ نے فرمایا، لاھجرت بعد الفتح یہ عبارت حدیث شریف کی ہے اور یہ کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ پر فرمائے تھے کہ اب فتح کے بعد ہجرت کا حکم نہیں ہے۔ امام شوکانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس مطلب کے لئے بیان کیا۔ کہ فتح الباری کے بعد کسی اور شرح کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کی تصانیف ایسی نافع ومقبول ہیں کہ ان کے بعد کے علماء نے آپ سے پہلے علماء کی تصانیف کو کچھ زیادہ اہم نہیں سمجھا۔ چنانچہ نخبتہ الفکر اصول حدیث میں ایک متن لکھا۔ اس میں یہ کمال کیا ہے کہ الفاظ عدیدہ میں علم حدیث کے سب اصول بیان کئے ہیں پھر خود ہی نزہتہ النظر فی توضیح نخبتہ الفکر اس کی شرح لکھی اور اس میں یہ کمال کیا کہ متن اور شرح کی عبارت کو صنعت منزج سے ممزوج کر دیا ہے کہ متن وشرح کی عبارت ایک ہوگئی ہے۔ یہ کتاب نصاب درسی میں داخل ہے اور اس نے متقدمین کے رسائل اصولیہ سے مستغنی کر دیا ہے۔ اسی طرح اسماء الرجال کے متعلق تقریب التہذیب لکھی۔ اس نے بھی پہلی کتابوں کو بھلا دیا۔ گو اس کتاب میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ مگر اس اختصار میں اس قدر تفصیل پنہاں ہے جو بعض مطولات میں نہیں۔ اس کی باریکیاں سمجھنے کے لئے اس کا پہلا صفحہ جو بطور مقدمہ ہے زیر نظر رکھنا چاہیے۔ پھر لطف دیکھتے جایئے کہ گنتی کے الفاظ میں کس قدر مطالب ذکر کئے ہیں۔

بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام علم حدیث میں سے ایک مختصر اور معتبر کتاب ہے اور نصاب درس میں داخل ہے اس میں صحاح ستہ وغیرہ میں سے احادیث انتخاب کی ہیں اور ان کو ایسی ترتیب سے مرتب کیا ہے کہ بہت سے علمی نکات اور سوالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اعتراضات کو اسی ترتیب میں حل کر دیا ہے، اور ایسی جامع احادیث لکھی ہیں جن سے مسائل متعلقہ کے اکثر عقدے حل ہو جاتے ہیں۔ اس کی شرح میں سے سبل السلام تصنیف امام محمد بن اسماعیل امیر بھائی بہت مفید اور قابل قدر ہے۔

نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ فقہ حنفی کی مشہور اور معتبر کتاب ہدایہ میں جن احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ ان احادیث کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ صحیح ہیں یا ضعیف۔ مرفوع ہیں یا موقوف وغیرہ۔

تلخیص الجبیر فی تخریج رافعی الکبیر۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ شافعی میں ایک کتاب ''وجیز'' نامی لکھی۔ اس کی شرح امام رافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کی۔ اس شرح میں جو احادیث بیان کی گئی ہیں تلخیص الجبیر میں حافظ صاحب نے ان کی تخریج کی ہے اور ان کے احوال صحت وضعف وغیرہ پر بحث کی ہے۔

توالی التاسیس فی مناقب محمد بن ادریس۔ اس کتاب میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ کتابیں چھپ چکی ہیں۔

اسی طرح بہت سی ضخیم کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ مثلاً

الاھابہ فی معرفۃ الصحابہ ،الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ ،ھدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح و المشکوٰۃ، نزھۃ السامعین فی روایۃ الصحابۃ و التابعین لباب فی شرح قول الترمذی و فی الباب احتفال ببیان احوال الرجال .طبقات الحفاظ الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف بذل الماعون فی فصل الطاعون ،مناسک الحج وغیرہ وغیرہ۔

وفات

ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب 28 ذی الحجہ 852ھ میں یہ آفتاب علم وفضل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرزمین قاہرہ دارالخلافہ مصر میں چھپ گیا۔ اور سارے جہان پر اندھیرا کر گیا۔

اِنا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کے جنازے پر بڑا اژدھام تھا۔ بادشاہ وقت نے آپ کا جنازہ تبرکاً اٹھایا اور اس کے بعد سب امراء وزراء اور روساء نے اٹھا کر قبر تک پہنچایا۔ نماز جنازہ مصامدۃ المومن میں ادا کی گئی اور قرافہ صغریٰ متصل مزار بنی الجزولی اس گنج علم کو دفن کیا گیا۔

آپ کی وفات کے ساتھ ہی فن حدیث کا کمال بھی ختم ہو گیا۔ آپ کے جنازے پر بارش بھی ہوئی۔ حالانکہ بارش کا موسم نہ تھا۔ شاعر زمانہ شہاب منصوری بھی حاضر تھے۔ اسی وقت انھوں نے یہ شعر پڑھے۔

قد بکت السحب علی * قاضی القضاۃ باالمطر

و انھدم الرکن الذی * کان مشدمن حجر

جناب سید محمود عمری (مدارس)

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 15 شمارہ، 28، 1964)

★★★

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن جوزیؒ

سید محمود عمری

دنیا میں سینکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں علماء وصلحا آئے اور چلے گئے۔ مگر دنیا نے ان کو بھلا نہیں دیا، بلکہ ان کے کارناموں کا ذکر ہمارے لئے باعث فخر اور ان کی سیرتیں ہمارے لئے باعث عبرت ہیں جب تک ہمارے اسلاف و متاخرین کی تالیفات وتصنیفات کا نایاب اور بے بہا ذخیرہ ہمارے پاس سینوں یا کتابوں کی شکل میں موجود ہو۔ اس وقت تک ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے اسلاف و متاخرین اگر چہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ اس عالم لاہوت میں موجود نہیں مگر ان کی تصنیفات وتالیفات سے برابر ہماری روحانی تربیت ہوتی رہتی ہے اور برابر ان کا ہمارے ساتھ روحانی رشتہ جڑا ہوا ہے۔

آہ! وہ مقدس روحیں جنہوں نے دین الٰہی کی تبلیغ، حفاظت وعصمت میں ایسے ایسے کارنامے دکھائے۔ ایسی ایسی جاں فروشیاں کیں کہ ان کے مقابلے میں متاخرین نے کچھ بھی نہ کیا، ان پاک طینت اسلاف کرام نے سخت سے سخت مصائب اٹھائے۔ تکلیفیں جھیلیں، انہوں نے قید کی تاریک اور بھیانک کوٹھڑیوں کو اپنا مسکن بنایا۔ انہوں نے اس ذات بے ہمتا کے کلمے کے بلند کرنے میں کوڑوں، گرزوں اور دردوں کی بے پناہ ضربات کو برداشت کیا، ان عاشقان الٰہی نے اپنی جانوں کو فروخت کیا اپنی عزت و آبرو کی پرواہ نہ کی، اس کی راہ میں اپنی اولاد،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقارب اور خاندان کو ہیچ سمجھا، انہوں نے دنیا کی نعمتوں اور لذتوں کو ٹھکرا دیا، انہوں نے عزت، رتبے اور جاہ حشم کی پرواہ نہ کی۔

یہ سرفروشیاں، یہ مصیبتیں یہ تکلیفیں اور ذلتیں کس کے لئے تھیں؟ صرف اس ذات باری کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے تھیں، اس کے علاوہ ان کا دوسرا کوئی مقصد نہ تھا، اور نہ کوئی غرض تھی، کوئی دولت وحشمت کا طلب گار نہ تھا، کوئی سلطنت و امارت کا خواہش مند نہ تھا، بلکہ انہوں نے اس ذات واحد کی عبارت اور غلامی کو ساری دنیا کی نعمتوں پر ترجیح دی، انہوں نے اس کی رضا مندی اور خوشنودی میں سب کچھ لٹانے کو اپنی خوش قسمتی سمجھا۔

غرض انہوں نے جو کچھ بھی کہا، ان کی ہر حرکت، ان کا ہر قول وفعل محض اخلاص میں ڈوبا ہوا تھا واقعی ہم اپنے اسلاف کرام ومتاخرین عظام کے کارناموں اور جان فروشیوں پر جتنا بھی فخر وناز کریں بجا ہے اب ہم انہیں عاشقان خدا، اور دیوانگان محبوب الٰہی میں سے ایک بزرگ کے مختصر حالات بیان کریں گے۔

یہ ایسے بزرگ ہیں جن کو ہم میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے، بعضوں کو ان کی زندگی کے حالات اگر معلوم بھی ہیں تو ان کا نام نفرت سے لیتے ہیں، خدا سے دعا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو جنہوں نے حقیقت پر پردہ ڈال دیا ہے اور بزرگان دین کے بارے میں عقل سلیم سے کام نہ لے کر محض عناد وحسد کی بنا پر اپنے دلوں کو گندہ کر لیا ہے چشم بصیرت عطا فرمائے اور اسلاف کرام سے محبت وحسن عقیدت کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا کرے ہم جس بزرگ کے حالات بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو دنیا علامہ محدث ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

ولادت

علامہ کا پورا نام یہ ہے ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن عبداللہ بن ھادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی رحمتہ اللہ علیہ

علامہ موصوف رحمتہ اللہ علیہ بغداد میں درب حبیب نامی شہر میں بعض کے قول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق 509ھ میں اور کچھ لوگوں کے بیان کے مطابق 510ھ میں پیدا ہوئے محمود الدین مورخ بغداد لکھتا ہے کہ خود ان سے علامہ نے بیان کیا کہ میرا سن تولد تحقیق شدہ نہیں ہے ۔مگر میری والدہ کہا کرتی تھیں ،کہ میرے والد کا انتقال 514ھ میں ہوا۔اور اس وقت میری عمر تین برس کی تھی۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سن ولادت 511ھ ہے بہر حال یہ تو مسلم ہے کہ آپ کی پیدائش 508ھ اور 511ھ کے درمیان واقع ہوئی ،علامہ عام طور پر ابن جوزی کے نام سے مشہور و معروف ہیں ۔اس کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال منقول ہیں ،بعضوں کا قول ہے کہ آپ کے دادا بصرے کی ایک بندرگاہ کی طرف نسوب تھے ،جس کا نام جوزہ تھا منذری کا بیان ہے ،کہ ایک مقام کی طرف انتساب ہے جس کو فرضتہ الجوز کہتے ہیں ،شیخ عبدالصمد فرماتے ہیں کہ بصرے کے ایک محلے کی طرف نسبت ہے جس کا نام محلۃ الجوز ہے ہمارے خیال میں آخر الذکر رائے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

تعلیم وتربیت

عالم طفولیت ہی میں والد مہربان کا سایہ سر سے اٹھ گیا،اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ کی پھوپھی پر عائد ہوئی ،انہوں نے حتیٰ الامکان اپنے مقدور کے مطابق آپ کی تعلیم و تربیت میں عرق ریزی کی اور اچھی طرح آپ کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا،اگر چہ علامہ کا خاندان دولت منداور مالدار نہ تھا۔تاہم آپ کی پھوپھی اور والدہ ماجدہ نے تکلیفیں اٹھا کر اور مصیبتیں جھیل کر آپ کو پڑھایا اور اعلےٰ پیمانے پر تربیت کی ۔علامہ موصوف نے ان کی محنتوں اور کوششوں کو ضائع نہیں کیا۔ بلکہ ان کے ارادوں سے بالاتر اور مافوق اپنے کو ثابت کر دکھایا۔

آپ کی ابتدائی تعلیم 516ھ سے شروع ہوئی ،قرآن شریف کو حفظ کیا۔اور ائمہ قرآن کی ایک جماعت سے قرآن پڑھا۔سن رشد کو پہنچتے ہی شہر واسط میں اکتساب علم کے لئے گئے ۔اس میں شک نہیں کہ وہ ایک غیر معمولی ذہن اور خداداد استعداد کے مالک تھے۔مگر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔کہ ان کے اساتذہ کرام نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے تیار کرنے میں بے حد کوششیں اور عرق ریزیاں کیں۔ اساتذہ کرام کو آپ سے بے حد ہمدردی اور محبت تھی، گویا حکیم مطلق نے علامہ کے والد ماجد کو علامہ کے سن طفولیت میں اپنے پاس جو بلا لیا، تو ان کے بجائے آپ کے اساتذہ کرام کو ان پر شفیق و مہربان بنا دیا۔

علامہ نے شہر واسط میں علی بن باقلانی سے قرآن کا درس روایت کے ساتھ حاصل کیا۔ ابوعبداللہ خیاط رحمتہ اللہ علیہ اور عبداللہ بن احمد مقری وغیرہم اسے قرات سیکھی، ابوالمنصور جوالیقی کی کتاب معرب و دیگر تصانیف خود مصنف سے پڑھیں احمد بن حنبل کی کتابیں محمد بن ناصر سے اور جامع ترمذی ملک بن عبداللہ بن ابی سہل سے پڑھی، چونکہ خداداد ذہانت اور ذکاوت حاصل تھی بہت جلد ترقی کی اور معقول و منقول میں کامل مہارت پیدا کی صرف ایک دو اساتذہ ہی سے آپ نے تعلیم حاصل نہیں کی۔ بلکہ اس زمانہ کے بے شمار مشاہیر اور فضلاء کاملین سے درس لیا، چنانچہ موصوف نے اپنے مشائخ میں اسی شیوخ کا ذکر کیا ہے جن میں سے ہر ایک اپنے دور کا فاضل اجل اور اپنے زمانے کا جامع الکمال تھا، اللہ نے شیخ کو ایسا ذہن عطا کیا۔ کہ جو کچھ ایک مرتبہ پڑھ لیتے یا سن لیتے وہ ذہن پر نقش کالحجر ہو جاتا، کمسنی ہی میں ادب ونحو جملہ علوم وفنون سے فارغ ہو گئے۔ اور اپنی سعادت مندی سے اساتذہ کو اس قدر گرویدہ بنالیا۔ کہ وہ اپنے ہونہار شاگرد پر فخر اور ناز کیا کرتے تھے۔

وعظ گوئی

علامہ کو وعظ گوئی میں بڑا درک اور کمال حاصل تھا ایک مرتبہ کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوالقاسم بن لیلے حروی داخل بغداد ہوئے ہیں اس وقت اس قدر کم سن تھا کہ بمشکل وعظ کو سمجھتا تھا مجھے ان کے پاس پہنچایا گیا۔ انہوں نے مجھ پر بے حد مہربانی کی اور اپنا کپڑا مجھے اوڑھا دیا اور ممبر پر بٹھا کر وعظ کہنے کو فرمایا مجھے جو کچھ آتا تھا۔ میں نے کہہ دیا انہوں نے میری تعریف کی اور ہمت افزائی کی۔

علامہ کے وعظ میں علماء صلحا، بادشاہ، عوام، خواص سب حاضر ہوتے اور کمال یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ ہر ایک اپنی دانست کے مطابق سمجھتا۔ اور لطف اندوز ہوتا۔ اور سامعین پر عجب سکتہ طاری ہو جاتا۔ آپ نے اپنی حیات میں خلفائے بنوعباسیہ میں سے پانچ خلفاء کا زمانہ پایا۔ 1۔ المسترشد باللہ 2۔ الراشد باسد 3۔ المقتفی باللہ 4۔ مستنجد باللہ 5۔ المستعفی بانوار اللہ برابر خلفاء بھی وعظ میں شریک ہوتے اور غور و توجہ سے سنتے۔

ایک مرتبہ خلیفہ نے نصیحت کرنے کی کوشش کی۔ علامہ نے خدا سے ڈرنے کی تلقین فرمائی اور سخاوت و بخشش کی ترغیب دلائی اور ہر حال میں شکر کی ہدایت کی۔ خلیفہ نے فوراً کئی ہزار اشرفیاں غریبوں کو دیں اور کئی قیدیوں کو رہا کر دیا۔ ایک مرتبہ جب وعظ فرما رہے تھے تو چار ہزار آدمی مجلس میں شریک تھے۔ وعظ میں علامہ کا بیان عنایت دلچسپ ہوتا اور اکثر استعارے استعمال کرتے جس کی وجہ سے سامعین کو کیف سرور حاصل ہوتا۔ اثنائے وعظ میں جو بھی سوال ہوتا۔ اس کا بہترین اور دل آویز جواب دیتے۔ ان کے استعاروں میں سے ایک واقعہ امام یافعی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ۔ ایک دفعہ شہر بغداد میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کے بارے میں شیعہ اور سنی کے درمیان جھگڑا ہوا اور نوبت جنگ و جدال تک پہنچ گئی آخر دونوں جماعتوں نے اس بات پر رضامندی ظاہر کی۔ کہ جب ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ وعظ فرمائیں گے تو ان سے استفسار کیا جائے وہ جو فیصلہ کریں گے فریقین کی منظوری کا موجب ہوگا۔ چنانچہ فریقین کے لوگ علامہ کے پاس پہنچے وہاں حالانکہ آپ وعظ فرما رہے تھے آپ سے دریافت کیا گیا من افضل الصحابۃ یعنی صحابہ میں افضلیت کس کو ہے آپ نے دیکھا کہ فریقین کی آنکھیں غضب کے باعث سرخ و شعلہ فشاں ہیں اور ایک دوسرے سے لڑ پڑنے کے لئے تیار ہیں اور ہر ایک چاہتا ہے کہ فیصلہ میرے حق میں ہو آپ نے ایک ایسا جواب دیا جس کی وجہ سے فریقین میں سے ہر ایک نے یہ سمجھا کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوا اور دونوں بخوشی چلے گئے۔ جواب یہ تھا۔ الذی کانت بنۃ فی بیتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ اس جملہ کو ادا کرنے کے بعد ممبر سے اترے اور فوراً گھر کی راہ لی سنیوں نے سمجھا کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر ہیں، کہ آپ صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے ازواج مطہرات میں سے تھیں اور اہل تشیع کا خیال تھا کہ حضرت علی مقصود ہیں۔ کیونکہ جگر گوشہ رسول مقبول حضرت الزہراء آپ کی عزیز بیوی تھیں اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ کو عوام اختلافی مسائل میں مرجع سمجھتے تھے آپ نے دونوں فریقوں کو ایک ایسے فتنے سے بچا لیا جس کے باعث ہزاروں سر خاک و خون میں ملنے والے تھے یہ واقعہ آپ کی فراست و ذکاوت کی روشن دلیل ہے۔

فتنہ وابتلاء

اگر چہ علامہ کی علمیت کمال نیچر اور حسن خلق نے عوام کے دلوں مسحور کر رکھا تھا، مگر حاسدوں کا کیا کیا جائے۔ جو محض بعض وعناد کے باعث علامہ سے ناراض تھے۔ اور ان کو ایذا پہنچانے میں کمر بستہ رہے۔ یہ معاملہ صرف علامہ ابن جوزی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ان سے قبل جتنے بھی اتقیاء وائمہ دین گذرے ہیں تمام کے ساتھ حاسدوں اور فتنہ پردازوں نے یہی سلوک کیا ہے۔ الغرض حاسدوں نے خلیفہ وقت کو ان کے خلاف بھڑکایا چنانچہ اس نے آپ سے ایک سوال کیا، سوال کیا تھا۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے بہر حال علامہ کی جانب سے ایسا جواب ملا جس کی وجہ سے خلیفہ غضبناک ہو گیا۔ چنانچہ امام شافعی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اس کے بعد علامہ ابن جوزی کو ایک کشتی میں بٹھا کر شہر واسط بھیج دیا گیا، جہاں وہ ایک تنہا گھر میں محبوس کر دیئے گئے۔ خود اپنے ہاتھوں سے کپڑے دھوتے اور خود ہی کھانا پکا لیتے۔ اسی طرح پانچ برس مسلسل قید و بند کی مصیبتیں اٹھا کر اور تکلیفیں جھیل کر 595ھ میں آزاد ہوئے۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 3 شمارہ، 28، 1952)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ

مولانا حافظ محمد اسحاق

ابو بکر بن عبدالرحمٰن نام ابوعبدالرحمان کنیت۔ بعض علماء نے آپ کا نام محمد بیان کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام اور کنیت ایک ہی ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:۔

یقال اسمه محمد والا صح ان اسمه کنیته۔

(تذکرہ الحفاظ ص 59 ج 1)

آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خلافت میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت عبدالرحمٰن بن حارث کا شمار صفار صحابہ میں ہے۔ یہ جنگ جمل میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فوج میں شریک تھے۔ اخلاق فاضلہ اور صفات حمیدہ کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی بہت مداح تھیں فرمایا کرتی تھیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عبدالرحمٰن بن حارث جیسے دس بیٹوں کو جنم دینے سے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں گھر میں بیٹھ رہتی اور بصرہ پہنچ کر جنگ کے دھندوں میں شریک نہ ہوتی۔

(طبقات ابن سعد ص 1 ج 5)

آپ ان چار آدمیوں میں سے ایک ہیں جن کو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن حکیم نسخ کر کے عالم اسلام کے اطراف واکناف میں بھیجنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مامور فرمایا تھا۔آپ سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے ہیں۔آپ کے والد حارث کی وفات کے بعد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی والدہ فاطمہ بنت ولید سے نکاح کر لیا تھا۔اس لئے آپ کی تعلیم و تربیت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر نگرانی ہوئی تھی۔

(الاصابہ ص 27 ج 5 و تہذیب التہذیب ص 157 ج 6)

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے دادا حضرت حارث بن ہشام بھی صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔آپ ابوجہل کے حقیقی بھائی ہیں۔جنگ بدر میں اپنے بھائی کے ہم رکاب مسلمانوں کے خلاف لڑے تھے۔مگر مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔جب شاعر رسالت حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عبرت دلائی تو ان کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار کہے جو ابو تمام نے اپنی مشہور عالم کتاب حماسہ میں نقل کیے ہیں اور فرار پر معذرت خواہی میں بے نظیر سمجھے جاتے ہیں۔

الله يعلم ماتركت قتالهم *حتى رموا فرسي باشقر مزيد

اللہ جانتا ہے میں نے اس وقت جنگ بند نہیں کی جب تک میرا گھوڑا خون سے لہولہان نہیں ہوا۔

فعلت انی ان اقاتل و احدا * اقتل ولا ينكي عدوی مشهدی

جب میں نے معلوم کیا کہ اگر میں تنہا لڑوں گا تو قتل ہو جاؤں گا اور دشمنوں کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکوں گا

ففررت عنهم والاحبة فيهم* طبعالهم يعقاب يوم موصد

تو میں اپنے دوستوں کو دشمن کے ہاتھوں گرفتار اور اکثر تو میدان جنگ میں مقتول چھوڑ کر اس لئے بھاگ کھڑا ہوا کہ وقت آنے پر ان سے شدید انتقام لوں گا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ص 307 ج 1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد آپ جہاد کی نیت سے مکہ معظمہ کو چھوڑ کر شام چلے گئے اور وہیں طاعون عمواس میں داعی اجل کو لبیک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا۔ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جنگ یرموک میں جام شہادت نوش فرمایا۔(حوالہ مذکور)

کتب احادیث میں آپ سے بہت سی روایات مذکور ہیں صحیح بخاری کے پہلے صفحہ میں ہے۔

ان الحارث بن هشام سال النبی صلی اللّٰہ علیه واله وسلم کیف یا تیك الوحی الخ۔

امام ابوبکر کا علم سے خاندانی تعلق

آپ نے قریش کے ایک نہایت ہی معزز اور ذی علم گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔آپ کے والد عبدالرحمٰن اور دادا حارث بن ہشام شرف صحبت سے مشرف تھے اور علوم شرعیہ اور فنون عصریہ میں بلند مرتبہ اور ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔آپ کے بھائی عکرمہ، محمد مغیرہ ابوسلمہ، عبداللہ اور عمر بہت بڑے عالم اور جلیل القدر محدث تھے۔آپ نے بھی خاندانی روایات کے مطابق تحصیل علم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔نسب وروز کی پیہم سعی وعمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نہ صرف... اپنے بھائیوں سے بلکہ دوسرے ہمعصروں سے بھی بہت آگے نکل گئے اور مدینہ منورہ کے ان شہرہ آفاق فقہاء سبعہ میں شمار ہوئے جن کی علمی خدمات اور اجتہادی مساعی سے علوم شریعت کو کمال عروج حاصل ہوا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ومصؤن ہو گئے۔

اساتذہ

آپ کے والد محترم حضرت عبدالرحمٰن بن حارث کے علاوہ مندرجہ ذیل اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

حافظ صحابہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معفل بید یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن مطیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ۔

علم وفضل

آپ کے علم وفضل کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیے کہ آپ کا شمار ان سات فقہاء میں ہے جن کی علمی برتری۔ تقدم برزمانہ شاہد ہے اور علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ مقام ان کے علاوہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا۔ بعد میں آنے والے جملہ اساطین علم ان کے خوشہ چین اور ان ہی کے رہین منت ہیں۔ قاضی ابن خلکان آپ کے حالات لکھتے ہیں۔

و انما قیل لهم الفقهاء السبعة رحصوا بهذا التمیة لان الفتوی بعد الصحابة صارت الیهم و شهروا بها وقد کان فی عصر هله جماعة من العلماء التابعین مثل عالم بن عبدالله و امثاله و لکن الفتوة لم یکن الالهولاء السبعة۔

(ابن خلکان ص 92 ج 1)

یعنی ان کو فقہاء سبعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کے بعد شعبہ افتاء کا تمام تر دارومدار ان پر تھا۔ اگر چہ ان کے زمانہ میں حضرت سالم بن عبداللہ جیسے دوسرے بہت سے جلیل القدر تابعین بھی موجود تھے لیکن اس شعبہ کا انحصار ان حضرات ہی پر تھا۔ اس میں ان کو وہ نام وری حاصل ہوئی جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئی۔

ابن العماد حنبل فرماتے ہیں:۔

و افماقیل لهم الفتها و السبعة لانهم کالوا فی عصر واحد ینتر عنهم العلم و الفتیاوکان فی عصر لهم جماعة میں فقها التابعین مثل سالم بن عبدالله وغیره فلم یکن لهم مثل مالهم

(شذرات الذہب ص 104 ج 1)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء سبعہ مدینہ منورہ میں ایک ہی زمانہ میں جمع تھے۔علم کی نشر واشاعت اور شعبہ ءافتاء کا یہی حضرات مرکز تھے۔اگر چہ حضرت سالم بن عبداللہ جیسے دیگر اجلہ فقہاء بھی موجود تھے مگر علم وفضل میں جو مقام انھیں حاصل تھا وہ انھیں میسر نہیں آیا۔

امام ابوالزماد نے بھی آپ کے متعلق انہی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

(تہذیب التہذیب ص 31 ج 12)

ابن حراش فرماتے ہیں:

هو احد ائمة المسلمين

آپ ائمہ اسلام میں سے ایک امام ہیں۔(حوالہ مذکور)

زبیر بن بکاء کہتے ہیں: کان من سادات قریش۔آپ قریش کے سردار ابی نامدار میں سے تھے۔(حوالہ مذکور)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

و كان من الثقه و الامانته والفقه رصحةالرواية على جانب عظيم (البدل ص 116 ج 5)

امانت فقاہت اور صحت روایت میں آپ کا مقام بہت اونچا تھا۔

ابن سعد لکھتے ہیں:

و كان ثقه فقيها كثير الحديث عالماًعاقلا عاليا سخيا

(ابن سعد ص 103 ج 5) آپ لائق اعتماد فقیہ کثیر الحدیث عالم عقل مند اور عالی مقام سخی تھے۔

مسند تدریس

تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ طیبہ میں ہی مسند و تدریس کو رونق بخشی ،اور ساری عمر علوم شریعت (کتاب وسنت اور فقہ حدیث) کی نشر واشاعت میں صرف کر دی۔اس سلسلہ میں آپ کی خدمات اس قدر شان دار ہیں کہ بالاتفاق علما اسلام نے ان کو خراج تحسین ادا کیا ہے۔کتب احادیث آپ کی مرویات سے بھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پور ہیں۔ اور آپ کی مساعی جمیلہ کی شاہد عدل!

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

حدیثه فی دوادین الاسلام کلها

(تذکرہ الحفاظ ص 60 ج 1)

ریاضت و عبادت

تعلیمی مشاغل اور دنیاوی حوائج سے فراغت کے بعد آپ کا سب سے زیادہ محبوب و مرغوب مشغلہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، ذکر و فکر، دعا و مناجات اور خشیت و انابت تھا۔ نماز و عبادت سے آپ کی محبت کا اندازہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کی دوسری مصروفیات پر یہی شغل غالب تھا۔ حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی اس میں کبھی سستی واقع نہیں ہوئی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

و کان اذا سجد بضع یده فی طست ماء لعلة کانت به

(تہذیب التہذیب ص 31 ج 12 والبدایہ والنہایہ ص 112 ج 9) آپ کسی بیماری کی وجہ سے سجدہ کرتے وقت اپنا ہاتھ پانی سے بھری ہوئی تھالی میں رکھتے تھے۔

نماز سے اسی دل بستگی اور شیفتگی کا نتیجہ ہے کہ آپ اپنے ہم عصروں میں ''راہب قریش'' اور ''راہب مدینہ'' کے ممتاز لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔

حافظ ابو نعیم اولیاء اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

و منهم الفقیه الوجیه العابد النبیه راهب قریش و عابدها ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث المخزومی اکثر احادیث فی الاقضیه و الاجکام قال زبیر بن بکار کان ابو بکر یقال له راهب المدینه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حلیۃ الاولیاء ص 187 ج 2)

ان میں سے ایک بارعب فقیہ اور باعقل عابد ابوبکر بن عبدالرحمٰن مخزومی بھی ہیں جو راہب قریش اور بقول زبیر بن بکار راہب مدینہ کہلاتے تھے۔ان کی احادیث اکثر قضایا اور احکام پر مشتمل ہوتی ہیں۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

كان عابد اصالحا متالمايقال له راهب قريش

(تذکرہ ص 60 ج 1)

روزہ

روزہ سے بھی آپ کو بے حد انس اور عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی محبت تھی۔یہی وجہ ہے کہ آپ عیدین اور ایام تشریق کے علاوہ سارا سال روزہ رکھتے تھے اور اس معمول میں تادم واپسیں فرق نہیں آیا۔آپ کے بھائی عمر بن عبدالرحمان کا بیان ہے:

ان اخاه ابابكر كان يصوم ولا يفطر

(تہذیب ص 31 ج 12) ان کے بھائی ابوبکر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور کبھی افطار نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

وكان يصوم الدهر ۔(البدایہ ص 116 ج 9)

آپ نے پوری زندگی روزہ میں بسر کی۔

امانت ودیانت

جہاں آپ دیگر مکارم اخلاق اور صفات عالیہ سے موصوف تھے وہاں امانت داری کا یہ حال تھا کہ اگر آپ کے پاس رکھی ہوئی امانت میں بلاقصد بلاارادہ نقصان ہوجاتا تو آپ اس کو اپنے ذاتی مال سے ادا فرماتے اور صاحب امانت کے معاف کردینے پر بھی آپ کو یہی اصرار ہوتا کہ کسی نہ کسی طرح پوری امانت اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے کر دیں۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت عروہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کے قتل ہو جانے کے بعد اپنے یتیم بھتیجوں کا کچھ مال آپ کے پاس امانت رکھا۔ قضا الٰہی سے یہ سال ضائع ہو گیا۔ حضرت عروہ کو پتہ چلا تو انھوں نے کہلا بھیجا کہ چونکہ آپ امین تھے اور یہ مال آپ سے بلا اختیار ضائع ہوا ہے۔ لہٰذا اس کے ضائع ہونے سے آپ پر کچھ تاوان نہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں کہ اس کے ضائع ہونے سے مجھ پر کوئی تاوان نہیں لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ کو یہ کہنے کا موقعہ ملے کہ میری امانت ضائع ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے اپنا مال فروخت کر کے پوری کی پوری امانت واپس کی۔

(طبقات ابن سعد ص 154 ج 5)

امراء وسلاطین کے ہاں قدر و منزلت

اہل علم و فضل کے نزدیک تو آپ کو جو بلند مقام حاصل تھا اس کا بالا جمالی پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ امراء وسلاطین کے ہاں بھی آپ کو بڑے احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو آپ اور آپ کے رفقاء کی عزت واحترام کا یہ حال تھا کہ وہ پیش آمدہ مسائل میں ان سے استصواب رائے کئے بغیر کوئی فیصلہ صادر نہیں فرماتے تھے۔ آل مرنان کا ناجروت ۔۔۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان بھی آپ کی بڑی تعظیم وتکریم کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں ولید اور سلیمان کو بھی آپ کے احترام واعزاز کی وصیت کی تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میرے دل میں بارہا خیال آتا ہے کہ اہل مدینہ کو ان کے غیر مخلصانہ رویہ کی سزا دوں لیکن ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی یاد آتے ہی اپنا ارادہ ترک کر دیتا ہوں اور اپنے دل میں شرم محسوس کرتا ہوں کہ ان کے ہوتے ہوئے اہل مدینہ کی بے حرمتی کا قصد کروں۔

(ابن سعد ص 154 ج 5)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد

آپ صاحب اولاد تھے۔مختلف بیویوں سے آپ کے ہاں آٹھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ان میں سے عبدالملک،عمر،عبداللہ اور سلمہ آپ کے شاگرد اور جلیل القدر محدث تھے۔

تلامذہ

آپ سے مقامی اور بیرونی بے شمار لوگوں نے کسب فیض کیا اور اس طرح اپنے اور ہزار ہا دوسرے بندگانِ خدا کے لئے سعادت دارین کا ذریعہ بنے۔ان میں مندرجہ ذیل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

آپ کے بھتیجے قاسم بن محمد امام ابن شہاب زہری،امام مجاہد،عکرمہ امام شعبی ،حضرت عمر بن عبدالعزیز عبدالواحد بن ایمن،عبیداللہ بن کعب حمیری،حکم بن عتبہ اور عمرو بن دینار وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

وفات حسرت آیات

آپ کی وفات بڑے عجیب وغریب طریقہ سے ہوئی۔عصر کی نماز پڑھ کر نہانے کے لئے غسل خانہ میں داخل ہوئے۔پاؤں پھسلنے کی وجہ سے گر پڑے اور غروب آفتاب سے پہلے ہی آپ کی روح قفس عصری کو چھوڑ کر ملاءاعلیٰ کی طرف پرواز کرگئی۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ حادثہ سنۃ الفقہا 94ھ کو ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں وقوع پذیر ہوا۔وفات سے کئی سال پہلے آپ کی بینائی زائل ہوگئی تھی۔

(ہفت روزہ الاعتصام،لاہور،جلد،9 شمارہ،29،1958)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سالم بن عبداللہؒ

مولانا حافظ محمد اسحاق

سالم بن عبداللہ نام، ابوعمر کنیت سلسلہ نسب یہ ہے: سالم بن عبداللہ بن امیر المومنین عمر بن الخطاب العدری القرشی۔ آپ مدینہ طیبہ میں ایک کنیز کے بطن سے پیدا ہوئے جو ایران کے آخری تاجدار کسریٰ یزدگرد کی دختر تھیں۔ سالم مولی حذیفہ (ایک عالم فاضل صحابی) کے نام پر آپ کا نام سالم رکھا گیا۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ ابھی بچہ ہی تھے جب اپنے والد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اسلام لائے اور ان سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جنگ بدر و احد میں کم سنی کی وجہ سے شرکت کی اجازت نہیں ملی تھی۔ اس لیے آپ کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا آغاز جنگ احزاب سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے عاشق صادق تھے۔ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ حج کے لیے گئے۔ راستہ میں جہاں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قیام فرمایا، نمازیں پڑھیں، سونے کے لیے لیٹے یا کسی جگہ اونٹنی بٹھائی، آپ نے ان مواضع کو خوب یاد رکھا۔ پھر مدت العمر آپ کا یہ معمول رہا کہ جب حج کو تشریف لے جاتے تو جس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو کام کرتے دیکھا آپ بھی وہاں وہی کام کرتے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نماز پڑھے بغیر وہاں سے نہ گزرتے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی جگہ رات بسر کی تو یہ بھی وہاں ضرور رات بسر کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے زاہد، متورع اور دنیا سے کنارہ کش تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی خانہ جنگیوں میں حصہ نہیں لیا اور نہ حصول خلافت اور جاہ طلبی کے لیے کوئی کوشش کی بلکہ اس کے برعکس جب لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی التجا کی اور کہا، آپ لوگوں کے سردار ہیں۔ ان کے سردار کے بیٹے ہی اور عوام کی ہمدردیاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا آیئے، ہم آپ سے بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہرگز نہیں۔ واللہ! میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے خون کا ایک قطرہ بھی بہایا جائے۔

(تذکرہ الحفاظ ص۔36، ج۔1)

اور خانہ کعبہ میں سجدہ میں کہتے ہوئے سنے گئے۔ الٰہی! خلافت کے سلسلہ میں صرف تیرا خوف ہی مجھے قریش کے ساتھ قتل وقتال اور مزاحمت سے روک رہا ہے۔

(تذکرہ ص۔35، ج۔1)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز و روزہ سے بے حد محبت تھی۔ رات کو تھوڑی دیر سوتے۔ پھر رات بھر نماز میں مصروف رہتے۔ یہی حال روزہ کا تھا۔ سوائے چند روز کے سارا سال روزہ رکھتے تھے۔ صدقہ وخیرات کے بھی بہت دل دادہ تھے۔ ایک ایک مجلس میں تیس تیس ہزار روپیہ بلکہ اس سے بھی زیادہ غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ عمرو بن میمون کا بیان ہے:

اتت ابن عمر اثنان و عشرون الف دینار فی مجلس فلم یقم حتیٰ فرقها

(صفۃ الصفوہ ص۔232، ج۔1)

یعنی ایک دفعہ آپ کے پاس 22 ہزار دینار آئے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں بیٹھے بیٹھے تقسیم کر دیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہزار سے زیادہ غلام آزاد کیے۔ حج بھی قریب قریب ہر سال کیا کرتے تھے۔ آپ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے حافظ اور کثیر الروایت تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر آپ کی مرویات سب صحابہ سے زیادہ ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد 1630 ہے۔

حضرت سالم کے دادا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے متعلق کچھ عرض کرنا تحصیل حاصل ہے۔

علم سے خاندانی تعلق

آپ کے دادا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی حقیقی پھوپھی ہیں۔ آپ کے چچا حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی مرویات بخاری اور مسلم میں موجود ہیں۔ آپ کے بھائی حمزہ عبداللہ اور بلال جلیل القدر تابعی اور عالی مقام محدث تھے۔

طالب علم

اسلام کے سرتاپا حامی اور پر جوش مبلغ خاندان کا چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے یہ ناممکن تھا کہ آپ علم دین جیسی لازوال دولت سے محروم رہتے اور خاندانی روایات کے مطابق اپنی ان تھک اور جانگسل مساعی سے اپنے لئے شایان شان مقام پیدا نہ کرتے۔ چنانچہ سن رشد کو پہنچتے ہی آپ نے عظیم المرتبت صحابہ کرام اور گرامی قدر تابعین عظام کی خدمت میں زانوئے تلمذ نہ کیا۔ شمع علم کے گرد پروانہ وار گھومے اور سال ہا سال شب و روز کی مسلسل محنت و کوشش سے علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ آپ مدینہ طیبہ کے فقہاء سبعہ میں شمار ہونے لگے۔ یہ وہ مقام ہے جو مدینہ طیبہ کی چند خوش نصیب ہستیوں کے علاوہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آیا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ

اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل اساتذہ سے کسب فیض کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو البابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عائشہ وغیرہ۔

مذکورہ بالا صحابہ کرام کے علاوہ بے شمار تابعین سے بھی استفادہ کیا۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

علم وفضل

فقہاء سبعہ میں شمار ہونے کے بعد آپ کے علم وفضل کے بیان کی چنداں حاجت نہیں۔ کیونکہ اس مقدس گروہ میں شامل ہونا بجائے خود انتہائی کمال کی دلیل ہے۔ مگر تاہم آپ کے مقام رفیع کا صحیح صحیح اندازہ کرنے کے لئے بطور نمونہ چند شہادتیں ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں:۔

اجمعو اعلی امانته رجالته و زهادته و علو مرتبة

(تہذیب الاسماء ص 207 ج 1)

یعنی آپ کی امامت جلالت قدر زھد فی الدنیا اور علو مرتبہ پر جملہ علماء کا اتفاق ہے۔

ابن سعد لکھتے ہیں:۔

و كان ثقة كثير الحديث عاليا من الرجال و رعا

(ابن سعد ص 148 ج 5)

یعنی آپ ثقہ کثیر الحدیث بلند قدر اور پرہیز گار آدمی تھے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ حضرت سالم مدینہ منورہ کے رہنے والے لائق اعتماد تابعی ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک نے فقہاء سبعہ کا ذکر کیا اور فرمایا ان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک سالم ہیں۔ یہ لوگ پیش آمدہ مسائل میں باہم مل کر غور وفکر کرتے تھے۔ عدالتوں کے جج پیچیدہ اور الجھے ہوئے مقدمات ان کے سامنے پیش کرتے تھے۔ جب یہ حضرات کسی نتیجہ پر پہنچتے تو قضاۃ اس کے مطابق فیصلہ دیتے تھے۔

(تہذیب تاریخ ابن عساکر ص 51 ج 6)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں سالم بن عبداللہ مدینہ کے رہنے والے فقیہ اور حجت ہیں۔ آپ کا شمار ان چوٹی کے علماء میں ہے جو علم، عمل، زھد اور شرافت سے موصوف ہیں۔ (تذکرہ الحفاظ ص 86 ج 1)

ابولزماد فرماتے ہیں:

كان اهل المدينة يكرهون اتخاذ امهات الاولاد حتى نشاء فيهم الغرا السادة علي بن حسين و القاسم بن محمد و سالم بن عبدالله فقهاء ففاقوا اهل المدينته علما وتقى و عبادة و ورعاً فرغب الناس حينئذ في السرارى

(تہذیب تاریخ ابن عساکر ص 51 ج 6۔ تہذیب التہذیب ص 437 ج 3)

یعنی پہلے پہل اہل مدینہ لونڈیاں رکھنے اور ان سے اولاد حاصل کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ جب ان میں زین العابدین قاسم بن محمد اور سالم جیسے عالی مرتبہ فقیہ اور سردار پیدا ہوئے اور علم وفضل اتقاء عبادت اور پرہیز گاری میں تمام اہل مدینہ پر فوقیت لے گئے۔ تو انھیں دیکھ کر لوگ لونڈیوں میں رغبت کرنے لگے۔

امام مالک فرماتے ہیں آپ اپنے زمانہ کے افضل ترین انسان تھے۔ کسی نے امام یحییٰ بن معین سے پوچھا، حضرت عبداللہ بن عمر کی احادیث سالم زیادہ جانتے تھے یا نافع مولیٰ بن عمر؟ فرمانے لگے علماء کا بیان ہے کہ جب تک سالم زندہ رہے، نافع نے حدیث بیان کرنے کی ہمت نہیں کی۔

(تاریخ ابن عساکر ص 51 ج 6)

آپ کے علم وفضل کے پیش نظر آپ کے والد حضرت عبداللہ بن عمر کو ان سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی محبت تھی۔ جب ان سے ملتے تو ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور فرماتے۔ الا تعجبون من شیخ یقبل شیخا۔ نیز فرماتے، سالم! مجھے تم سے دوگونہ محبت ہے۔ ایک اسلام میں کمال کی وجہ سے اور دوسری قرابت اور رشتہ داری کی بنا پر جب لوگ اس شدید محبت پر ملامت کرتے تو فرماتے:

یلومونني في سالم و الومهم
دجلدة بين العين و الانف سالم

علوم شریعت کتاب وسنت اور ان سے مستنبط شدہ فقہ میں تبحر اور کمال حاصل کرنے تعلیم وتدریس کی ف متوجہ ہوئے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا درس دینا شروع کیا۔ عمر بھر اسی شغل میں مصروف رہے اور دور ونزدیک بعد ہزار ہا تشنگان علم کو اپنے فیوض عالیہ سے شاد کام کیا۔

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ حضرت سالم بن عبداللہ اور حضرت قاسم بن محمد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ایک ہی حلقہ درس میں بیٹھ کر تعلیم دیتے تھے۔ پھر ان دونوں بعد عبیداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن بن قاسم نے اس کو زینت بخشی۔ پھر اسی جگہ امام مالک نے عمر بھر درس حدیث دیا۔ یہ جگہ سبز اور روضہ مقدسہ بعد درمیان فاروق اعظم بعد گھر بعد دروازہ بعد پاس تھی۔

(طبقات ابن سعد، ص، 141، ج، 5)

اتباع سنت

اپنے والد حضرت عبداللہ کی طرح سنت بعد بڑے پابند تھے۔ نہ صرف پابند بلکہ اس بعد پر جوش مبلغ تھے۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم و جابر بادشاہ کو بڑی بے باکی اور جرات سے اتباع سنت کی دعوت دیتے تھے اور اس بعد جور و جفا اور سفا کی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، ایک دفعہ خلیفہ عبدالملک نے حجاج کو حکم دیا تھا کہ وہ افعال حج میں حضرت عبداللہ بن عمر کی اقتداء کرے اور اپنی مرضی اور خواہش سے کام نہ لے۔ عرفہ بعد دن کا واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ سورج ڈھلتے ہی حجاج بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس آئے اور کہا چلئے! وقت ہو گیا ہے۔ کہنے لگا' ابھی؟ آپ نے فرمایا' ہاں ابھی جانا ہے بولا چند منٹ صبر کیجئے، میں نہا کر حاضر ہوتا ہوں۔ حضرت سالم فرماتے ہیں جب وہ نہا کر آیا تو میرے اور میرے والد کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا، اگر سنت پر عمل کرنا ہے تو خطبہ میں اختصار اور وقوف عرفہ میں تعجیل سے کام لیجئے گا۔ یہ سن کر اس نے حضرت عبداللہ کی طرف دیکھا۔ آپ نے فرمایا، سالم ٹھیک کہتے ہیں۔ یہ ہی سنت ہے۔ (صحیح بخاری ص 225 ج 1)

ایک دفعہ حجاج نے آپ کے ہاتھ میں تلوار دیتے ہوئے کسی آدمی کے قتل کا حکم دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا' تم مسلمان ہو؟ بولا ہوں تو مسلمان مگر آپ حکم بجا لایئے۔ فرمایا تم نے آج صبح کی نماز پڑھی ہے؟ کہنے لگا' جی ہاں پڑھی ہے۔ یہ سن کر آپ نے تلوار حجاج کے سامنے پھینک دی اور کہا' اس کا بیان ہے کہ وہ مسلمان ہے اس نے صبح کی نماز بھی پڑھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز پڑھ لے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں ہے۔ (میں اسے کیسے قتل کر سکتا ہوں) حجاج نے کہا۔ ہم اسے صبح کی نماز کی وجہ سے قتل نہیں کرتے بلکہ امیر المؤمنین حضرت عثمان کے قتل میں اعانت جرم میں قتل کرتے ہیں۔ فرمایا مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔ حضرت عثمان کے مجھ سے زیادہ قریبی رشتہ دار یہاں موجود ہیں۔ ان سے کہیے۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ کو اطلاع ملی تو پوچھا' سالم نے کیا کیا؟ لوگوں نے تمام ماجرا سنایا۔ فرمانے لگے۔ عقلمند ہے عقلمند ہے۔

(تہذیب تاریخ ابن عساکر ص 52 ج 6 وابن سعد ص 145 ج 5)

ایک دفعہ آپ کے پاس پینے کے لئے پانی ایسے پیالہ میں لایا گیا جس میں چاندی لگی ہوئی تھی۔ پانی پینے لگے تو چاندی کے ٹکڑے پر نظر پڑی۔ فوراً پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور اس میں پانی پینے سے انکار کر دیا۔ کسی نے نافع سے پوچھا' آپ نے اس پیالہ میں پانی کیوں نہیں پیا تھا؟ بولے اس حدیث کی وجہ سے جو انھوں نے چاندی کے برتن میں کھانے پینے کے متعلق سنی تھی۔

(تاریخ ابن عساکر ص 52 ج 6)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت

آپ بہت بڑے زاہد اور شب زندہ دار عاء تھے۔ تعلیمی مصروفیت اور دنیاوی کاروبار سے فارغ ہونے کے بعد ذکر وفکر دعا ومناجات اور نماز وعبادت سے آپ کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ دلچسپی و رغبت تھی۔ اس معاملہ میں آپ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر کے نقش قدم پر گامزن تھے اور اپنے ہمعصروں سے اتنے آگے نکل گئے تھے کہ آپ کا طرز عمل بجا طور پر آنے والی نسلوں کیلئے نمونہ اور واجب الاتباع تھا۔ ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں۔

سالم بن عبدالله المدنی الفقیه الزاهد العابد المقدوه

(شذرات الذہب ص133 ج1)

یعنی سالم بن عبداللہ مدینہ کے رہنے والے فقیہ ہیں اور زہد وعبادت میں لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔

امام ابوالزناد زین العابدین، قاسم بن محمد اور آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

فاقو اهل المدینه علماو تقی و عبادة و ورعاء۔

یعنی یہ تینوں بزرگ علم وفضل۔ تقوی و پرہیز گاری۔ اور عبادت وتورع میں سب اہل مدینہ پر گوئے سبقت لے گئے تھے۔

محمد بن ابی سارہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے سالم بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا۔ حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ آئے۔ عشاء کی نماز کے بعد باب بنی سہم کے قریب نماز میں کھڑے ہو گئے۔ ساری رات اسی شغل میں گزر گئی۔ جب صبح صادق نمودار ہوئی اور نوافل کا وقت جاتا رہا تو اپنے کپڑے سے کمر وزانو لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ اور ذکر وفکر میں لگ گئے۔ (صفۃ الصفوہ ص51 ج1)

عبادت میں آپ کے اسی ذوق وشوق کو دیکھتے ہوئے حضرت عبداللہ نے انھیں چھوڑ کر اپنے چھوٹے صاحبزادے عبداللہ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ما كنت لادنس سالمابالوصية و اشغله عما هو فيه من العبادة۔

یعنی میں سالم کو وصیت کے دھندوں میں پھنسا کر اس کے محبوب ترین شغل عبادت میں مخل نہیں ہونا چاہتا۔

(تہذیب تاریخ ابن عساکر ص 56 ج 6)

آپ کو حج سے بے حد محبت تھی۔ اپنے والد کی معیت میں کئی حج کئے۔ پھر ان کے بعد آخری زندگی تک اس پر عائل رہے۔ اسقف کہتے ہیں۔ میں حضرت سالم کے ساتھ حج کرنے ہر سال مکہ جاتا تھا۔ آپ یہ مبارک سفر ایک عمدہ اور فربہ اونٹنی پر کیا کرتے تھے۔ راستہ میں ہر منزل پر ایک بکری خریدتے اور اپنے ہمراہیوں کو کھلاتے تھے۔ حج سے واپس آ کر اپنی اونٹنی ذبح کر دیتے اور اس کا گوشت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں علم حاصل کرنے والے طلباء میں تقسیم کر دیتے تھے۔

(تاریخ ابن عساکر ص 54 ج 6)

حج سے آپ کی دل بستگی اور شیفتگی کا یہ حال تھا۔ کہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

لو لم اجد المحج الا حمارا بترله حججت عليه

(ابن عساکر ص 53)

یعنی اگر مجھے حج کے لئے بجز دم کٹے گدھے کے کوئی دوسری سواری میسر نہ آئے تو میں اسی پر سوار ہو کر حج کے لئے جاؤں گا۔

اگر آپ کا عطیہ ضروریات سے بچ رہتا تو اس پر یہ الفاظ لکھ کر محفوظ رکھتے۔

''یہ مال انشاء اللہ حج یا عمرہ کے لئے ہے۔''

شاہی خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ دنیا دنیا کے مال و متاع اور اس کے لذائذ اور مستحسنات سے بے نیاز اور کنارہ کش تھے۔ تواضع و خشیت الٰہی آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ قانع اور صابر ایسے کہ اونچے اور پر شکوہ گھرانوں میں آپ کی زندگی کا بڑا عمدہ اور نفیس نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں:

و منهم الفقيه المتخشع الرهاب ابو عمر سالم بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالله بن عمر بن الخطاب كان لله خاشعاو فی نفسه خاضعا و بماید فع به وقته قانعا۔

(حلیۃ الاولیاء ص 193 ج 2)

یعنی اولیاء اللہ میں ایک بہت بڑے عالم خشوع وخضوع کے عادی اور اپنے رب سے بے حد ڈرنے والے سالم بن عبداللہ ہیں۔ آپ اپنے خداوند کریم کے مطیع ومنقاد طبیعت کے متواضع اور منکسر المزاج زندگی کے ایام پورے کرنے کے لئے تنگی وترشی پر قناعت کرنے والے تھے۔

خلفا کی پیشکش کے باوجود آپ ہمیشہ ان سے بے نیاز رہے۔ مالی یا کسی اور طرح کا مفاد حاصل کر کے کبھی ان کے احسان مند نہیں ہوئے۔ ایک دفعہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک خانہ کعبہ میں داخل ہوا۔ دیکھا تو حضرت سالم پہلے ہی موجود تھے۔ ان سے کہنے لگا اگر کوئی حاجت ہو تو فرمایئے۔ میں پورا کئے دیتا ہوں۔ آپ نے کہا، مجھے اللہ تعالیٰ کے گھر میں اس کے سوا کسی دوسرے کے آگے دست سوال دراز کرنے سے شرم آتی ہے۔ آپ باہر نکلے تو ہشام بھی آپ کے پیچھے باہر آ گیا اور کہنے لگا' اب تو آپ اللہ تعالیٰ کے گھر سے باہر نکل آئے ہیں۔ اب مجھ سے کوئی حاجت طلب کیجئے۔ آپ نے فرمایا' دنیا کی حاجت طلب کروں یا آخرت کی؟ بولا دنیا کی۔ آپ نے جواب دیا واللہ! میں نے دنیا اس سے نہیں مانگی جو دنیا کا مالک ہے۔ اس سے کیا طلب کروں جس کے قبضہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

(ابن عساکر ص 54 جلد 6)

اللہ اللہ! کیا شان بے نیازی ہے جو کامل فاروقی جلالت وتمکنت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 9، شمارہ، 32، 1958)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلیمان بن یسارؒ

مولانا حافظ محمد اسحاق

اسلام سے پہلے زمانہء جاہلیت میں غلاموں کو نہایت حقیر اور بے وقعت سمجھا جاتا تھا۔ معاشرہ میں اگر ان کا کوئی مصرف تھا تو یہ کہ وہ دوسروں کی خدمت کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ آقا کی غلامی کرتے کرتے حیات مستعار کے دن پورے کریں اور آخرت کو سدھار جائیں۔ دنیا کے عیش و آرام اور باوقار و باعزت زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ عہدے اور مناصب تو رہے ایک طرف، انہیں ایک شریف انسان بھی نہیں سمجھا جاتا تھا اور انہیں یہ حق نہیں دیا جاتا تھا کہ وہ بھی ابن آدم ہیں اور اجتماعی اور شہری حقوق میں دوسروں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

اسلام نے جہاں دوسرے ان گنت مفاسد کی اصلاح کی وہاں غلاموں کی حالت کو بھی بہتر بنایا۔ انہیں باوقار اور باعزت زندگی بسر کرنے کا حق بخشا اور یہ تسلیم کیا کہ ایک عالم اور قابل غلام جاہل اور نالائق آزاد سے بدرجہا زیادہ لائق احترام ہے۔ اسے حق پہنچتا ہے کہ اس کی استعداد اور قابلیت کے مطابق اسے عہدے و مناصب تفویض کئے جائیں۔ اس کی غلامی اخلاق حسنہ، ملکات فاضلہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب کے حصول میں حائل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جہاں موالی القوم من انفسھم فرما کر قولاً غلاموں کو دوسروں کے مساوی درجہ دیا۔ وہاں عملاً ان کی حالت بہتر بنانے، اور انہیں دوسرے انسانوں کی سطح پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے کی ابتداء اپنے گھر سے کی۔ اپنے غلام حضرت زید بن حارث کو آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنایا اور اپنی پھوپھی کی لڑکی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی شادی کی۔ پھر جنگ موتہ میں ان کو اس فوج کی سپہ سالاری بخشی جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے نامی گرامی قریشی سردار معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھرتی تھے۔ اس جنگ میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند رفقاء سمیت شہید ہو گئے اور اسلامی فوج کو پسپا ہونا پڑا۔ اگلے سال پھر اسی مقام پر فوج بھیجی تو اس کی قیادت حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی۔ بعض لوگوں نے اس کے خلاف بھی رائے پیش کی مگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا فیصلہ نہیں بدلا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ہی یہ جنگ لڑی گئی۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی کیا موقوف ہے، دوسرے غلاموں کی قابلیت کا بھی کھلے دل سے اقرار کیا گیا، اور ان سے ان کی شایان شان سلوک روا رکھا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ طیبہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے معزز مہاجرین اور اجلہ انصار کی موجودگی میں نماز پڑھاتے وقت امامت کے فرائض سالم مولی حذیفہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ اس وقت دوسرے سب لوگوں سے قرآن حکیم زیادہ جانتے تھے ---------- ایک دفعہ عہد فاروقی میں مکہ کا حاکم امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے آیا۔ آپ نے پوچھا مکہ پر نائب کس کو مقرر کر آئے ہو؟ حاکم مذکور نے ایک غلام کا نام لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کے لہجہ میں کہا ''اہل مکہ پر ایک غلام کو نائب مقرر کر دیا ہے؟'' حاکم نے جواب دیا، ''وہ غلام سب سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدق رسول اللہ علیہ والہ وسلم ان هذا الكتاب يرفع الله به

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقواماً ویضع به آخرین او کما قال کہتے ہوئے اس انتخاب کی تحسین فرمائی۔

غرض اسلام نے آزادوں کی طرح غلاموں کے لیے بھی ترقی کے راستے کھول دیئے اور اس میں حر اور عبد کے درمیان کوئی حد فاصل باقی نہیں رہنے دی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اسلامی تاریخ میں اکثر غلاموں کو اعلیٰ سے اعلیٰ دینی اور دنیوی مراتب پر اس طرح فائز دیکھیں گے کہ آزاد ان کی گرد پا کو بھی پہنچ سکے _____ ان ہی غلاموں میں سے ایک _____ حضرت سلیمان بن یسار رحمتہ اللہ علیہ _____ بھی ہیں جن کے حالات آج کی اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام کئے جارہے ہیں _____ یہ بزرگ بالاتفاق فقہاء سبعہ میں شمار ہیں اور یہ وہ اعزاز ہے جس کے حاصل کرنے سے لاکھوں آزاد محروم رہے۔ سچ ہے۔ من بطا بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ۔

نام ونسب

سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نام ابوایوب کنیت، آپ کے سال پیدائش اور سال وفات میں بہت اختلاف ہے۔ عموماً وفات 107ھ اور عمر 73 سال بیان کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے آپ 34ھ میں پیدا ہوئے۔ ایک ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے۔ ان سے مکاتبت کر لی اور رقم کتابت ادا کرنے کے بعد آزاد ہو گئے۔

(نوٹ) مکاتبت یہ ہے کہ غلام اپنے آقا سے کچھ رقم طے کر لیتا ہے اور اس کے ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے۔

معمول کے مطابق آپ نے عنفوانِ شباب میں علم حاصل کرنا شروع کر دیا اور اپنی مالکہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت کے ساتھ ساتھ اس وادی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ ذہن رسا پایا تھا۔ پھر مہبط وحی مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فیض بخش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحبت و ہم نشینی نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ گلستانِ علم سے اس قدر دامن بھر کے اپنے ہم عصروں کو بہت پیچھے چھوڑ گئے۔ اپنے لئے شہرہ آفاق فقہاء سبعہ میں جگہ پیدا کر لی اور امت نے بھی آپ کو بالاتفاق فقہاء کے اس اونچے طبقہ کی جماعت کا ایک ممتاز رکن تسلیم کر لیا۔

آپ نے تحصیل علم کے لیے مندرجہ ذیل صحابہ کرام اور امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابودا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم اجمعین وادخلنا جنات النعیم۔

غور فرمایئے، آپ کو کس قدر بلند پایہ گرامی قدر اور برگزیدہ صحابہ کرام کی صحبت نصیب ہوئی اور کیسی کیسی یگانہ روزگار اور ماۂ ناز ہستیوں سے کسب فیض کے مواقع میسر آئے۔ آپ نے بھی اپنی ہوش مندی، عالی ہمت اور ان تھک سعی و عمل سے اپنے آپ کو اسی مقام رفیع کا مستحق ثابت کر دکھایا۔ جس کا اہل درحقیقت ایسے حضرات کے فیض یافتہ کو ہونا چاہیے۔

غلام ہونے کی وجہ سے امہات المومنین آپ سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔ اس لیے آپ کو اعلم الناس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں رہ کر قریب سے استفادہ کا وہ موقعہ ہاتھ آیا جو دوسروں کو آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے آپ نے ان سے بہت زیادہ کسب فیض کیا اور یہ سلسلہ ان کے آزاد ہونے تک برابر جاری رہا۔ خود فرماتے ہیں۔ ایک دن میں نے ام المؤمنین کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میری آواز پہچان کر فرمایا، سلیمان ہے؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! سلیمان ہوں۔ پوچھا تم نے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابت کی رقم ادا کردی ہے؟ میں نے کہا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا ہوگئی ہے۔ صرف چند درہم باقی رہ گئے ہیں۔ فرمانے لگیں، اندر آجاؤ۔ جب تک تم پوری رقم نہیں ادا کرتے۔ تم غلام ہی ہو۔

(ابن سعد 130 ج 5)

ام المؤمنین کے دریافت کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جب مکاتب اپنی قیمت ادا کر دیتا ہے تو آزاد ہوجاتا ہے۔ پھر اس سے دوسرے لوگوں کی طرح پردہ واجب ہوجاتا ہے۔

آپ کے بھائی عطاء بن یسار جلیل القدر تابعی اور بڑے پائے کے محدث تھے۔ دفاتر حدیث ان کی مرویات سے بھرپور ہیں اور بڑے بڑے ائمہ دین ان کی شاگردی میں داخل ہیں۔ ان کے دو اور بھائی عبداللہ اور عبدالمالک بھی حدیث سے خوب واقف تھے مگر امام سلیمان اور عطاء کے درجہ کو نہیں پہنچ سکے، یہ چاروں بھائی ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔

کتاب وسنت اور ان سے مستنبط شدہ فقہ میں آپ کو کمال درک حاصل تھا۔ اسی کمال اور مہارت تامہ کی وجہ سے بالاتفاق فقہاء سبعہ میں آپ کا شمار ہوا۔ ہمعصر اور بعد کے علماء نے آپ کی اجتہاد اور استعداد اور فقہی قابلیت کے بڑے شاندار الفاظ میں شہادت دی ہے اور علوم شریعت کی نشر واشاعت میں آپ کی خدمات کو کھلے دل سے خراج تحسین ادا کیا ہے۔ امام المحدثین حضرت سعید بن مسیّب (جو فقہاء سبعہ کے رئیس اور فقہہ الفقہاء کے اونچے لقب سے ملقوب ہیں) کے پاس جب کوئی سائل فتویٰ پوچھنے کے لیے آتا تو فرماتے سلیمان بن یسار کے پاس جاؤ۔ آج وہ روئے زمین کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

ابن خلکان 213 ج 1)

حسن بن محمد کہتے ہیں، سلیمان ہمارے نزدیک سعید بن مسیّب سے زیادہ سمجھ دار ہیں۔

(شذرات الذہب 134 ج 1)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک کا بیان ہے، سعید بن مسیب کے بعد سلیمان عالم لوگوں میں سے ہے۔

(تہذیب التہذیب 229ج4)

حافظ ذہبی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

سلیمان بن یسار الدنی الفقیه العلم وکان من ائمه الاجتهاد

(تذکرہ الحفاظ 85ج1)

ابن سعد لکھتے ہیں، کان ثقتہ عالیا رفیعا فقیہا کثر الحدیث (ابن سعد 13 ج5) یعنی آپ ثقہ عالی قدر بلند مرتبہ، فقیہہ اور بہت حدیث بیان کرنے والے تھے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں، لہ روایات کثیرۃ البدایہ 244 ج9) آپ سے بہت زیادہ احادیث بیان کرنے والے تھے۔

امام نودی تہذیب الاسماء 230 ج اول میں لکھتے ہیں واتفقو علی و سبغہ یا یلذ لتہ وکثرۃ العلم وھو احد الفقہاء المبعتہ ۔یعنی علماء نے بالاتفاق آپ کو بزرگی اور فراوانی علم کے ساتھ موصوف کیا ہے، اور آپ مدینہ کے سات مشاہیر فقہاء میں سے ایک ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی جوفن جرح وتعدیل کے مسلم امام ہیں، آپ کی شان میں فرماتے ہیں، سلیمان مدنی ثقتہ مامون، فاضل عابد۔

(تہذیب التہذیب 235ج1)

قالا زسائی ھو احد الائمتہ (حوالہ المذکور)

ابوالزناد کے الفاظ یہ ہیں انہ احد الفقہاء السبعتہ اھل فقہ صلاح وفضل ۔آپ فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں۔فقاہت، صلاحیت اور فضیلت سے موصوف ہیں۔

(تہذیب التہذیب (229ج4)

امام عجلی فرماتے ہیں، مدنی تابعی ثقتہ مامون فاضل عابد (حوالہ مذکور)

تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد آپ مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قران حکیم، حدیث شریف، قضایا صحابہ اور اقوال تابعین کا جو گرانبہا ذخیرہ آپ نے سال ہا سال کی مسلسل محنت و کاوش سے جمع کیا تھا، اب پورے انہماک اور انتہائی خلوص کے ساتھ طلبہ علم کے قلب و دماغ میں اتارنا شروع کیا اور جو امانت اساتذہ کرام سے حاصل کی تھی، اسے اب شاگرد عزیز کے سپرد کرنے لگے۔

علم شریعت کے نشر و اشاعت کو آپ نے تعلیمی و تدریسی مساعی تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ فتویٰ نویسی کی صورت میں بھی زندگی بھر ان کے فیض کو عام کرتے رہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے، حضرت سعید بن مسیب اپنے پاس آنے والے تمام فتاوے ان کی طرف منتقل کر دیتے تھے اور ان کے جوابات آپ ہی دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو نکاح کے مسئلے خوب مستحضر تھے۔

امام قتادہ فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ آیا تو پوچھا؟ یہاں کے اہل علم سے طلاق کے مسائل زیادہ کون جانتا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ سلیمان زیادہ جانتے ہیں۔

(ابن خلکان 213 ج 1)

پھر جیسا کہ امام عبداللہ بن مبارک نے تصریح کی ہے عدالتوں میں پیش ہونے والے پیچیدہ اور لاینحلی مسائل کی عقدہ کشائی کے لیے اکثر فقہاء سبعہ کے اجلاس بلائے جاتے تھے جن میں آپ کی شرکت لازمی ہوتی تھی۔ یہاں جو امر طے پاتا تھا، اس کے مطابق قاضی فیصلہ دیتے تھے۔

(تہذیب تاریخ بن عساکر ص 51 ج 5)

غرض جس طرح بھی بن پڑا علوم شریعت کی ترویج میں آپ نے امکانی کوشش صرف کر دی اور ان کو اوج کمال تک پہنچانے میں کسی قسم کا دریغ نہیں کیا۔

تعلیمی و تبلیغی کمال کے ساتھ ساتھ آپ میں نظم و نسق کی ذمہ داری سنبھالنے کی قدرت بھی بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ کی اسی تنظیمی قابلیت و استعداد کو دیکھ کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے جب کہ وہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے مدینہ طیبہ کے گورنر تھے، آپ کو مدینہ منورہ کی منڈی کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ منڈی کا تمام کاروبار آپ کی زیر نگرانی ہوتا تھا اس وقت آپ بنو حدیلہ میں سکونت پذیر تھے۔

(ابن سعد 130 ج 5)

آپ کو عبادت سے بے حد محبت تھی۔ وقت آنے پر تمام کام کاج چھوڑ کر اس میں مشغول ہو جاتے تھے پھر دوسری کوئی مصروفیات آپ کی عبادت میں خلل انداز نہیں ہو سکتی تھی۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

کان من المجتهدين فی العبادة یعنی آپ عبادت میں بے حد کوشش کرنے والے تھے۔

قاضی ابن خلکان فرماتے ہیں، کان عالما ثقة ورعا عابدا حجة (ابن خلکان ص 313 ج 1) آپ لائق اعتماد عالم پرہیز گار، عابد اور حجت تھے۔

حافظ ابن جہان نے آپ کو ثقافت میں ان الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے، کان من فقهاء المدينه وقرا نهم (تہذیب التہذیب ص 230 ج 4) آپ مدینہ کے فقہاء اور کثرت سے قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والوں میں سے تھے۔

دوسرے محدثین نے بھی آپ کو فاضل، عابد، کی صفات کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

آپ نہایت حسین و جمیل اور صورت و سیرت میں یوسف صدیق علیہ السلام کے مثیل بے عدیل تھے۔ تذکرہ نویسوں نے آپ کے حق میں کان من احسن الناس وجہا اور بعض نے کان من اجمل الناس وجہا، کے الفاظ نقل کئے ہیں جو آپ کے حسن و جمال پر دال ہیں۔ رہی عفت و پاک بازی تو اس کے متعلق حافظ ابو نعیم اصفہانی اور حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے ایک ایسا عبرت آموز واقعہ ذکر کیا ہے، جسے پڑھ کر ہزاروں سال پہلے گزرا ہوا یوسف علیہ السلام کا واقعہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ پڑھئے اور غور فرمایئے کہ کس طرح اللہ والے نازک سے نازک موقعہ پر اپنے ایمان کو سلامت لے جاتے ہیں اور کس طرح شیطانی قوتیں اور حیوانی خواہشیں ان کے پائے ثبات میں تزلزل پیدا کرنے سے عاجز آ جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاعتبرو یا اولی الابصار

ایک دفعہ آپ حج کے ارادے سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ ایک رفیق بھی ہمراہ تھا۔ جب مقام ابواء میں پہنچے تو آپ کا رفیق سامان خوردونوش لینے کے لیے بازار چلا گیا۔ آپ خیمہ میں تنہا رہ گئے۔ شکل وصورت کے بڑے حسین تھے اور تورع و پرہیز گاری میں بھی بے نظیر تھے۔ پہاڑ کی چوٹی پر خیمہ میں مقیم ایک پری جمال بدوی عورت آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر اور خیمہ میں آپ کو تنہا پا کر بے قرار ہوگئی۔ وہ دستانے پہن کر اور برقعہ اوڑھ کر نیچے اتر آئی اور آپ کے سامنے آ کر چاند جیسے نورانی چہرہ سے نقاب الٹ دی، اور کہنے لگی، خدارا مجھ پر رحم کرو۔ آپ سمجھے، بچاری بھوکی ہے اور کچھ کھانے کو مانگتی ہے۔ اس لیے آپ نے اسے کچھ دینے کے لیے دسترخوان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ بولی، اس کی مجھے حاجت نہیں ہے۔ میں آپ سے وہ فعل چاہتی ہوں جس کی ایک عورت کو اپنے شوہر سے خواہش ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا، تجھے شیطان نے میرا ایمان سلب کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ پھر خدا کے خوف سے آستینوں میں منہ چھپا کر رونے لگے، اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے دامن تر ہوگئے۔ عورت یہ نظارہ دیکھ کر مایوس ہوگئی اور برقعہ اوڑھ کر اپنے خیمہ میں واپس چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کا رفیق کھانے پینے کی چیزیں لے کر واپس آیا تو دیکھا کہ کثرت گریہ کی وجہ سے آپ کی آنکھیں سوج گئی ہیں، اور آواز بیٹھ گئی ہے ------- اس نے رونے کا سبب پوچھا، تو فرمانے لگے، کوئی بات نہیں۔ بچوں کی یاد سے یہ حالت ہوگئی ہے۔ وہ بولا رونے کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی۔ بچوں سے جدا ہوئے آپ کو تین دن ہوگئے ہیں۔ پہلے آپ کبھی اتنے پریشان نہیں ہوئے ------- بالآخر ساتھی کے شدید اصرار پر آپ نے عورت کا واقعہ بیان کیا۔ یہ سن کر آپ کے رفیق نے سامان کی گٹھڑی رکھ دی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ آپ نے پوچھا، اب تم کیوں رو رہے ہو؟ بولا میں آپ سے رونے کا زیادہ حق دار ہوں۔ فرمایا، وہ کیوں؟ بولا، اگر میں آپ کی جگہ ہوتا واللہ ارتکاب معصیت سے صبر نہ کر سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی کا بیان ہے کہ دیر تک دونوں رفیق روتے رہے۔ پھر جب آپ مکہ معظمہ پہنچے اور طواف وسعی سے فارغ ہوکر ذرا ستانے کے لیے حطیم میں بیٹھے تو آپ پر نیند غالب آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حسین وجمیل دراز قامت انسان زرق برق لباس میں ملبوس آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اس کے جسم اور کپڑوں سے نہایت عمدہ خوشبو مہک رہی ہے۔ آپ نے پوچھا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں؟ جواب آیا، میں یوسف بن یعقوب ہوں۔ پوچھا، یوسف صدیق؟ بولے ہاں یوسف صدیق ہوں۔ آپ فرماتے ہیں، میں نے کہا، واللہ آپ کا اور عزیز مصر کی بیوی کا قصہ بڑا عجیب اور عبرت خیز ہے، یوسف علیہ السلام نے جواب میں فرمایا، اور ابواء میں مقیم بدوی عورت کا قصہ اس سے بھی عجیب تر ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ص 191 ج 2۔ البدایہ والنہایہ ص 244 ج 9۔
تذکرۃ الحفاظ ص 85 ج 1۔ صفۃ الصفوۃ 45 ج 2)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

انا یوسف الذی هممت وانت سلیمان الذی لم تهم

حافظ ابونعیم نے آپ کا ترجمہ ان الفاظ سے شروع کیا ہے، العابد المجار المعصوم حسین النفحت من الفجار ابوایوب سلیمان بن یسار (حلیہ ص 190 ج 2)

روزہ وحج

آپ کو صلوۃ ومناجات کی طرح دوسری عبادات روزہ وحج سے بھی بڑی رغبت اور بے حد وابستگی تھی۔ سفر حج میں ہی وہ واقعہ پیش آیا جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ روزہ سے آپ کی محبت اور پابندی کا اندازہ اس سے ہوگا کہ آپ عیدین اور ایام تشریق کو چھوڑ کر باقی پورا سال روزہ رکھا کرتے تھے۔

امام ابوالزناد کا بیان ہے:

کان سلیمان بن یسار یصوم الدهر وکان عطاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصوم یوماً ویفطر یوما

(صفحۃ الصفوۃ 47ج2) روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

آپ سے مقامی اور بیرونی بے شمار طلباء نے کسب فیض کیا۔ چند چوٹی کے ائمہ دین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

امام العلماء حضرت ابن شہاب زہری، امام عمرون دینار، امام مکحول، امام عبد اللہ بن دینار، امام قتادہ، امام یحییٰ بن سعید انصاری، صالح بن کیسان، نافع مولی ابن عمر، عمر دین میمون، محمد بن ابی حرملہ، لیلی بن حکیم، ابوالزناد، بکسیر بن اشج، جعفر بن عبداللہ اور سالم ابوالنصر وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

وفات

تقریباً نصف صدی تک علم وعرفان کی ضیا پاشی کرنے کے بعد اسلام کا یہ نیر اعظم مدینہ طیبہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ 34ھ میں پیدا ہوئے اور 73 سال عمر پا کر ہشام بن عبدالملک کی عہد حکومت میں 107 ہجری کو انتقال کیا۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 9، شمارہ، 38، 1958)

☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ

از شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق

عبداللہ نام۔ ابوسلمہ کنیت۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف الزھری القرشی۔ بعض نے آپ کا نام اسمٰعیل بھی بتایا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اسمہ کنیتہ قالہ مالک تذکرہ الحفاظ الذھبی رحمتہ اللہ علیہ آپ 22 ہجری کو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سابقین اولین میں سے ہیں اور ان دس صحابہ میں شمار ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی ہے اور عرف عام میں عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ کا انتخاب کرنے کے لیے چھ افراد پر مشتمل جو کمیٹی مقرر کی تھی اور ان کے حق میں فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سے خوش خوش تشریف لے گئے ہیں۔ اس کے بھی آپ رکن تھے۔ کمیٹی کے ارکان کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ انہوں نے بالاتفاق انتخاب کا معاملہ آپ کے سپرد کر دیا۔ کئی دن کی تگ و دو کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ رائے عامہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے۔ اس لیے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں نے بھی ان کو بالاتفاق اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبشہ کی طرف دو دفعہ ہجرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ جب سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو آپ بھی حبشہ سے مراجعت کر کے مدینہ طیبہ آ گئے اور احد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک فوج دے کر آپ کو دومتہ الجندل کی طرف بھیجا اور اجازت دی کہ فتح حاصل کرنے کے بعد وہاں کے بادشاہ اصبغ بن ثعلبہ کلبی کی بیٹی سے شادی کر لیں۔ چنانچہ آپ نے یہ مہم سر کرنے کے بعد اصبغ کی لڑکی تماضر سے شادی کر لی جس کے بطن سے صاحب ترجمہ حضرت ابوسلمہ پیدا ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ج 4 ص۔ 176)

آپ بہت بڑے تاجر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اس پیشہ میں اس قدر برکت عطا فرمائی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں امیر کبیر بن گئے اور مال دار ترین اصحابہ میں شمار ہونے لگے۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی و رضا مندی حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کرنے میں آپ بڑے فیاض اور فراخ دل واقع ہوئے تھے۔

ایک دفعہ جنگی مہم درپیش تھی، اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا نصف مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حوالے کر دیا۔ ایک دفعہ چالیس ہزار پونڈ سے اعانت فرمائی۔ کسی دوسرے موقعہ پر پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ دیئے اور زندگی میں تیس ہزار غلام آزاد کئے۔

(الاصابہ ج 4 ص۔ 177)

جنگ تبوک کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی تھی۔ اور یہ وہ..... سعادت ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر بجز آپ کے کسی دوسرے انسان کے حصہ میں نہیں آئی۔

حضرت عبدالرحمٰن طبقہ اول کے مالدار اور صاحب ثروت تھے۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ موجود تھا۔ اس لیے آپ کو نہایت اطمینان اور فارغ البالی کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ ادھر جلیل القدر اور اونچے طبقہ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہم نشینی فیض بخش صحبت اور ان سے تلمذ کے مواقع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر پر ہی میسر تھے۔ اس لیے آپ نے ان کے علوم و معارف کو سمیٹنے میں بڑی سرگرمی سے کام لیا اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام کے حصول میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اپنی فراوانی علم کی وجہ سے فقہاء مدینہ کے طبقہ اول میں شمار ہونے لگے۔ حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے آپ کو فقہاء سبعہ کا ایک فرد قرار دیا ہے۔

آپ کے اپنے والد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مشرف تلمذ حاصل ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاویہ بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حافظ صحابہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رافق خدیج وغیرہ صحابہ کے علاوہ کبار تابعین کے خرمنِ علم سے بھی خوشہ چینی کی ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنھم وارضا ھم اجمعین۔

آپ کے وسعتِ علم، فقہی قابلیت اور اجتہاد بصیرت کے تمام طلباء سلف اور خلف نے شہادت دی ہے اور علوم دین کی نشر و اشاعت میں آپ کی خدمات جلیلہ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ امام الائمہ حضرت امام ابن شہابؒ زھری فرماتے ہیں:۔

اربعہ من قریش وجدتھم بحوراً ابن المسیب
وعروۃ و عبید اللہ و ابو سلمه

(تہذیب التھذیب ج 12 ص۔ 116 و تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 59 شذرات الذہب ج 1 ص۔ 105)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے قریش میں سمندر جیسا وسیع علم رکھنے والے چار اہل علم کو پایا ہے، جو یہ ہیں: حضرت سعید بن مسیب، حضرت عروہ، حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ اور حضرت ابو سلمہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

امام ابو زرعہ جو بہت بڑے ناقد اور جرح و تعدیل کے امام ہیں، آپ کے حق میں فرماتے ہیں:۔

امام ابن حبان لکھتے ہیں: کان من سادات قریش، یعنی آپ قریش کے سرداران نامدار میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج 12 ص 117)

حافظ ذہبی کے الفاظ یہ ہیں:

ابو سلمه بن عبد الرحمن بن عوف الزهری المدنی الحافظ کان من کبار ائمه التابعین غزیر العلم ثقه عالما۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 59)

یعنی آپ قوی الحافظہ، لائق اعتماد اور وسیع علم رکھنے والے عالم ہیں اور تابعین میں چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کان احد فقهاء المدینه وکان اماماً عالماً له روایات کثیره عن جماعته من الصحابه وکان واسع العلم

(البدایہ ج 9 ص 116)

آپ فقہاء مدینہ کے ایک فرد اور امامت کے درجہ تک پہنچے ہوئے عالم ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے کثیر احادیث روایت کرتے ہیں۔ آپ کا علم بہت وسیع ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هو مدنی من کبار التابعین اهد فقهاء المدینه السبعه علی احد لاقوال واتفقو ا علی جلالته امامته و عظم قدره وارتفاع منزلته

یعنی آپ مدینہ کے رہنے والے چوٹی کے تابعین میں سے ہیں اور مدینہ کے فقہاء سبعہ کے فرد ہیں۔ آپ کی جلالت امامت، عظمت اور علو منزلت پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

محمد بن سعد لکھتے ہیں:

کان ثقته فقیه اکثیر الحدیث

(ابن سعد، ج5 ص۔110)

ابن العماد حنبلی تحریر فرماتے ہیں:

ابو سلمه بن عبدالرحمن الزهری المدنی احد الائمته الکبار

(شذرات الزہب ج1 ص105)

آپ کے تبحر علمی کا اندازہ مذکورہ بالا تصریحات کے علاوہ علامہ ذہبی کے اس قول سے بھی بخوبی ہوسکتا ہے:

کان ابو سلمته یفقه و یناظر ابن عباس ویراجعه

(تذکرہ الحفاظ ج1 ص،59)

یعنی ابوسلمہ جبرامت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ سیکھتے تھے اور اکثر ان کے ساتھ مناظر بازی اور بحث وتکرار میں مشغول رہتے تھے۔

(ہفت روزہ الاعتصام، جلد،9، شمارہ،43، 1958)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عروہ بن زبیرؒ

از شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق

عروہ بن زبیر بن عوام نام۔ ابوعبداللہ کنیت۔ آپ کی پیدائش حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے چھٹے سال ہوئی اور اپنے برادر حقیقی حضرت عبداللہ بن زبیر سے تقریباً بیس سال چھوٹے تھے۔ اس حساب سے آپ 19 ھجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے مگر حافظ ابن کثیر نے 23 ہجری میں آپ کی ولادت کو صحیح بتلایا ہے۔ آپ کے والد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور اس کمیٹی کے رکن تھے جو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لیے مقرر فرمائی تھی۔ ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے:

لکل نبی حواری و حواری الزبیر

ہر نبی کا حق رسی ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

آپ کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بہن اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک تھیں۔ آپ ذات النطاقین کے لقب سے ملقب تھیں کیونکہ ہجرت کے روز انہوں نے اپنا دوپٹہ چیر کر نصف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اپنے والد کا کھانا باندھا تھا اور دوسرا نصف ان کے پانی کے مشکیزے پر لپیٹ دیا تھا۔ آپ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی عبداللہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ مصر و شام کے علاوہ باقی تمام عالمِ اسلام پر سال ہا سال تک ان کا علم اقتدار لہراتا رہا۔ بالآخر بنو امیہ کے ساتھ لڑتے بھڑتے 73 ہجری میں جامِ شہادت نوش فرما گئے اور ان کی شہادت کے ساتھ ان کی خلافت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

چونکہ حضرت عروہ طبعی طور پر دنیا اور اس کے پرشور ہنگاموں سے نفور تھے۔ اس لیے بھائی کے زمانے کی لڑائیوں اور ان سے پہلے کے تمام فتنوں سے الگ تھلگ رہے اور ان میں کسی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں لی۔

ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت میں جب حالات اعتدال پر تھے عبدالملک بن مروان، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دونوں بھائی مصعب اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد حرام میں جمع ہوئے۔ اور باتوں باتوں میں ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ آیئے! ہم سب اس مقدس مقام پر اپنے اپنے دل کی آرزو ظاہر کریں ــــــ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے، میری آرزو یہ ہے کہ میں خلیفہ بنوں اور حرمین شریفین پر میرا جھنڈا لہرائے۔

عبدالملک نے کہا، میری تمنا یہ ہے کہ میں روئے زمین کا بادشاہ بنوں اور مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانشینی نصیب ہو۔

مصعب بولے، میری خواہش یہ ہے کہ عراق عرب اور عراق عجم میرے زیر حکومت ہوں اور قریش کے اعلیٰ خاندانوں کی دو صاحب حسن و جمال صاحبزادیاں سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ میرے حبالہء عقد میں آئیں۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے، میری آرزو تم سب سے مختلف ہے۔ مجھے دنیا کے کسی اقتدار اور جاہ و مال کی حاجت نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے آخرت میں جنت ملے۔ دنیا میں علوم دین سے حصہ وافر پاؤں اور مخلوق خدا مجھ سے فیض یاب ہو۔

انقلاب زمانہ ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں سے ہر ایک شخص کی مراد بر آئی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دلی مقصد میں کامیاب ہوا۔ جب ہی تو عبدالملک بن مروان کہا کرتا تھا، جس نے کوئی جنتی آدمی دیکھنا ہو، وہ عروہ بن زبیر کو دیکھ لے۔

(ابن خلکان ص۔ 317 ج1)

آپ کی پیدائش سے پہلے اسلامی حکومت کی حدود دور دور تک پھیل چکی تھیں۔ قیصر وکسریٰ کی وسیع سلطنتیں قمر واسلام میں شامل ہونے کی وجہ سے تمام مسلمان خوش حال اور معاشی پریشان حالیوں سے فارغ البال تھے۔ اس لیے جب آپ نے اسلام کے اولین داعی اور پر جوش مبلغ خاندان میں آنکھیں کھولیں تو سن رشد کو پہنچنے کے بعد نہایت اطمینان اور دل جمعی کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے پر مصروف ہو گئے ..... طبیعت رسا پائی تھی اور مہبط وحی مدینہ طیبہ میں پڑے۔ بڑے جلیل القدر و عظیم المرتبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے صحبت یافتہ تابعین عظام سے کسب فیض کے مواقع میسر آئے تھے لہٰذا آپ نے خوب خوب علم سے دامن بھرے اور اپنے زمانہ کے معدودے چند چوٹی کے فقہائے محدثین میں شمار ہوئے۔

آپ کے اساتذہ میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:-

آپ کے والد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھائی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عورتوں میں سے آپ کی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، تابعین میں سے نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمران مولیٰ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ رضی اللہ عنہم وارضاہم اجمعین۔

آپ نے مذکورہ بالا اساتذہ کے علاوہ دوسرے بے شمار صحابہ اور تابعین سے علم حاصل کیا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی تعلیم وتربیت میں جتنا حصہ آپ کی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے کسی دوسرے کا نہیں ہوسکتا۔ علوم کتاب وسنت میں جو مقام ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ آپ کے گھر میں قرآن پاک کا نزول ہوا اور آپ کو نہایت قریب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جملہ حالات دیکھنے، اور تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے جلیل القدر اور اونچے مرتبہ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پیچیدہ اور مشکل مسائل کے حل میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

آپ نے اپنے بھانجے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی توجہ اور کمال شفقت ومہربانی سے تربیت کی اور اپنا تمام قیمتی علمی سرمایہ اس کے قلب وذہن میں اتار دیا۔ ہونہار بھانجے نے بھی آپ سے علم ودانش کے سمیٹنے میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہیں کیا اور اس موقع کو غنیمت جان کر اپنے حدودِ علم کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں منہمک رہا۔ حتیٰ کہ ان کا تمام علم اپنے سینے میں محفوظ کرلیا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال سے چار پانچ سال پہلے ان کا تمام علم سیکھ چکا تھا، اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ اگر خدا نخواستہ ان کا آج انتقال ہوجائے تو مجھے ان کی کسی حدیث کے متعلق پچھتانا نہیں پڑے گا، ان کی کوئی حدیث ایسی باقی نہیں رہی تھی جو میں نے ازبر نہ کرلی ہو۔
(تہذیب التہذیب ص۔182 ج۔7)

امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں، حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرہ، اور قاسم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی احادیث سب لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔

قبیصہ بن ذوہیب فرماتے ہیں، عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر داخل ہونے میں ہم سب پر غالب آ جاتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام لوگوں سے زیادہ عالم تھیں۔ (حوالہ مذکور)

حدیث کی طرح قرآن حکیم کی تعلیم بھی آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حاصل کی۔ جب آپ کو کسی آیت کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوتی تو فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت فرماتے۔ وہ بھی بڑی قابلیت اور نہایت پیار سے آپ کے اشکال کو دور فرماتیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کو سعی بین الصفا والمروۃ (جو حج کا ایک ضروری حصہ ہے) کے متعلق کچھ اشکال پیش آیا تو فوراً خالہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، خالہ! معلوم ہوتا ہے کہ حاجی کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص نہ دوڑے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ خالہ بولیں وہ کیسے؟ بولے قرآن حکیم میں ہے۔

فمن حج البیت اواعتمر فلا جناح علیه ان یطوف بهما (البقره)

جو شخص بیت اللہ میں حج یا عمرہ کے لیے آئے تو اس پر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے میں کوئی گناہ نہیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 10، شمارہ، 5، 1958)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعید بن مسیّبؒ

مولانا حافظ محمد اسحاق

علوم شریعت میں تفوق و برتری کے ساتھ ساتھ علم تعبیر رویا میں بھی آپ کو خاصا درک تھا۔ خواب کا ایسا محیر العقول مطلب بیان کرتے تھے کہ بظاہر اس میں اور خواب میں کوئی وجہ مطابقت نہیں نظر آ سکتی تھی مگر تعبیر وہی ظاہر ہوتی جو آپ بیان فرماتے تھے۔ یہ فن آپ نے اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا تھا۔ (طبقات ابن سعد ص۔92 ج۔2) چند خواب اور ان کی تعبیر ملاحظہ فرمائیے:-

1۔ ایک شخص نے آپ سے کہا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے ہی ہاتھ میں پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو۔ تمہارے نکاح میں کوئی ایسی عورت ہے جس سے تمہارا نکاح کسی صورت جائز نہیں۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی اس کے نکاح میں ایسی عورت تھی جو بوجہ رضاع اس پر حرام تھی۔

(طبقات ابن سعد ص۔92 ج2)

2۔ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ عبدالملک نے چار دفعہ مسجد نبوی کے محراب میں پیشاب کیا ہے۔ اس نے حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ فرمانے لگے، اگر تمہارا یہ خواب درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عبد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الملک کی پشت سے چار خلیفے پیدا ہوں گے۔

(طبقات ابن سعد ص۔91 ج5)

ایک روایت میں ہے کہ یہ خواب خود عبدالملک نے دیکھا۔ کہ اس نے مسجد کے چاروں کونوں میں چار مرتبہ پیشاب کیا ہے۔ اس نے اس کی تعبیر حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پچھوائی تو آپ نے فرمایا، اس کے چار بیٹے مسند خلافت پر بیٹھیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس کے چار لڑکے ولید، سلیمان، ہشام اور یزید یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے۔

(شذرات الذہب ص۔97 ج۔1)

3۔ کسی نے پوچھا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک کبوتری مسجد کے مینار پر بیٹھی ہے۔ فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ حجاج بن یوسف عبداللہ بن جعفر کی بیٹی سے شادی کرے گا۔

(طبقات ابن سعد ص۔92 ج۔5)

یہی خواب تعبیر رؤیا کے ایک خاص ماہر امام ابن سیرین سے کسی نے ان الفاظ میں بیان کیا_____؟ میں نے ایک سفید رنگ کی حسین وجمیل کبوتری مسجد کے کنگرے پر بیٹھی دیکھی۔ اس پر ایک باز جھپٹا اور اپنے پنجوں میں دبوچ کر اڑ گیا_____ امام موصوف نے کہا، اگر تم سچ کہتے ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ حجاج بن عبداللہ بن جعفر کی صاحب زادی سے شادی کرے گا۔ جب حجاج نے اس لڑکی سے شادی کر لی تو کسی نے امام صاحب سے پوچھا۔ آپ نے اس خواب سے یہ نتیجہ نکالا؟ بولے، سفید کبوتری سے حسین وجمیل عورت اور کنگرے سے شرافت نسب مراد ہے۔ میں نے مدینہ طیبہ میں عبداللہ کی بیٹی سے زیادہ حسین اور شریف النسب کوئی عورت نہیں دیکھی اور باز سے ظالم بادشاہ مراد ہے اور حجاج سے بڑھ کر زیادہ ظالم کوئی دیکھنے میں نہیں آیا۔

(شذرات الذہب ص۔109 ج۔1)

4۔ ایک شخص نے کہا، میں نے نیند میں اپنے آپ کو آگ میں گھستے دیکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا، اگر یہ درست ہے تو تم سمندر میں داخل ہو گے اور تمہاری موت بذریعہ قتل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اسے سمندری سفر پیش آیا۔ جس سے وہ بمشکل بچا اور بالآخر قدید کی جنگ میں مارا گیا۔

(طبقات ابن سعد ص۔92، ج۔5)

5۔ ایک شخص نے کہا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک نر بکرا بھاگا آ رہا ہے اور کہہ رہا ہے، ذبح کرو ذبح کرو۔ ایک آواز آئی، ذبح کر دیا ہے۔ آپ نے کہا، سمجھو کہ ابن صلاء مر گیا ہے۔ اس پر کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی، اطلاع آئی کہ ابن صلاء مر گیا ہے۔ ابن صلاء اہل مدینہ کا غلام تھا جو حکام کے پاس لوگوں کی چغلی کھایا کرتا اور بلاوجہ ان کو پریشان کیا کرتا تھا۔

(ابن سعد ص۔92، ج۔5)

6۔ حصین بن عبداللہ کا بیان ہے کہ خواہش کے باوجود میرے گھر اولاد نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں انڈے پڑے ہیں۔ میں نے حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ بولے، مرغی زیادہ تر عجم میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے تم عجم میں شادی کا بندوبست کرو۔ چنانچہ میں نے عجم سے ایک لونڈی خریدی جس سے میرے گھر اولاد ہوئی۔

(ابن سعد ص۔92 ج5)

7۔ ایک شخص نے کہا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو منہ کے بل گرا کر اس کی پیٹھ میں چار میخیں ٹھونک دی ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ خواب تم نے نہیں دیکھا۔ وہ بولا کیوں نہیں، میں نے ہی دیکھا ہے۔ آپ نے کہا، جب تک سچ سچ نہ کہو گے، میں اس کی تعبیر نہیں بتاؤں گا۔ بولا یہ عبداللہ بن زبیر نے دیکھا ہے اور اسی نے مجھے تعبیر پوچھنے کے لیے بھیجا ہے۔ فرمانے لگے اگر انؓ کا یہ خواب درست ہے تو عبدالملک انہیں قتل کر دے گا اور اس کی پشت سے چار خلیفے پیدا ہوں گے۔

(ابن سعد ص۔91، ج5)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عموماً آپ کی عادت تھی، جب کوئی آپ سے خواب بیان کرتا تو فرماتے، تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، آپ کا کہنا ہے، خواب میں چھوہارا دیکھنے سے ہر حال میں اور خرما تر دیکھنے سے کھجور کی کٹائی کے وقت میں کشادگی رزق مراد ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ خواب کی تعبیر ظاہر ہونے کی آخری مدت چالیس سال ہے اور پاؤں میں بیڑی دیکھنا دین میں استحکام اور ثابت قدمی کی علامت ہے۔

عبادت

عبادت و ذکر الٰہی سے آپ کو بے حد رغبت اور محبت تھی۔ اگر دنیا میں ان کے لیے دل کا سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک مہیا کرنے والی کوئی چیز تھی تو وہ یہی عبادت و مناجات تھی۔ گھنٹوں اور پہروں ذکر و فکر میں مشغول رہنا آپ کا معمول تھا۔ سخت مصیبت اور ابتلاء کے وقت بھی اس معمول میں فرق نہیں آیا تھا۔

رات کی عبادت سے خصوصی شغف اور لگاؤ تھا۔ رات آتی تو اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرماتے۔

قومی یا ماوی کل شرو اللہ لاوعنك
تزحفین ذحف البعیر فکان یصبح
وقدماہ منتفختان فیقول لنفسه
(بذا مرت ولذا خلقت (طبقات کبری للشعرانی ص۔26، ج۔1)

اے ہر برائی کے سرچشمہ اٹھ۔ بخدا! میں تجھے اس اونٹ کی طرح کر کے چھوڑوں گا جو بھاری بوجھ اور کثرت سفر کی وجہ سے تھک کر چور ہو جاتا ہے اور چلنے کے قابل نہیں رہتا۔ پھر رات بھر نماز میں کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ صبح کو اپنے نفس سے خطاب فرماتے، تجھے یہی حکم ہے اور اسی کے لیے تو پیدا ہوا ہے۔

شب بیداری اور رات کی نماز کے ذوق و شوق کی انتہا یہ ہے کہ متواتر پچاس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صفۃ الصفوۃ ص۔40 ج۔2 وطبقات کبری شعرانی ص۔26 ج۔1)

آپ نماز باجماعت کے بڑے پابند تھے، اس کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ سال ہا سال تک ایک مرتبہ بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہے۔ خود فرماتے ہیں، چالیس سال سے میرا معمول یہ ہے کہ فرض نماز بھی میں نے جماعت کے بغیر نہیں پڑھی۔ تیس سال سے تو عادت یہ ہے کہ میں اذان سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ جاتا ہوں۔

(طبقات کبری ص۔26 ج1)

ایک روایت میں ہے _____ پچاس سال میں ایک دفعہ بھی مجھ سے تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی _____ اور نہ میں نے کبھی جماعت میں کسی کی پیٹھ دیکھی ہے۔

(یعنی ہمیشہ پہلی صف میں جگہ لی ہے) (شذرات ص۔103، ج1)

جماعت کی پابندی آپ نے اس وقت بھی نہیں چھوڑی جب ولید اور سلیمان پسران عبدالملک کی بیعت کا معاملہ درپیش تھا اور خلیفہ نے بجز بیعت لینے کے لیے حاکم مشتہر کو ہر طرح کے تشدد کی کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔ فقہائے مدینہ نے (جو جانتے تھے کہ انکار کی صورت میں آپ کا مبتلائے مصیبت ہونا یقینی ہے) اس ابتلاء سے بچانے کے لیے یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ چندون کے لیے مسجد میں آنا بند کر دیں۔ گورنر آپ کو موجود نہ پا کر خواہ مخواہ گھر سے بلانے پر اصرار نہیں کرے گا۔ مگر آپ نے یہ تجویز یہ کہہ کر ٹھکرادی کہ میں موذن کی آواز حی علی الصلوٰۃ حی الفلاح سن کر گھر میں نہیں بیٹھ سکتا۔ چنانچہ آپ مسجد میں آئے اور گورنر کے اصرار کے باوجود بیعت سے انکار کرنے کے جرم میں پچاس بید کی سزا بطیب خاطر قبول کر لی۔

(ابن خلکان ص۔207 ج۔1)

مسجد میں نماز پڑھنا آپ نے اس وقت بھی نہیں چھوڑا، جب حرہ کی لڑائی میں شامی فوجوں نے مدینہ طیبہ میں تین دن تک اس قدر قتل و غارت کا بازار گرم کیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ جان کے خوف سے گھروں میں دبکے پڑتے تھے اور کوئی باہر نکلنے کی جرات نہیں کرسکتا تھا۔ تمام مسجدیں ویران اور سنسان پڑی تھیں۔ صرف حضرت سعید بن مسیب ہی واحد شخص تھے جنہوں نے اس فتنہ عظیم میں بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہیں چھوڑا۔ نماز کے وقت حجرہ مقدسہ سے ایک غیر مفہوم آواز سنتے جو اذان کا کام دیتی اور آپ تکبیر کہہ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔

(شذرات الذہب ص۔103 ج،1)

روزہ

روزہ سے بھی آپ کو بڑی رغبت تھی۔ بھلا اس عبادت سے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ڈھال سے تعبیر فرمایا ہے (الصوم جنۃ) آپ کیسے بے التفاتی کر سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ایام تشرق _____ اور عیدین کو چھوڑ کر باقی سارا سال روزہ رکھتے تھے۔

(صفۃ الصفوہ ص۔40 ج،2)

مگر آپ کے تورع اور احتیاط کا یہ حال تھا کہ گھر سے شربت یا پانی منگوا کر روزہ کھولتے تھے۔ حتیٰ کہ رمضان المبارک میں جو شربت وغیرہ مسجد میں لایا جاتا ہے، اس سے روزہ افطار نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی وقت گھر سے کوئی چیز نہ آتی تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد گھر جا کر ہی پانی پیتے۔

(طبقات ابن سعد ص۔ 162 ،ج۔8)

حج سے آپ کی دلبستگی اور محبت بھی کسی دوسری عبادت سے کم نہیں ہے۔ تقریباً ہر سال حج کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ صرف اسی صورت میں آپ سے حج فوت ہوتا تھا جب حکومت وقت آپ پر کسی طرح ..... کی پابندی لگا دیتی تھی _____ ابن العماد حنبلی نے آپ کے حج کی تعداد چالیس تک گنوائی ہے۔

(شذرات ص۔103 ج،1)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ بہت بڑے پرہیزگار اور حد درجہ متورع تھے۔ کسی ایسی چیز کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے تھے جس کی حلت میں ذرا بھی شک و تردد کو دخل ہوتا تھا۔ حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

کان سعید من اورع الناس فیما یدخل بطنبه و میته وکان من ازهد الناس فی فضول الدنیا واکلام قیما لا یعنی ۔

(البدایہ والنہایہ ص، 100۔ ج، 9)

امام سعید سب سے بڑے پرہیزگار تھے۔ اپنے پیٹ اور گھر میں کوئی ایسی چیز داخل نہیں کرتے تھے جس کی حلت محل تامل ہوتی تھی۔ دنیا کی فضولیات اور بے فائدہ کلام سے بہت بے رغبت تھے۔

یہ اسی بے مثال زہد اور دنیا سے کمال بے تعلقی کی کرشمہ سازی ہے کہ آپ کسی سے نذرانہ یا تحفہ قبول نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو بیت المال سے اپنا حق لینے میں بھی گریز تھا۔ چنانچہ عمران روایت کرتے ہیں کہ بیت المال میں آپ کے 39 ہزار درہم باقی تھے۔ آپ کو بلایا جاتا مگر آپ انکار کرتے اور فرماتے، مجھے ان کی حاجت نہیں تو وقتیکہ اللہ تعالیٰ میرے اور بنو مروان کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔

(طبقات ابن سعد ص۔ 65، ج۔ 5)

آپ کے تورع اور احتیاط کی حد یہ ہے کہ مسجد میں آنے والے شربت سے روزہ افطار نہیں کرتے تھے بلکہ گھر سے پانی یا شربت منگوا کر پیتے تھے _____ امام مالک فرماتے ہیں:

ایک دفعہ آپ اپنے غلام پر ڈھائی آنہ ضائع کرنے کی وجہ سے خفا ہو رہے تھے۔ آپ کے عم زاد بھائی نے سنا تو اسے انتہائی فقر پر محمول کیا۔ لہٰذا گھر جاتے ہی 4 ہزار روپے کی خطیر رقم آپ کے پاس بھیج دی مگر آپ نے شکریہ کے ساتھ وہ پوری رقم واپس کر دی اور ایک حبہ بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔

(حلیتہ الاولیاء ص۔ 166 ج، 2)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمران بن عبداللہ لکھتے ہیں، آپ کسی سے کوئی درہم و دینار قبول نہیں کرتے تھے۔حتیٰ کہ آپ دوسروں کے گھر سے پانی پینے سے بھی انکار کر دیتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء ص۔167 ج،2)

بیشتر ائمہ دین کی طرح آپ کا بھی ذریعہ معاش تجارت تھا۔اس سے آپ کو خاصی آمدن ہو جاتی تھی جس کی بدولت آپ امراء وسلاطین کے نذرانوں اور تحائف سے قطعاً بے نیاز تھے۔آپ نے اپنی پوری زندگی کسی کا احسان مند ہونا گوارا نہیں کیا۔بلکہ ہمیشہ اپنے بازوئے ہمت سے قوت لایموت حاصل کرنے کی سعی فرمائی ہے۔اس لحاظ سے آپ کی زندگی اہل علم کے لیے عبرت آموز اور قابل تقلید نمونہ ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كان لا ياخذ العطاء وكانت له بضاعته اربع مائته دينار وكان يتجر فى الزيت۔

(البدایہ ص۔100 ج9)

آپ بیت المال سے اپنا عطیہ نہیں لیتے تھے بلکہ 4 سو دینار (تقریباً ایک ہزار روپیہ) کے سرمایہ سے تیل کا کاروبار کرتے تھے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ آپ موسم پر زیتون کا تیل اور جانوروں کا چارہ جمع کر لیتے تھے جس سے آپ کو معقول نفع ہو جاتا تھا۔

(جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ص۔253 ج۔2)

آپ فرمایا کرتے تھے، جو شخص اپنے جسم کی پرورش دین کی حفاظت اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے لیے مال جمع نہیں کرتا۔اس میں کوئی خوبی نہیں۔

(طبقات کبریٰ للشعرانی ص۔36 ج،1)

آپ نے اس مقدس اور پاکیزہ تعلیم کا عملی نمونہ اس طرح پیش کیا کہ آپ درس و تدریس ریاضت وعبادت اور ذکر و فکر سے وقت بچا کر کاروبار کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرید و فروخت کے لیے اکثر بازار جاتے اور کاروباری لوگوں کی طرح اپنے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کسب حلال حاصل کرنے کی جدو جہد فرماتے تھے۔ آپ اس تجارت سے کافی خوش حال ہو گئے تھے اور آپ کا شمار آسودہ حال سرمایہ داروں میں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ نے ...... اپنی صاحب زادی کی شادی ایک نادار اور مفلس طالب علم سے کر دی تو خانگی ضروریات پورا کرنے کے لیے 5 ہزار اور ایک روایت کے مطابق 20 ہزار روپے سے اس کی اعانت فرمائی۔ (البدایہ والنہایہ ص۔ 100 ج 9)

آپ کی یہ فیاضی اور دریا دلی اپنی بیٹی اور داماد تک ہی محدود نہ تھی بلکہ آپ کے مال سے یگانے و بے گانے برابر فیض یاب ہوتے تھے ____ مال دنیا جمع کرنے کے متعلق آپ اپنا عذر بارگاہِ الٰہی میں ان الفاظ میں پیش فرماتے ہیں ____ پڑھیے اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے کی کوشش فرمایئے:

اللهم انك تعلم انى لم امسكه بخلا ولا حرصاً
عليه ولا محبته للدنيا ولا نيل شهواتها انما
اريد ان اصون بها وجهى عن بنى مروات حتى
القى الله فيحكم فى دنى هم و ان اصل منه
رحمى دائودى منه الحقوق التى فيه داعود منه
على الارملته والفقير والمكسين واليتيم والجار؛
(ایضاً ص۔ 101)

خدایا! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ مال بخل اور حرص و آز کے داعیہ سے مجبور ہو کر جمع نہیں کیا اور نہ اسے دنیا کی محبت اور حصول شہوات کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس سے میری غرض فقط اپنے آپ کو بنو مروان کے ہاں دست سوال دراز کرنے اور اظہار نیا زمندی کی ذلت سے بچانا ہے حتیٰ کہ میں تجھ سے آملوں اور تو میرے اور ان کے درمیان اپنا فیصلہ صادر فرما دے ____ نیز اس سے میری غرض یہ ہے کہ میں اس کے ذریعہ اپنے عزیزوں کو خبر گیری کروں اور وہ تمام حقوق ادا کروں جو اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ذمہ عائد ہوئے ہیں ۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعہ بے کس فقیروں، مسکینوں اور لاوارث یتیموں، بیواؤں اور عاجز و بے بس پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کردی۔

اللہ! اللہ! کس طرح ایک سچے اور مخلص مسلمان کے دل میں اپنا مال صرف کرنے کے لیے ہر آن اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوش نودی حاصل کرنے کا جذبہ موجزن رہتا ہے جو اسے بے راہ نہیں ہونے دیتا _____ اور ٹھیک ٹھیک حقوق اور صحیح صحیح مصارف میں خرچ کرنے کے لیے اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

جملہ مسلمانوں کو عموماً اور اہل علم کو خصوصاً جو کسب حلال کے وسائل اختیار کرنے کے بجائے پوری زندگی دوسروں کے دست نگر اور ان کے پس خوردہ پر انحصار کئے ہوئے ہیں اور اس طرح علماء کی تضحیک و تذلیل کا سامان فراہم کرتے ہیں، امام موصوف کی زندگی سے سبق اور اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہونے کا درس حاصل کرنا چاہیے۔

اللهم اكفنا بحلالك عن حرامك و اغننا بفضلك عن من سواك

(ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 10، شمارہ، 10، 1958)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام محمد بن مسلم زہری قرشی

اور تحریک انکار حدیث

شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل صاحب

امام زہری کا سلسلہ نسب

ائمہ حدیث اور تاریخ اور انساب متفق ہیں، کہ امام زہری قرشی ہیں اور ان کا تعلق قبیلہ زہرہ بن کلاب سے ہے، سمعانی کی کتاب انساب کے متعلق مشہور اور مسلم ہے عمادی صاحب نے لکھا ہے کہ ائمہ حدیث کے ساتھ ائمہ تاریخ اور ائمہ انساب اس شجرہ نسب میں متفق نہیں اس لیے مناسب ہوگا کہ امام الانساب علامہ سمعانی ہی کے ارشاد سے اس الجھن کو دور کیا جائے میرے پاس سمعانی کی کتاب نہیں تھی، اس لیے پنجاب لائبریری سے برادرم محترم مولانا عبدالقیوم صاحب ایم اے، پروفیسر گورنمنٹ کالج کی معرفت یہ حوالہ حاصل کیا گیا جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

الزهری بسکون الزاء وسکون الهاء وکسر الهاء
وهذهِ النسبته الی زهرة بن کلاب بن مرة بن
کعب بن لوي بن غالب والمشهور بها ابو بکر
محمد بن مسلم بن عبید بن شهاب بن زهره

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرشی المعروف بالزهری احفظا هل زمانه واحسنهم سو تالمتون الاخبار و کان فقیها فاضلا روی عنه الناس ومات لیلته الثلاثاً لبسع عشرة خلت من رمضان 1240هجری فی ناحیته الشام، کتاب الانساب للسمعانی (فوٹو غراف) ص۔281

الزہری یہ زہرہ بن کلاب کی طرف نسبت ہے، ابوبکر محمد بن مسلم قرشی زہری اس نسبت سے مشہور اور متعارف تھے یہ اپنے وقت کے بہت بڑے حافظ حدیث تھے، ستون حدیث کے بیان میں انہیں کامل مہارت تھی، بڑے فاضل تھے، محدث ہونے کے علاوہ بہت بڑے فقیہ بھی تھے ان سے بہت لوگوں نے روایت کی، 17 رمضان 124 ہجری منگل کی رات کو اطراف شام میں انتقال ہوا۔
(انساب للسمعانی ص۔281 ب)

ائمہ تاریخ سے ابن خلقان کا مقام اہل علم سے پوشیدہ نہیں، ان کی تحقیق اور تصنیف کا مقام اس مدت سے واضح ہے جو اس کتاب کے لکھنے پر صرف ہوئی، وہ بھی امام زہری کو قرشی اور زہری کے نسب سے یاد فرماتے ہیں۔

ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللّٰه بن عبد اللّٰه بن شهاب بن عبد اللّٰه الحارث بن زهرة القرشی الزهری احد الفقهاء والمحدثین والاعلام التابعین بالمدینته
(ابن خلکان ص۔451 ج،1)

ابوبکر محمد بن مسلم زہری قرشی میں فقہاء اور محدثین میں یگانہ ہیں آپ مدینہ منورہ کے اعلام تابعین سے تھے، عمرو بن دینار امام زہری کے علم وفضل کے قائل نہ تھے جب امام زہری مکہ معظمہ تشریف لائے تو عمرو بن دینار ان کے حلقہ درس میں لائے گئے تو دوسرے دن ان کے رفقا نے امام زہری کے متعلق ان کی رائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریافت کی تو فرمایا واللہ ما رایت مثل ھذا القرشی قط (ابن خلکان جلد ص۔ 451)
عمرو بن دینار معاصر ہیں اور کسی قدر مخالف بھی وہ ان کی قرشیت کی۔
(ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 2، شمارہ، 12، 1958 لاہور)

امام زہری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے اکابر المحدیث سے ہیں اکثر احادیث امام زہری ہی کے توسط سے ائمہ حدیث تک پہنچی ہیں عمادی صاحب نے اپنے مضمون کے ایک حصہ میں امام کے اساتذہ کا بھی ذکر کیا ہے، فن کے لحاظ سے کسی محدث کے استاد کا ضعف یا تدفین محدث کی ذات پر اثر انداز نہیں ہوتی اور واقع بھی یہی ہے کہ ذاتی خصائص یا ذاتی نقائص کا اثر صاحب خصائص کی ذات سے تجاوز نہیں کرسکتا۔

پیغمبر کے آباء اجداد کا کفر پیغمبر کی ذات پر موثر نہیں اور نہ ہی پیغمبر کی عصمت سے پیغمبر کی اولاد متاثر ہوسکتی ہے۔

منھم ظالم لنفسه و منھم مقتصد منھم سابق بالخیرات

یہ اصل مسلم ہے، اس لیے روایت میں بھی شاگرد کا ضعف استاد پر اثر انداز نہیں ہوتا اور استاد کی نقاہت تلمید کے ضعف میں کمی نہیں کرسکتی۔

حدیث پر ہر راوی کی صفات کا اثر البتہ ہوسکتا ہے جس سے محدثین پوری طرح آگاہ ہیں اور ان صفات ہی کی بناء پر حدیث کے ضعف وسقم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

عمادی صاحب نے اپنے مضمون مطلوبہ طلوع اسلام ستمبر 50 کے شمارہ 90 کے آخر میں امام زہری کے اساتذہ کا ذکر کیا ہے، پورے مضمون میں محدثانہ دیانت ناپید ہے لیکن یہ حصہ خصوصیت کے ساتھ دیانت کے معیار سے بہت پست ہے اور سچ یہ ہے کہ ایک منکر حدیث کو اس موضوع پر لکھنا بھی نہیں چاہیے، فن اور اصحاب فن سے بغض کے بعد رجال فن کے تذکرہ میں دیانت کا قائم رہنا مشکل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہات

مضمون نگار نے امام زہری کے شیوخ سے پندرہ سولہ بزرگوں کے تذکرہ کو کسی قدر صراحت سے لکھا ہے، نو بزرگوں کا سن وفات بھی نقل کیا ہے اور سات حضرات کے سنین وفات غالباً ان کو کتب محدثین سے نہیں مل سکے۔ اس لیے ان کے متعلق جو جی میں آیا فرماتے گئے۔

تعجب یہ ہے کہ عمادی صاحب اس بے ضرورت طول کے باوجود یہ نہیں فرماتے، کہ ان کو ان بزرگوں سے رنج کیا ہے اور وہ کون سا دکھ ہے جس کی وجہ سے اتنا قلق اور بے قراری ہے، بتکرار پڑھنے کے باوجود میں اس حصہ کو بے سود اور بے تعلق سمجھتا ہوں، نہ محدثانہ طور پر اس سے کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی کوئی فقہی نکتہ۔

عمادی صاحب اس غلطی میں ہیں کہ حدیث کی جمع و تدوین کا سلسلہ 101 ہجری میں شروع ہوا، اس لیے جو اساتذہ 101 ہجری سے پہلے انتقال فرما چکے تھے، ان سے امام زہری کا سماع درست نہیں یہ روایات مرسل ہیں اور امام زہری کے ان اساتذہ کا علم جن سے وہ براہ راست نقل فرماتے ہیں مشکل ہے۔

جمع و تدوین حدیث کے متعلق 101 ہجری کی تخصیص غلط ہے جس کا تذکرہ مختصراً سابقہ گذارشات میں کیا جا چکا ہے تفصیل کے لیے کسی دوسری صحبت کا انتظار فرمائیں، سوچنے کی چیز یہ ہے کہ حدیث کی جمع و تدوین کس سال میں ہوئی، اس کا زہری کے سماع سے کیا تعلق ہے، کسی فن میں کتاب لکھنا اور چیز ہے اور اساتذہ فن سے استفادہ بالکل دوسری چیز استاد اور شاگرد ہم زمانہ ہوں، موانع سماع ناپید ہوں زیادہ سے زیادہ لقار ثابت ہو، حدیث متصل ہوگی، اس کی جمع و تدوین کا وقت گو برسوں نہیں صدیوں بعد میں آئے، اس لیے آپ امام زہری کے بعض اساتذہ کے سن وفات محفوظ رکھیں اور خود سوچیں کہ مضمون نگار میں دیانت کی کمی ہے یا علم کا نقص؟

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود 94 تا 98

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبدالرحمٰن مسور بن مخرمہ 64

خارجہ بن زید بن ثابت 100

عبداللہ بن محمد بن حنفیہ 98 تا 99

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف 94

عمرہ بنت عبدالرحمٰن الانصار 94 تا 106

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف 95 تا 105

سلیمان یسار الہلالی 94 تا 100

امام زہری کی پیدائش 50 کے قریب قریب ہے اور ان کا انتقال 124 ہجری میں ہوا جن ائمہ کا انتقال پہلی صدی کے اواخر میں ہوا، امام زہری کو ان سے تحصیل حدیث اور استفادہ کے لیے قریباً نصف نصدی کا طویل موقعہ ملا، ائمہ حدیث کے نزدیک تو لقاء کی چند گھڑیاں اتصال حدیث اور انقطاع کی نفی کے لیے کافی ہیں، عمادی صاحب کے علم کی طغیانی کا یہ حال ہے کہ پچاس سال کے اخذ وسماع، افادہ و استفادہ لقاء تلمذ تعلیم وتدریس کے تمام اثاثہ کو بہالے جارہی ہے۔

اللھم انی اعوذ بك من ذلته الفكر وقلته اعلم وفقدان الديانته

اور کبر ونخوت کا یہ حال ہے کہ محدثین کی سب سے بڑی غلطی یہ بتائی جارہی ہے کہ ان لوگوں نے حکومت کے عہدے کیوں نہ قبول کیے۔ وہ شامل ہوکر اصلاح کی کوشش کرتے، گویا حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد کے اشتراک کے نتائج ان کے سامنے نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اس معاملہ میں دوسرے ائمہ حدیث کے ہمنوا تھے وہ یقین فرماتے تھے کہ حکومت کا مزاج، ائمہ حدیث کا معاملہ تو دوسرا رہا حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ایسے ذہین اور وسیع المشرب انسان کے لیے بھی سازگار نہیں حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے حسب منشاء حکومت سے پورا پورا اشتراک کیا لیکن پھر عباسی حکومت کے ارباب اقتدار میں کون سا انقلاب آ گیا۔ بلکہ الٹے امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ بدنام ہوگئے، بہت سی ایسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزیں ان کی طرف منسوب کر دی گئیں جو حضرت امام رحمتہ اللہ علیہ کے مقام سے فروتر ہیں، امام محمد کا بھی یہی حال ہوا، بعض دوسرے ائمہ حدیث نے بھی اس بارمیں مخلصانہ کوششیں فرمائی۔ فلم ینج غیر خطی حنین۔

(ہفت روزہ دارالاعتصام گوجرانوالہ، جلد، 2، شمارہ، 29، 1970)

ان تمام شیوخ میں جن کا تذکرہ امام زہری کے شیوخ کے ضمن میں کیا گیا ہے، صرف حضرت عبادہ بن صامت 34 ہجری سے امام کی روایت مرسل ہوسکتی ہے، ممکن ہے محذوف شیخ صحابی ہو یا تابعی اور میں نے عرض کیا ہے، کہ ارسال روایت میں جرح کا سبب ہوسکتا ہے، راوی پر اس سے کوئی نقص نہیں آتا، معلوم نہیں عمادی صاحب نے یہ ہنگامہ کیوں بپا کیا ہے۔

حسنین ابو جمیلہ کو عمادی صاحب نے تابعی لکھا ہے محدثین انہیں صحابی کہتے ہیں، ملاحظہ ہو تقریب لابن حجر اور اصابہ استیعاب _____ حافظ نے صراحت فرمائی ہے کہ وہ صغار صحابہ میں سے تھے گو ان کا سن وفات معلوم نہیں ہوسکا، لیکن صغار صحابہ کا صغار تابعین سے لقار ممکن ہے، اس لیے ارسال کا دعویٰ دلیل کا محتاج ہے۔

باقی چھ اساتذہ کرام کے لقار میں شبہ اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے جب ان کا سن انتقال یقینی طور پر معلوم ہو ابوالاحوص، عثمان بن السحاق، محمد بن عبداللہ بن حارث عبیداللہ بن عبداللہ ثعلبہ، سلیمان الاغر، سلیمان بن ارقم کا بھی یہی حال ہے، ان کی وفات کتب رجال سے معلوم نہیں ہوسکی، اس لیے عمادی صاحب نے ایہام میں ارسال کا شبہ پیدا کر دیا ہے، عمادی صاحب نے راوی سے زیادہ روایت کی تخریب کا ذمہ لے رکھا ہے۔

مثال کے طور پر محمد بن عبداللہ بن حارث بن نوفل نوفلی کو لیجئے، عمادی صاحب کو ان کی وفات کا سال کتب رجال سے نہیں مل سکا، اس لیے عمادی صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ امام زہری کی روایت ان سے مرسل ہوگی، حالانکہ اگر دیانۃً قرائن پر غور کیا جائے، تو یہ دعویٰ بالکل غلط ثابت ہوگا خلاصہ میں امام زہری کے ساتھ عمر بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز کو بھی ان کے تلامذہ میں شمار کیا گیا ہے، اگر ہمارے عمادی صاحب کی بصیرت ان سے تعاون کرتی اور دیانت ان کی راہنمائی کرتی تو وہ یقینی فرماتے کہ جب ان سے عمرو بن عبدالعزیز کے سماع پر محدثین متفق ہیں تو زہری کی روایت کو مرسل کیوں کر کہا جا سکتا ہے وھما قرینان بلکہ امام زہری کے علمی مشاغل حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کہیں زیادہ ہیں، مگر جب ارادے درست نہ ہوں تو نصیحت بے سود ہے۔

اذاکان الطباع طباع سوء
فلاادب یفید ولا ادیب

اب اس طریق استدلال پر تھوڑی دیر غور فرمایئے کہ چونکہ الوالاحوص یا محمد بن عبداللہ بن حارث نوفلی یا سلیمان الاغر یا سلیمان بن ارقم، ابوالاسود وغیرہ کا سن وفات ائمہ حدیث نے نہیں لکھا، یا عمادی صاحب کو اس کا علم نہیں ہو سکا، کہ بزرگ کب اس دنیا سے رخصت ہوئے اس لیے امام زہری کی روایت ان سے صحیح نہیں بلکہ منقطع ہے اپنے قلت علم اور فقدان فہم سے دوسرے کی خطا پر استدلال یہ ہمارے عمادی صاحب کی نئی منطق ہے جو الہاماً ایجاد فرمائی گئی ہے۔ اہل علم کے نزدیک تو عدم علم سے عدم شے پر اس کو صحیح نہیں سمجھا جاتا تھا، لیکن اب اس کی اجازت ہے کہ عدم سے عدم شے پر استدلال کیا جائے

معروضات کا دامن اختصار کی انتہائی کوشش کے باوجود پھیلتا جا رہا ہے اور ابھی منتشر اور غیر مربوط مضمون کے کئی گوشے ہنوز باقی ہیں جن سے اس مقدس فن کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں اس کے باوجود اس آخری گذارش کے بعد ان معروضات کو ختم کرنا چاہتا ہوں، اور بوقت ضرورت حاضری کے وعدہ پر آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

ہمارے عمادی صاحب نے لفظ مدین کی تحقیق میں ایک عجیب علمی طغیانی کا ثبوت دیا ہے، معلوم نہیں عام منکرین حدیث کے انکشافات کی طرح یہ بھی ایک اکتشافی طغیانی ہے یا کوئی جدید تحقیق فرماتے ہیں قاموس میں ہے کہ اہل مصر اور ینبع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان ایک شہر ہے مگر معجم البلدان جلد 1 ص۔391 میں ہے کہ اہل شام کے قریب بحر قلزم کے ساحل پر واقع ہے ایک قول ضعیف یہ بھی لکھا ہے کہ ایلہ حجاز اور شام کی سرحد پر آخر حجاز و آغاز شام میں واقع ہے۔ یہ شہر ایلہ بنت مدین بن ابراہیم کے نام پر آباد ہوا، مگر مدین بن ابراہیم کا وجود محل اعتراض ہے حضرت ابراہیم کے دو بیٹے تھے اسمٰعیل اور اسحٰق، یہ تیسرے کہاں سے آ گئے۔

(طلوع اسلام 9 ص۔72 حاشیہ 1)

امام زہری رحمتہ اللہ علیہ چونکہ ایلہ کے رہنے والے تھے، اس لیے ایلہ کے محل وقوع کے متعلق یہ حاشیہ لکھا گیا۔ عمادی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا عام طریق استدلال تو یہ ہوتا ہے کہ جہاں اختلاف ہو وہ اصل واقعہ کا ہی انکار فرما دیا کرتے ہیں، جیسے تحقیق روات میں ان کی روش ہے، اچھا ہوتا کہ وہ مقام الیہ ہی کا انکار فرما دیتے، امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے لیے کس قدر مشکل پیدا ہوتی، انہیں عمادی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے انکار کے بعد پیدا ہونے اور ٹھہرنے کے لیے کوئی جگہ ہی نہ ملتی'' نہ روایت کا موقعہ ملتا اور نہ روایات کا یہ فتنہ بپا ہوتا جو امام زہری رحمتہ اللہ علیہ نے بپا کر دیا، مگر ہم ممنون ہیں کہ عمادی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں یہ طریق اختیار نہیں فرمایا۔

وہ ایلہ بنت مدین کے وجود سے اس لیے انکار فرماتے ہیں، کہ حضرت ابراہیم کا کوئی تیسرا بیٹا عمادی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے علم میں نہیں اور شاید عمادی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے یہ لغزش اپنی قران دانی کے زعم میں ہوئی ہے کیونکہ قرآن حضرت ابراہیم کو بوڑھا بیان فرماتا ہے، عمادی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ بوڑھے میاں کے ہاں دو بیویوں سے دو بچے تو ہو گئے مگر یہ تیسرے ''مدین کہاں سے آ گئے۔''

(یہ فقرہ مقام ادب سے کس قدر گرا ہوا ہے)

ہم عمادی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے علمی تعاون کے طور پر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہم عرض کریں گے کہ ''مدین کہاں سے آ گئے'' ملاحظہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔

البدایه والنهایته ذکر اولاد ابراهیم الخلیل اول من ولدله اسمٰعیل من هاجر القبطیته المصریه ثم ولد له اسحاق من ساره بنت عم الخلیل ثم تزوج بعدها قنطورا بنت یقطن الکنعانیته فولدت له ستته مدین و ذمران وسرج و یقشان ونشق ولم یسم السادس ثم تزوج بعدها حجون امین فولدت له خمسته کیسان و سورج وابهم و لوطان و نافس هکذا ذکره ابولقاسم الهیلی فی کتابه التعریف والاعلام۔

(البدایہ لابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ جلد 1 صفحہ 175)

پہلے حضرت اسمٰعیل ہاجرہ قبطیہ سے پیدا ہوئے، پھر حضرت اسحاق سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے پھر آپ نے قنطورا سے نکاح کیا ان سے چھ بچے پیدا ہوئے پھر حجون بنت امین سے عقد فرمایا، ان سے پانچ بچے پیدا ہوئے۔

حسب روایت سہیلی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چار بیویاں اور تیرہ بچے ہوئے غالباً اس گزارش سے اتنا پتہ چل جائے گا کہ ''یہ تیسرے مدین کہاں سے آئے۔''

غالباً اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کی پرکھ قرآن کے معیار پر ہوگی، اس لیے بہتر ہے کہ ایک بے چارے مدین ہی کی مصیبت نہ آئے دس اور بھی اس کے ساتھ ہوں، غالباً تاریخی واقعات میں حضرت خلیل علیہ السلام کی یہ اولاد موجود ہے اب قرآن کے معیار پر دلائل ہی سے ان کی موت آئے گی اور یہ بے چارے کاغذات میں اہل قرآن ججوں کی مسل پر مریں گے اور ہم بھی دیکھیں گے کہ تماشا ہوگا۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد 2، شمارہ 30، 1951)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت روایت اور ثقاہت کے لیے مدنی ہونا شرط نہیں۔ آئمہ حدیث، اسلامی قلمرو کے تمام شہروں میں موجود تھے۔ شروط روایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمام سے حدیث نقل کی جاتی۔ مدینہ منورہ درس حدیث کے لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتا تھا۔ اکثر صحابہ مدینہ ہی میں اقامت فرما رہے۔ امام مالک کے درس نے اس شان کو اور بھی دوبالا کر دیا۔ اکثر آئمہ حدیث اور اس فن کے طالب علم مدینہ کی اقامت کو ترجیح دیتے تھے۔ ارشاد نبوی والمدینۃ خیولھم لوکان یعلمون نے مدینہ کی اقامت کو اور بھی قابل رشک بنا دیا۔

امام زہری کی جائیداد شام میں تھی اور زیادہ تر اقامت مدینہ میں رکھتے تھے۔ کاروباری سلسلہ میں امام کی آمد رفت کا تعلق شام سے بھی رہا۔ بعض حلقوں نے امام زہری کی مدینہ میں اقامت کا انکار کیا ہے۔ 'غرض نہ مدینہ طیبہ کبھی ان کا یا ان کے آباؤ اجداد کا وطن رہا۔ نہ اُنہوں نے وہاں وفات پائی نہ ہی دفن ہوئے۔

(طلوع اسلام جلد 3 شمارہ 9)

اگر وطنیت کے لئے آباؤ اجداد کا قیام یا وفات اور وہاں دفن ہونا ضروری ہے تو ہم اعتراف کرتے ہیں۔ کہ زہری مدنی نہ تھے۔ واقعی یہ تینوں شرطیں امام زہری میں نہیں پائی گئیں۔ لیکن شاید ان شرائط سے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی مدنی کہنا درست نہ ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آباؤ اجداد نے مدینہ کی اقامت کبھی اختیار نہیں فرمائی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی مدنی کہنا درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ اور دفن بھی مدینہ میں نہیں ہو سکے ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسطنطنیہ میں شہید ہوئے۔ امام حسین کربلا میں شہید ہوئے۔ ان سے کسی کو بھی مدینہ کا باشندہ کہنا اس شرائط کے مطابق درست نہ ہوگا۔ جدید 'تحقیق قابل تحسین' ہے۔

حقیقت حال

یہ ہے کہ یہ عبارت ایک مغالطہ ہے۔ اور حدیث اور اہل حدیث اور آئمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کیچ استخفاف کے لئے ایک ہوش مندانہ حیلہ ہے۔ وطنیت کے لئے اس قدر کافی ہے۔ کہ آپ چند سال کسی جگہ اقامت فرمائیں۔ محدثین چار سال یکجا اقامت کو نسبت اور وطنیت کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ جیسے کتب اُصول حدیث میں اس کی صراحت کر دی گی ہے۔

(منہج الوصول)

امام زہری کی مدینہ سے اقامت کے انکار کے لئے طویل مقالہ میں اس کے سوا کوئی دلیل نہیں ملی۔ کہ امام کی جائیداد مقام ریلہ میں تھی۔ اور یہ کوئی پختہ دلیل نہیں۔ عبدالرحمان بن عوف کی جائیداد اسلامی قلمرو کے تمام شہروں میں تھی۔ حضرت عثمان کی جائیداد بھی مختلف شہروں میں تھی۔ آج کل اقامت کہیں ہوتی ہے۔ اور صاحب ثروت جائداد دوسری جگہ خریدتے ہیں۔ اقامت اور جائیداد دونوں کی مصالح مختلف ہوتی ہیں۔ بہت سے دیہاتی امراء کی جائداد بڑے بڑے شہروں میں ہوتی ہے۔ اور عموماً شہری امراء مربعہ جات اور زمیں دیہات میں خریدتے ہیں۔ اس سے وطنیت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

اس بحث کے لئے مناسب وقت قریب کی صدیوں ہی میں ہوسکتا ہے۔ اتنی صدیوں کے بعد اس تحقیق کے لئے اچھے نتائج کی توقع مشکل ہے۔ پھر اس بحث کا حق امام زہریؒ کے رفقاء اور آئمہ حدیث ہی کو ہے۔ جو اوطان اور بلاد کے بہتر واقف اور آشنا تھے۔ محترم تمنا اور ان کے رفقاء صدیوں بعد محض قرائن اور مفروضات کی بناء پر صحیح فیصلہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ خصوصاً جبکہ فیصلے کر لیا گیا ہے اور دلائل کی تلاش بعد میں حسب ضرورت کی گئی ہو۔ تمنا صاحب کتنا ہی دعوے کریں۔ مگر وہ صاحب فن نہیں۔ ان کا شمار بہرحال فنِ حدیث کے مخالفین ہی میں ہوگا۔ اس لئے ایسے دعوے جھوٹے اور بڑی بات ہی کے مصداق ہوں گے۔

آئمہ فن اور علماء موالید نے امام زہریؒ کے شام سے تعلقات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کی جائیداد کا تذکرہ بھی شام میں معلوم ہے۔ اس کے باوجود وہ ان کی مدنیت پر متفق ہیں۔ علامہ جزائری توجیہ النظر نوع 49 میں تابعین سے مشاہیر آئمہ حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

جمنهم من اهل المدينه محمد بن مسلم الزهری

صفحہ 199 حافظ سلیمان بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ الجزیرہ کا علم میمون بن مہروی کی معرفت اور بصرہ کا علم حسن بصری کی معرفت اور حجاز کے علوم امام زہری کے توسط سے اور شام کے علم بواسطہ مکحول اگر ملیں۔تو قابلِ قبول ہوں گے۔اہلِ فن کے نزدیک حجاز کے علوم میں امام زہری سب سے زیادہ مستند ہیں انہیں شامی تصور کیا جائے یا مدنی۔بہر حال حجازی اور مدنی علوم میں انہیں مقام استناد حاصل ہے یہی اصل تکلیف ہے جس کی نیابت مولانا تمنا فرماتے ہیں۔

امام زہری شام میں پیدا ہوئے۔پونے تین ماہ میں قرآنِ عزیز پڑھا۔اس کے بعد علوم سنت کی طرف توجہ فرمائی۔اس لئے مدینہ کی اقامت کو مفید سمجھا۔سعید بن المسیب کی خدمت میں آٹھ سال ٹھہرے اور حدیث اور اس کے متعلقات حاصل فرماتے رہے۔چنانچہ ایک دفعہ قحط پڑا۔امام نے محسوس کیا کہ اس کا اثر ان کے خاندان پر شام میں بھی ضرور ہوگا۔شام پہنچے۔خلیفہ عبدالملک کو ایک مسئلہ کے متعلق تشویش تھی۔سعید بن میبّب سے حضرت عمر کا فیصلہ سُن چکے تھے۔مگر اب حافظہ میں متحضر نہ تھا۔امام زہری سعید بن میبّب کے علوم اور ادبیات میں کافی مہارت رکھتے تھے۔وہ عبدالملک ان کی ذہانت اور استحضار سے خوش ہوئے۔اور ان کے خاندان کا مستقل وظیفہ مقرر کر دیا۔(امام زہری کا تشیع بقول مولانا عمادی شاید اسی معمولی وظیفہ کا اثر ہوگا۔

كبرت كلمة تخرج من افواههم

اس کے بعد امام زہری قیام مدینہ کے باوجود شام آتے رہے۔اور طلب علم میں مشغول رہے۔خود امام زہری کی زبانی سنئے۔

فرماتے ہیں:

فقضى ديني وامر لى بجائزة وقال اطلب العلم فانى ارى لك دينا حافظة وقلباذكياً فوجعت الى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المدینه اطلب واسعه

(البدایہ صفحہ 341 ج9)

یعنی عبدالملک رحمتہ اللہ علیہ نے میرا قرض ادا کر دیا۔ مزید وظیفہ عطا فرمایا۔ اور کہا کہ علم پڑھو۔ تمہاری آنکھوں سے حفظ کے آثار نمایاں ہیں اور تم بہت ذہین معلوم ہوتے ہو۔ چنانچہ میں مدینہ منورہ واپس آ کر تعلیم میں مشغول ہو گیا۔ اور علم کے لئے تگ و دو کرنے لگا۔

امام زہری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لكنت خمسا واربعين سنته اختلف من الحجاز اي الشام ومن الشام الى لحجاز فما كنت اسمع حديثا استطر فداه

(البدایہ ص 342 ج9)

میں پینتالیس سال حجاز اور شام میں آتا جاتا رہا۔ میری نظر میں کوئی حدیث معلوم نہیں دیتی۔ (یعنی میرے پاس احادیث کا اتنا ذخیرہ ہو گیا کہ میری نظر میں کوئی حدیث نہ رہی)۔

امام مالک فرماتے ہیں:

كان الزهري اذا دخل المدينة لم يحديث بها احد حتى يخرج

(صفحہ 343 بدایہ ج 9)

جب زہری مدینہ میں رہتے، ان کی موجودگی میں کوئی شخص حدیث کا درس نہ دیتا۔

ابن عتیبہ فرماتے ہیں:

محدثو اهل الحجاز ثلثة الزهريو يحى بن سعيد وابن جريج

(صفحہ 343 البدایہ ج 9)

مدینہ میں مستقل اقامتہ کیوں نہ فرمائی اس کا جواب امام زہری خود فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔سفیان فرماتے ہیں لوگوں نے زہری سے کہا۔آپ عمر کا آخری حصہ مدینہ میں مستقل اقامت کریں۔اور مسجد نبوی میں تشریف رکھیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 2، شمارہ، 25، 1950)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام زہریؒ اور تدوین حدیث

مولانا ھدایت اللہ ندوی

ابن شہاب زہری رحمتہ اللہ علیہ (50-124ھ) ایک جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان کو متعدد صحابہ کرام سے لقاء اور شرف تلمیذ حاصل ہے۔ ذہانت، ذکاوت، اور حافظہ بلا کا تھا۔ صرف 80 دن میں قرآن پاک یاد کر لیا تھا۔ ایک دفعہ بات سُن لیتے تو کبھی نہیں بھولتے تھے۔ ہشام بن عبدالملک رحمتہ اللہ علیہ (125ھ) نے درخواست کی کہ حدیث تحریر کروادیں، تو آپ نے چار سو حدیث لکھوادیں۔ چند دن کے بعد ہشام نے عرض کی کہ وہ صحیفہ ضائع ہو گیا ہے۔ دوبارہ لکھوادیں تو نوازش ہوگی۔ چنانچہ آپ نے بعینہ وہی حدیثیں بلا کم وکاست تحریر کروادیں۔

یزید بن ابی حبیب (128ھ) اور جعفر بن ربیعہ کو بھی حدیث قلم بند کر کے ارسال کی تھی۔

(مسلم ص 486 ج 1۔ ص 449 جلد 9 تہذیب)

تدوین حدیث میں آپ دیوانہ وار پھرے اور مختلف مقامات سے انمول موتی اکٹھے کر کے ایک لڑی میں پرو دیئے۔

ابوالزناد رحمتہ اللہ علیہ (131ھ) کہتے ہیں کہ ہم صرف احکام ہی تحریر کرتے تھے مگر زہری جو کچھ سُنتے تھے، لکھتے جاتے تھے۔ جامع ص 37، چنانچہ زہری کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوات نبوی پر بھی ایک کتاب موجود ہے۔

(مقدمہ المغازی الاولی ومولفوہا ص5)

صالح بن کیسان رحمتہ اللہ علیہ (145ھ) کہتے ہیں کہ میں اور زہری رحمتہ اللہ علیہ دونوں ہم سبق تھے۔ ابتدا ہم نے صرف حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی قلم بند کی۔ پھر زہری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ اقوال صحابہ بھی تحریر کریں۔ چنانچہ انھوں نے لکھے اور میں نے نہ لکھے۔ ہوا یہ کہ وُہ کامیاب رہے اور میں ناکام۔

(تہذیب ص448 ج9)

تدوین حدیث کا اس قدر شغف تھا کہ ہر مجلس میں جاتے ہر ایک سے حدیث سُنتے اور ایک ایک انصاری کے گھر جاتے، یہاں تک کہ پردہ نشین عورتوں سے بھی دریافت کرتے۔

(تہذیب ص 449 جلد9)

امام زہری کی اہلیہ کا بیان ہے کہ اُن کی کتابیں میرے لئے تین سوکنوں سے بھی زیادہ رُوح فرسا تھیں۔

ولید بن یزید کے قتل کے بعد ان کا کتب خانہ کئی جانوروں پر لاد کر لایا گیا۔

(تذکرہ ص102 ج1)

ان کے تلامذہ کی فہرست نہایت طویل ہے جن میں سے اکثر نے حدیث قلم بند کی ہے۔

ابن معین (633 -58ھ) کہتے ہیں کہ امام زہری کے تلامذہ میں سے امام مالک، یونس، عقیل، شعیب اور سفیان بن حسین نہایت بلند پایہ شخصیتیں ہیں۔

امام مالک (176-95ھ) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ شہرہ آفاق صاحب مذہب امام ہیں۔ آپ کی کتاب ''مؤطا'' مشہور عالم ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید انصاری (143ھ) نے مجھے کہا کہ زہری کی مرویات لکھ کر ارسال کریں۔ چنانچہ میں نے لکھ دیں۔

(کفایہ ص347)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحٰق بن راہویہ کا بیان ہے کہ عقیل (144ھ) حافظ حدیث ہیں اور یونس (159ھ)

یونس بن یزید زہری نافع وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں معمر (92-154ھ) زہری کی احادیث کے بہت بڑے حافظ ہیں لیکن یونس کے پاس سب کچھ قلم بند ہے۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ یونس کی کتاب درست اور صحیح ہے۔

(تہذیب ص ج 11)

عتبہ بن خالد (195ھ) کے پاس یونس کی کتابیں تھیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اُن کے پاس زہری کی حدیثیں تحریر تھیں اور وہ نہایت درست تھیں۔

(تہذیب ص 307 ج 4)

ابو حاتم سے دریافت کیا گیا کہ عقیل (144ھ) اور معمر (154ھ) دونوں میں سے کون زیادہ ثقہ اور معتبر ہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ عقیل ثقہ اور صاحب کتاب ہیں۔

(تہذیب ص 256 ج 7)

سلامہ بن روح (197ھ) اپنے چچا عقیل سے یہی کتاب روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب ص 389 ج 4)

اور معمر کے پاس غزوات نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے متعلق ایک کتاب تھی۔

(المغازی الاولی ومولفوہا ص 73)

عبدالرزاق کہتے ہیں کہ میں نے معمر سے دس ہزار حدیثیں لکھیں۔

(تذکرہ ص 179 ج 1)

شعیب بن ابی حمزہ (136ھ) امام زہری سے حدیث تحریر کیا کرتے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ شعیب کی کتابیں کامل اور درست پائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تذکرہ ص205 ج1)

ابوالیمان بن حکم بن نافع (168-211ھ) کہتے ہیں کہ شعیب حدیث کے معاملے میں نہایت سخت تھے۔ مرض الموت میں ہم ان کے پاس حاضر ہوئے۔ انھوں نے فرمایا میری کتاب حدیث جو چاہے مجھ سے روایت کر سکتا ہے اور جو صاحب سماع چاہیں وہ میرے بیٹے سے سُن سکتے ہیں۔ اس کی سب کتابوں کا سماع حاصل ہے۔

(کفایہ ص322)

ابن شعیب کہتے ہیں کہ ابو لیمان نے مجھ سے شعیب کی کتابیں حاصل کیں۔

(تہذیب ص441 ج2)

سفیان بن حسین (183ھ) امام زہری سے ایک صحیفہ روایت کرتے ہیں مگر وہ ان سے مخلوط ہو گیا تھا۔

(تہذیب ص108 ج4)

ہشام بن عبدالملک (125ھ) کے غلام صالح بن ابی الاخضر (145ھ) کے پاس زہری کی دو کتابیں تھیں۔

(تہذیب ص381 ج4)

اسحٰق بن یحییٰ (ھ) زہری کے شاگرد ہیں ذہلی کہتے ہیں کہ انھوں نے مجھے احادیث زہری کا مجموعہ دکھایا جو کہ صحیح تھا۔

(تہذیب ص255 ج1)

اسحاق بن راشد کہتے ہیں کہ مجھے بیت المقدس میں امام زہری کی کتاب ملی۔

(تہذیب ص231 ج1)

اسماعیل بن رافع نے بھی امام زہری سے حدیثیں لکھی تھیں۔ مگر وہ گم ہو گئیں۔

(تہذیب ص296 ج1)

عبدالرحمان بن خالد (127ھ) کے پاس امام زہری کی ایک کتاب تھی جو دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صد احادیث پر مشتمل تھی ۔لیث بن سعد (165۔94ھ) ان سے یہ کتاب روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب ص165 ج6)

نیز لیث بن سعد کے پاس عبیداللہ بن ابوجعفر (60 .120) کی بھی کتابیں تھیں۔

(کفایہ ص221)

عبدالرزاق بن عمر (ھ) نے امام زہری سے حدیثیں لکھی تھیں مگر یہ ان سے کھو گئی تھیں۔

(تہذیب ص31 ج6)

عبدالرحمان بن یزید امام زہری سے ایک ضخیم کتاب روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب ص 295 ج6)

ہشیم بن بشیر (104-183ھ) نے امام زہری سے مکہ معظمہ میں ایک صحیفہ لکھا تھا۔اور احمد بن نصر خزاعی (231ھ) کے پاس ہشیم کی تصنیفات تھیں۔

(تہذیب ص87 ج1)

ابن مہدی کہتے ہیں کہ ابوعوانہ اور ہمام بن یحییٰ کی کتابیں بہت درست تھیں۔

(تہذیب ص119 ج 11)

ہمام بن یحییٰ (126ھ) زہری اور نافع مولی ابن عمر وغیرہ کے شاگرد ہیں۔

یزید بن زریع (181ھ) کہتے ہیں کہ ان کا حافظہ تو کوئی اتنا اچھا نہ تھا مگر ان کی کتاب نہایت صحیح تھی۔

(تہذیب ص 70 ج11)

ابراہیم بن محمد (184ھ) زہری کے شاگرد ہیں۔نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ میں نے ان کی کتابوں پر پچاس دینار خرچ کئے۔

(تہذیب ص158 ج 1)

حفص بن غیلان (ھ) امام زہری سے کئی ایک نسخہ حدیث روایت کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

(تہذیب ص419 ج2)

حجاج بن یوسف بن ابی منیع امام زہری سے اپنے دادے کے واسطہ سے ایک صحیفہ روایت کرتے ہیں۔

ذہلی کہتے ہیں کہ حجاج نے مجھے احادیث زہری کا ایک صحیفہ دکھایا جو کہ صحیح تھا۔

(تہذیب ص207 ج 2)

سلیمان بن ارقم (ھ) زہری کے تلمیذ ہیں۔ یحییٰ بن حمزہ (183ھ) ان سے ایک س۔صحیفہ روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب ص190 ج4)

یہ صحیفہ یحییٰ بن حمزہ سے سلیمان بن عبدالرحمان (153ھ) بیان کرتے ہیں۔ یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ یہ کتاب درست تھی۔

(تہذیب ص 208 ج4)

عبدالملک بن یحیٰ بیان کرتے ہیں کہ امام زہری نے کسی صاحب کو کچھ حدیثیں تحریر کر کے دیں اور فرمایا کہ یہ مجھ سے روایت کرو۔

(کفایہ ص219)

عبیداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں امام زہری کے پاس ایک کتاب لے گیا۔اور عرض کی کہ یہ احادیث آپ سے روایت کرسکتا ہوں تو انھوں نے اجازت فرمادی۔

(کتاب العلل ترمذی ص239 ج2)

محمد بن اسحاق (85 ' 150 ہجری) زہری کے شاگرد ہیں۔ان کے پاس کتاب الخلفاء تھی۔

(مغازی الاولی مولفوہا ص۔76)

معمر 153 ہجری کو کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ولید اموی زہری کے پاس ایک کتاب لائے اور پڑھ کر سنائی۔عرض کیا کہ یہ آپ سے روایت کرسکتا ہوں تو فرمایا، ہاں (کفایہ 266)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ بن عقبہ (141 ہجری) زہری کے شاگرد ہیں اور امام مالک کے استاد ہیں۔ امام صاحب ان کے بہت مداح تھے۔

ابن معین کہتے ہیں کہ مغازی میں موسیٰ کی کتاب بہترین ہے۔

(تہذیب 361 ج10)

نیز زیاد بن عبداللہ عامری (183 ہجری) اور سلمہ بن فضل ابرش انصاری (191 ہجری) دونوں کے پاس باب مغازی میں بہترین کتابیں تھیں۔

(تہذیب 376 ج3 ص۔153 ج4)

ابوعمر اوزاعی (88-157 ہجری) امام زہری کے تلمیذ عظیم المرتبت فقیہ اور محدث ہیں اور ان کا کتب خانہ یمامہ میں تھا۔ ان سے کئی ایک علمی رسائل مروی ہیں۔

(تہذیب ص۔241 ج6)

ولید کہتے ہیں کہ اوزاعی کتابیں نہایت درست اور صاف رکھتے تھے۔

(کفایہ ص۔255)

اوزاعی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی کثیر رحمتہ اللہ علیہ (129 ہجری اور زہری رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے ایک صحیفہ عطا فرمایا۔

(تہذیب 241 ج2)

عمر بن عبدالواحد کہتے ہیں کہ اوزاعی نے مجھے ایک کتاب دی اور روایت کی اجازت فرمائی۔

(کفایہ 322)

محمد بن شعیب (199 ہجری) اوزاعی کے شاگرد ہیں، جب کتاب سے بیان کریں تو حدیث معتبر اور درست ہوتی ہے۔

(تہذیب 223 ج9)

ولید بن یزید (187 ہجری) اوزاعی کے تلمیذ ہیں۔ اوزاعی خود ان کے متعلق گویا ہیں کہ اس کی کتابیں بہت درست ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تہذیب ص۔151 ج 11)

ابو حاتم کہتے ہیں کہ محمد بن کثیر رحمتہ اللہ علیہ (216 ہجری) نے مجھے مرویات اوزاعی کی ایک کتاب دی۔

(تہذیب 416 ج9)

ولید بن مسلم (195 ہجری) اوزاعی کے شاگرد ہیں۔ ابن جوصاء کہتے ہیں کہ ان کی ستر تک تصنیفات ہیں۔

(تہذیب ص۔153 جلد 4)

محمد بن صباح (240 ہجری) کے پاس ولید کی کتاب تھی۔

(تہذیب 229 ج9)

ابن ترتیج (80-150 ہجری) امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے تلمیذ جلیل القدر فقیہ اور محدث تھے۔ کہتے ہیں کہ میں عطاء بن ابی رباح (115 ہجری) کے ساتھ برابر دس برس رہا۔ بعد ازاں عمرو بن دینار (46-126 ہجری) کی صحبت میں سات سال رہا۔ الحمد اللہ تدوین حدیث میں میرا نمایاں حصہ ہے۔

(تہذیب 404 ج6)

ابن عینیہ کہتے ہیں کہ میں زہری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابن جریج تین ورق ____ دونوں طرف سے لکھے ہوئے ____ لائے۔ ان سے اجازت روایت طلب کی تو آپ نے اجازت فرما دی۔

(کفایہ ص۔319)

ابن جریج کہتے ہیں کہ زہری نے مجھے ایک صحیفہ دیا اور میں نے وہ نقل کر لیا۔

(تہذیب ص۔403 ج۔6)

ابن جریج کہتے ہیں کہ امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حدیث کی ایک کتاب اجازت حاصل کرنے کی غرض سے لایا۔

(تہذیب ص۔365 ج،3)

ابن جریج کہتے ہیں کہ نافع مول ابن عمر (117 ہجری) نے مجھے کتابوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تھیلہ دیا۔

(کفایہ ص۔302)

ابن جریج کا بیان ہے کہ میں ہشام بن عروہ (146 ہجری) کے پاس ایک کتاب لے کر حاضر ہوا۔ عرض کیا یہ آپ کی مرویات روایت کر سکتا ہوں۔ تو انہوں نے اجازت فرمادی۔

(کتاب العلل ترمذی ص۔239 ج2)

یزید بن زریع (181 ہجری) کہتے ہیں کہ ابن جریج ابان بن ابی عیاش کی خدمت میں ایک صحیفہ لے کر حاضر ہوئے عرض کیا، یہ احادیث روایت کر سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا، ہاں اجازت ہے۔

(کفایہ 321)

ابن جریج کے پاس کتاب ''المناک'' تھی جو کہ وہ لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔

(کفایہ 258)

حجاج محمد اعور 606 ہجری نے ابن جریج سے تغیر سنی اور دیگر کتابیں بھی پڑھی ہیں۔

(تہذیب 205 ج2)

ابن جریج کے پاس عطاء خراسانی (50-135 ہجری) کی بھی کتاب تھی۔

(تہذیب ص۔214 ج7)

حجاج بن محمد نے عرض کیا، جو کتابیں میں نے آپ سے پڑھی ہیں، ان کی روایت کی مجھے اجازت ہے، تو آپ نے فرمایا، ہاں اجازت ہے۔

(کفایہ 279)

امام احمد کہتے ہیں کہ سنید (226 ہجری) کو میں نے دیکھا کہ وہ حجاج بن محمد سے ''کتاب الجامع'' لابن جریج پڑھ رہے تھے۔

(تہذیب ص۔244 ج2)

محمد بن مسلم (177 ہجری) ابن جریج کے شاگرد ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی کتابیں درست ہیں۔

(تہذیب ص۔444ج9)

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ ہم ابن جریج کی تصنیفات کو نہایت درست اور معتبر ہونے کی وجہ سے ''کتب امانت'' کہتے تھے۔

(تہذیب ص۔404ج6)

(ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 6، شمارہ، 34، 1955 لاہور)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام محمد بن مسلم ابن شہاب زھری

مولانا حافظ محمد اسحٰق

امام زہری کا حافظہ بڑا قوی تھا اور یاداشت بہت مضبوط تھی ایک دفعہ سنی ہوئی بات دل پر اس طرح نقش ہو جاتی۔ جیسے پتھر پر لکیر آپ کا اپنا بیان ہے۔

ماستورعت قلبی شیئاقیه 2؎

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے کوئی چیز اپنے دل کے سپرد کی ہو اور مجھے بھول گئی ہو۔

(تہذیب التہذیب ص448ج9)

نیز فرمایا:

الی لامر بالبقیع قاسد آذانی تخاتة ان یدخل فیها شئی من الخفافو الله ما دخل ادنی شئی فنتیه 3؎

میں بقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) سے گذرتا ہوں تو اس خوف سے اپنے کان بند کر لیتا ہوں کہ مبادا اس میں کوئی بیہودہ اور فحش کلام داخل ہو جائے واللہ میرے کان میں کبھی کوئی ایسی چیز داخل نہیں ہوئی جو مجھے بھول گئی ہو۔ بارہا خلفاء نے آپ کے حافظہ کا امتحان لیا مگر کبھی ان کو انگشت تھائی اور اعتراض کا موقعہ نہیں ملا بلکہ الٹا انہیں آپ کے قوی حافظہ کا اعتراف کرنا پڑا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے آپ سے اپنے صاحبزادے کے لئے کچھ حدیث لکھانے کی التجا کی جو آپ نے منظور کر لی اور کاتب کو بلا کر چار سو احادیث املا کرادیں۔ کچھ عرصہ بعد ھشام نے امتحان لینے کی غرض سے کہا آپ کی املا کردہ احادیث ضائع ہوگئی ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں پھر لکھائے دیتا ہوں آپ نے کاتب کو بلا کر وہ احادیث دوبارہ املا کرادیں۔ ھشام نے اس تحریر کا پہلی احادیث سے مقابلہ کیا تو ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہ تھی۔

(تذکرۃ الحافظ ص 103 ج 1)

ایک دفعہ خود عبدالملک نے آپ سے پوچھا کیا تمہیں قرآن مجید حفظ ہے؟ آپ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا مجھے علم میراث کے مسائل اور احادیث بھی حفظ ہیں۔ چنانچہ عبدالملک نے ان تمام علوم میں جن کا آپ نے تذکرہ کیا تھا امتحان لیا اور آپ کو کامیاب دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ آپ کا تمام قرض ادا کر دیا اور آئندہ کے لئے بیت المال سے مستقل وظیفہ مقرر کرتے ہوئے کہا۔

اطلب العلم فانی اوی لك عینا حافظة و قلبا ذکیا

(البدایہ والنہایہ ص 240 جلد 9)۔

ابھی مزید علم حاصل کرو میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری آنکھ یاد رکھنے والی اور دل ذکی ہے۔

آپ کے کمال حفظ کی سب سے بڑی اور سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ آپ نے پورا قرآن کریم 80 دن (پونے تین مہینے) کی مدت میں حفظ کر لیا تھا۔

(تذکرہ الحفاظ ص 104 جلد 1)

خود فرماتے ہیں۔ ''مجھے اپنی یاد کی ہوئی احادیث میں کبھی شک نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ ایک حدیث میں شک ہوا تھا اس کے متعلق میں نے اپنے ہم سبق سے پوچھا تو اسی طرح نکلی جس طرح میں نے یاد کی تھی۔

(تذکرۃ الحفاظ ص 104 جلد 1)

من احب حفظ الحدیث فلیاکل الزبیب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شذرات الذہب ص 162 جلد 1)

آپ سیب اور اس چیز کو جس میں چوہا منہ ڈال جائے پسند نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔

(البدایہ ص 342 جلد 9)

آپ کا مقام علمائے اسلام کی نظر میں

امام موصوف ان معدودے چند افراد میں سے ہیں جن کو اپنے زمانہ سے لے کر آج تک کے علماء کا اعتماد حاصل ہے اور وہ تمام کے تمام آپ کی جلالت و امامت اور حفظ و اتقان پر متفق ہیں جیسے دیکھیں آپ کے فضائل و مناقب میں رطب اللسان اور آپ کی مدح وثنا میں قصیدہ خواں ہے اس میں محدثین وفقہاء آئمہ جرح وتعدیل، ملوک وسلاطین اخبار بین زود مؤرخین سبھی قسم کے لوگ شامل ہیں۔ کسی کو آپ سے نہ کوئی شکایت ہے اور نہ آپ کی ثقاہت و عدالت اور امانت و دیانت پر کوئی اعتراض اگر کیا جائے کہ آپ امت مسلمہ میں قبولیت اور پذیرائی کے اس اونچے مقام پر فائز ہیں جو نہ صرف آپ کے معاصر میں بلکہ آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ تو یہ کچھ بیجا نہیں ہے آپ کے اہل اسلام پر اس قدر احسان ہیں کہ وہ ان کے شکریہ سے کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کتب اسلام کو اٹھا کر دیکھئے وہ آپ کی مرویات سے معمور اور آپ کے فتاوی اور اجتہادات سے بھرپور ہیں۔ حفظ دین اور تدوین حدیث میں جو سعی آپ نے فرمائی ہے اس میں کوئی آپ کا شریک وسہیم نہیں ہے ان ہی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کی وجہ سے آپ است کے ہر طبقہ میں محبوب وممدوح ہیں اب ہم چند اقوال پیش کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ کس جوش عقیدت سے علماء نے کابر "عن کابرونسلا" بعد نسل آپ کی خدمات کو سراہا ہے اور کتنی والہانہ محبت سے آپ کو خراج تحسین ادا کیا ہے۔

آپ کی نسبت آپ کے معاصرین کی رائے

امام عمر دین دینار جو خود بڑے محدث اور بینظیر فقیہہ تھے نیز ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس اور امت حضرت عبداللہ بن عمر کے تربیت یافتہ ہونے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ ملاقات سے پہلے آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ زھری کے پاس کیا رکھا ہے میں حضرت عبداللہ بن عمر کا فیض یافتہ ہوں وہ ان سے نہیں ملے۔ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس سے شرف تلمذ حاصل ہے اور وہ اس سے محروم ہیں۔

جب امام زھری مکہ میں آئے تو اپنے تلامذہ سے کہا مجھے اٹھا کر زہری کے پاس لے چلو (اس وقت اپاہج ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھے)

تلامذہ نے انہیں اٹھا کر امام زھری کے پاس پہنچا دیا طویل مذاکرہ علمیہ کرنے کے بعد دوسرے دن واپس آئے تو شاگردوں نے پوچھا آپ نے امام زھری کو کیسا پایا فرمانے لگے۔

و اللّٰہ ما رایت مثل ھذا القرشی تسقط۔

(ابن خلکان ص 451 جلد 1)

خدا کی قسم میں نے آج تک اس قریشی عالم جیسا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ بعد میں کبھی تذکرہ ہوتا تو فرماتے۔ میں نے حضرت جابر، حضرت عبداللہ عباس حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت بن زبیر جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کی ہم نشینی کی ہے مگر کسی کو زھری کی طرح بین اور دلنشین طریقہ سے حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا۔

(البدایہ والنہایہ ص 342 ج 9)

فقہہ مدینہ اور امام مالک کے چوٹی کے استاد حضرت ربیعہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر دیوانخانہ میں لے گئے اور علمی مذاکرہ کرنے لگے جب عصر کے وقت باہر آئے تو امام زھری کہتے تھے میرا خیال نہیں تھا کہ مدینہ منورہ میں ربیعہ جیسا کوئی عالم ہوگا اور امام ربیعہ کہتے تھے میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص علم میں اس حد تک پہنچ سکتا ہے جہاں ابن شہاب زھری کی رسائی ہے۔

(تذکرہ الحفاظ ص 104 ج 1)

فقہہ شام امام۔۔۔ سے کسی نے پوچھا جن علماء سے آپ کو ملنے کا اتفاق ہوا ہے ان میں آپ نے سب سے بڑا عالم کس کو پایا ہے، کہنے لگے ابن شہاب کو سائل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا پھر کس کو، فرمایا ابن شہاب کو سائل نے تیسری مرتبہ پوچھا پھر کس کو، بولے پھر بھی ابن شہاب کو (ابن خلکان ص 451 جلد 1)

ائمہ اربعہ کے رکن اعظم امام مالک فرماتے ہیں میں نے بجز ایک شخص کے کسی کو نہیں دیکھا جو بیک وقت محدث بھی ہو اور فقیہ بھی کسی نے پوچھا وہ کون ہے، فرمایا وہ ابن شہاب زہری ہیں (صفۃ العفوہ)

نیز فرمایا علم حدیث دین ہے اس لئے دیکھو تم دین کس سے سیکھتے ہو پھر مسجد نبوی کی طرف اشارہ کرتے فرمایا خدا کی قسم! میں نے یہاں ستر شیوخ کو قال رسول اللہ قال رسول اللہ کر کے حدیث بیان کرتے سنا ہے مگر کسی سے ایک حرف نہیں لیا کیونکہ وہ میرے نزدیک اس کے اہل نہیں تھے لیکن ابن شہاب زہری عالم شباب میں مدینہ طیبہ آئے تو ہم نے ان کے دروازے پر بھیڑ کر دی کیونکہ وہ ہر لحاظ سے درس حدیث دینے کے اہل تھے۔ (ایضاً)

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 11، شمارہ، 9، 1959)

آپ کا اپنا بیان ہے۔ ایک دن خلیفہ ہشام بن عبدالملک کا کاتب سالم میرے پاس آیا اور کہا امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ آپ ان کے صاحب زادے کے لئے اپنی کچھ احادیث لکھ دیں۔ میں نے کہا اس وقت تو میں دو حدیثیں بھی یکے بعد دیگرے لکھانے پر قادر نہیں ہوں۔ کل سے ایک یا دو کاتب بھیج دینا۔ ہر روز میرے پاس تشنگان علم کی ایک جماعت آتی ہے اور مجھ سے وہ وہ مسائل پوچھتی ہے جو پہلے کسی نے نہیں پوچھے ہوتے۔ چنانچہ اس نے دو کاتب بھیج دیئے۔ جو بلا ناغہ سال بھر مجھ سے لکھتے رہے۔ پھر ایک دن مجھے وہی کاتب ملا اور کہنے لگا' اے ابو بکر! اب تو ہم نے آپ کا علم بہت حد تک کم کر دیا ہوگا۔ میں نے کہا، واللہ! ہرگز نہیں۔ پہلے تو میں کناروں پر پھرتا رہا ہوں، علم کی وسیع اور ناپیدا کنار وادیوں میں تو اب اترا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء ص 361 جلد 3)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ معمر سے روایت کرتے ہیں، ہم سمجھتے تھے کہ ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ علم حاصل کرلیا ہے لیکن جب ولید بن یزید قتل ہوا تو ہم نے دیکھا کہ اس کے خزانہ سے جانوروں پر لدے ہوئے دفتر کے دفتر نکالے جارہے ہیں اور یہ تمام کا تمام امام زہری کا املا کردہ علم تھا۔

(البدایہ والنہایہ ص 344 جلد 9) و (تذکرۃ الحفاظ ص 106 جلد 1)

امام مصر حضرت لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود بہت بڑے محدث اور عدیم النظیر فقیہ ہیں آپ کی جامعیت کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں، میں نے امام زہری سے زیادہ جامع کسی کو نہیں پایا اور نہ علم میں آپ سے بڑھا ہوا کسی کو دیکھا ہے۔ آپ کی جامعیت کا یہ حال تھا کہ اگر میں آپ کو ترغیب و ترہیب میں بولتے سنتا تو سمجھتا آپ اس موضوع کو سب سے اچھا جانتے ہیں۔ اگر انبیاء کرام اور اہل کتاب کا تذکرہ فرماتے تو میں کہتا آپ کو اس فن میں خصوصی مہارت حاصل ہے۔ اگر عرب اور ان کے انساب کے بارے میں اظہار خیال فرماتے تو مجھے گمان ہوتا کہ آپ اسے سب سے بہتر جانتے ہیں لیکن کتاب وسنت کی باری آتی تو اس موضوع پر آپ کا بیان اتنا جامع ہوتا کہ متعلقہ بحث کا کوئی گوشہ تشنہ تکمیل نہ رہتا۔

(حلیۃ الاولیاء ص 361 ج 3 والبدایۃ ص 342 ج 9)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح سند کے ساتھ ابراہیم بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ:

ماارای احد ابعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جمع ماجمع الزھری

(تہذیب التہذیب ص ج 1)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے زہری جتنا علم جمع کیا ہو۔

مذکورہ بالا واقعات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ امام سفیان ثوری نے جو کہا ہے جس دن امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ اس وقت روئے زمین پر سنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا اور امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فرمایا کہ زھری سے علم سیکھو۔ آج ان سے بڑھ کر سنت صحیحہ کا علم رکھنے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا۔

(صفۃ الصفوہ ص 78 ج 2)۔

کس قدر مبنی بر حقیقت ہے اور آپ کی امامت و جلالت اور صداقت و عدالت پر کتنی واضح اور بین شہادت ہے جس سے ہمعصر اور بعد کے علماء پر آپ کا تقدم و تفوق روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے۔

علوم دینی میں آپ کی اسی جامعیت اور ان کی نشر و اشاعت میں آپ کی عدیم المثال خدمات جلیلہ کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے حافظ العصر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (728ھ) فرماتے ہیں:۔

حفظ الزهری الاسلام نحو امن سبعین سنة

(شذرات الذہب ص 163 ج 1)

امام زہری نے کم و بیش ستر سال تک اسلام کی حفاظت کی ہے۔

فقہی اجتہادات میں امام زہری کا مقام

اسی جامعیت اور کمال کے پیش نظر امت کے ہر طبقہ خصوصاً محدثین اور فقہاء نے آپ کے وجود کو غنیمت جانا۔ استفادہ اور کسب فیض کے لئے پروانہ وار آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ سفر و حضر میں تحصیل حکمت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور آپ سے علم حدیث کے ساتھ ساتھ علم فقہ بھی حاصل کیا۔ پھر جہاں آپ سے حاصل کردہ احادیث کی اس قدر نشر و اشاعت کی کہ کتب حدیث آپ کی مرویات سے پر ہو گئیں، وہاں آپ کے فتاوی اور فقہی اجتہادات کو بھی علم بند فرمایا اور ان کو بھی ایسا ہی معتبر اور مستند سمجھا جیسا آپ کی احادیث کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ جگہ جگہ اور موقع بہ موقع اپنے اپنے مسلک کی تائید کے لئے بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ چنانچہ ہم نمونہ کے لئے صرف فن فقہ کی اولین کتاب مؤطا امام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک رحمۃ اللہ علیہ اور فن حدیث کی اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری سے چند مثالیں نقل کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ ائمہ فقہ وحدیث کے نزدیک آپ کے اجتہادات کا کیا مرتبہ ومقام ہے۔

مؤطا امام مالک سے چند مثالیں

امام مالک کے نزدیک مسح خفین میں استیعاب ضروری ہے۔ظاہر موزہ پر مسح کرنے کے چند اقوال ذکر کرنے کے بعد امام ابن شہاب زہری کا یہ قول بیان کر کے اسی کو پسند کیا ہے۔

انه سال بن شهاب عن المسح على الخفين كيف هو نادخل ابن شهاب احدى يديه تحت الخف والاخرى فوقه ثم امرهما قال مالك و قول ابن شهاب احب ما سمت الى فى ذالك

(مؤطا امام مالک مع زرقانی ص 81 ج 1)

1۔ امام مالک نے امام زہری سے موزہ پر مسح کرنے کا طریقہ پوچھا تو انھوں نے ایک ہاتھ موزہ کے نیچے اور دوسرا اس کے اوپر رکھا۔پھر دونوں ہاتھوں کو پنڈلی کی طرف کھینچ دیا۔امام مالک فرماتے ہیں اس مسئلہ میں جتنے قول آئے ہیں مجھے ان سب میں امام ابن شہاب کا قول زیادہ پسند ہے۔

2۔ امام مالک کے نزدیک حمل کی حالت میں حیض آسکتا ہے۔اس لئے اگر یہ صورت پیدا ہو جائے تو عورت نماز روزہ چھوڑ دے[1] استشہاد میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے۔

انه سال ابن شهاب عن المراة الحامل ترى الدم قال تكف عن الصلوة قال مالك و ذالك الامر عندنا.

(ایضاً ص 119 ج 1)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 11، شمارہ، 10، 1959)

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ بہت مالدار ہو گئے تھے۔ فلسطین کی سرحد پر ''ادامی'' نامی گاؤں میں آپ کے باغات اور وسیع جائداد تھی جس سے معقول آمدنی ہو جاتی تھی۔ قدر دان خلفاء اور امراء کی طرف ملنے والے عطیے اور تحائف اس کے علاوہ تھے۔ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے بیٹوں کے اتالیق تھے اور یزید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں منصب قضا پر بھی فائز رہے۔

(البدایہ ص 342 ج 9)

مگر جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و دولت سے نوازا تھا اسی طرح اسے راہ خدا میں لٹانے اور خرچ کرنے کی توفیق بھی ارزانی فرمائی تھی۔ قریب و بعید اور اقارب و اجانب ہر طرح کے لوگ برابر آپ کی کرم گستری سے مستفیض ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی فیاضی اور جود و سخا کے واقعات زبان زد عوام تھے۔ امام مصر حضرت لیث بن سعد فرماتے ہیں۔

میں نے امام زہری سے بڑھ کر کوئی شخص سخی نہیں دیکھا۔ جو شخص آپ سے آ کر سوال کرتا، کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ جب مال ختم ہو جاتا تو آپ قرض لے کر سائلین کی حاجت پوری کرتے۔ مہمان نوازی کا یہ حال تھا کہ آپ ہمیشہ لوگوں کو ''ثرید'' (ایک نہایت پر تکلف اور اعلیٰ قسم کا کھانا) کھلاتے اور پانی کی جگہ شہد کا شربت پلاتے تھے۔ خود بھی شہد پینے کے ایسے عادی تھے جیسے شراب خور شراب کے عادی ہوتے ہیں۔ شہد پی کر آپ کے جسم میں توانائی پیدا ہو جاتی اور طبیعت میں کسل و تھکاوٹ کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا تھا۔ تلامذہ سے فرمایا کرتے تھے۔ شہد پلاؤ اور جس قدر چاہو علم حدیث پڑھتے رہو۔

(البدایہ ص 343 ج 9)

امام عمرو بن دینار فرماتے ہیں:

میں نے درہم و دینار جس قدر امام زہری کے ہاں حقیر و بے قدر دیکھے ہیں کسی دوسرے کے ہاں ایسا دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ان کے نزدیک درہم و دینار بھیڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکری کی مینگنیوں کی طرح تھے کہ انھیں جس قدر جلدی اٹھا کر باہر پھینک دیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ص103 ج1)

ایک شاعر آپ کی مدح میں کہتا ہے۔

ردذاواثن علی الکریم محمد واذکرنواضله علی الاصحاب

سخی اور فیاض امام محمد زہری کی ملاقات کو جاؤ۔ان کی تعریف کرو اور دوستوں اور شاگردوں پر ان کے احسانات وانعامات کے گن گاؤ۔

واذا یقال من الجواد بماله قیل الجواد محمد ابن شهاب

جب پوچھا جاتا ہے کہ مال کی سخاوت کرنے والا کون ہے؟ تو بالاتفاق جواب ملتا ہے کہ یہ سخاوت کرنیوالے محمد ابن شہاب زہری ہیں۔

اهل المدائن یعرفون مکانه و ربیع ناذیه علی الاعراب

شہروں والے تو آپ کی اس عادت سے خوب واقف ہیں۔آپ کی مجلس کا ابر بہاری دیہاتیوں پر بھی برستا رہتا ہے۔

(البدایۃ ص342 ج9)

تنہا آپ کی ذاتی آمدنی جو کافی معقول تھی۔آپ کی فیاضی اور دریا دلی کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔اس لئے اکثر قرض لینے تک نوبت پہنچ جاتی تھی اور جب آپ قرض لیتے لیتے قرض خواہوں کے زیر بار ہو جاتے تو عموماً خلفاء آپ کی طرف سے آپ کا قرض ادا کر دیا کرتے تھے۔عبدالملک کے متعلق تو پہلے گذر چکا ہے۔ایک دفعہ ہشام بن عبدالملک نے آپ کی طرف سے اسی ہزار روپیہ قرض ادا کیا تھا۔

(البدایۃ ص343 ج9)

امام شافعی فرماتے ہیں۔ایک دفعہ امام رجاء بن حیوہ نے اسراف کی حد تک بڑھی ہوئی سخاوت پر آپ کو ملامت کی اور کہا مجھے خطرہ ہے کہ یہ خلفاء آپ کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیں گے اور ان کی امید پر آپ نے داودھش کا جو یہ سلسلہ شروع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رکھا ہے اس میں آپ کو سخت پریشانی اٹھانا پڑے گی۔ آپ نے وعدہ کیا کہ میں آئندہ احتیاط سے کام لوں گا، مگر آپ کب رکنے والے تھے۔ ایک دن امام رجاء ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ دیگیں چڑھی ہوئی ہیں۔ کھانا کھلایا جا رہا ہے اور شہد نوشی سے مہمانوں کی تواضع ہو رہی ہے۔ فرمایا اے ابوبکر! کیا آپ نے مجھ سے یہی وعدہ کیا تھا؟ بولے آیئے آیئے تشریف لایئے۔

فان السخی لاتو ربه التجارب (البدایہ ص343 ج9)

گرم وسرد تجربے ایک فیاض اور سخی آدمی کے اخلاق نہیں بدل سکتے۔

شاید شاعر نے اسی موقع کے لئے کہا ہے۔

له سحائب جود فی انامله امطارهاالفضة البیضاء و الذهب

اس کی انگلیوں کا ابر کرم پانی کے بجائے سونا چاندی برساتا ہے۔

یقول فی العسر ان ایسرت ثانیه اقصرت عن بعض ماعطی و ما اهب

تنگ دستی میں کہتا ہے۔ اگر میں دوبارہ مالدار ہوا تو اپنے عطیوں اور تحائف میں کسی قدر کمی کر دوں گا۔

حتی اذا عاد ایام الیسارله رایت امواله فی الناس ینتهب

لیکن جب اس کے دن پھرتے ہیں اور وہ دوبارہ مالدار ہو جاتا ہے تو میں پھر اس کے مال کو لوگوں میں لٹتا دیکھتا ہوں۔

(البدایہ ص344 ج9)

سخاوت اور فیاضی آپ کی فطرت بن چکی تھی اس لئے قرض اور زیر باری سے کبھی آپ کا حوصلہ پست نہ ہوا اور نہ کبھی آپ نے سخاوت سے دست برداری کا ارادہ کیا۔ ولید بن محمد موقری کا بیان ہے۔ ایک روز میں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ میں قرض کا عیب نہ ہوتا تو بہت خوب تھا۔ فرمانے لگے مجھ پر قرض ہی کیا ہے؟ صرف چالیس ہزار روپیہ! میری ملکیت میں چار چشمے ہیں اور ہر ایک چشمہ قیمت میں چالیس ہزار پونڈ سے افضل ہے۔ پھر بجز ایک پوتے کے میرا کوئی وارث بھی تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی وارث نہ ہوتا اور یونہی یہ سارا مال اللہ تعالےٰ کی راہ میں صرف ہو جاتا۔

(تذکرۃ الحفاظ ص105 ج1)

امام موصوف کی زندگی میں ان مسلمان سرمایہ داروں رئیسوں اور نوابوں کے لئے عبرت کا کافی سامان موجود ہے۔جن کے سرمایہء و دولت کا بجز حرام قسم کی عیش و عشرت بازوں اور کتوں کی پرورش کے کوئی مصرف ہی نہیں۔

علم کی انتہائی بلندی پر پہنچنے اور امیر کبیر ہونے کے باوجود آپ بے حد متواضع تھے۔ظاہری اور باطنی کمال نے کبھی آپ کو حب دنیا اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر کرنے پر آمادہ نہیں کیا۔یہی وجہ ہے کہ آپ اپنا سارا مال مستحقین میں صرف کر دیتے تھے۔خود سادہ اور بے تکلف زندگی گزارنے کے عادی تھے۔نام و نمود قطعاً گوارا نہیں تھا۔ایک دفعہ لوگوں نے درخواست کی کہ آپ عمر کا آخری حصہ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائیں اور مسجد نبوی میں بیٹھ کر وعظ و تذکیر اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کریں۔فرمانے لگے اگر میں ایسا کروں تو لوگ میرے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیں گے جو مجھے ناپسند ہے۔میں دنیا میں زاھدانہ زندگی گزارنا اور آخرت میں رغبت کرنا چاہتا ہوں۔

(البدایہ ص348 ج9)

نیز فرمایا کرتے تھے کہ دنیا سے بے رغبتی اور پرہیز گاری کی زندگی ہی اصل عبادت ہے۔(ایضاً)

آپ سے بہت سے ملفوظات منقول ہیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں اور اس لائق ہیں کہ انھیں مشعل راہ بنایا جائے۔بطور نمونہ چند ایک ملاحظہ فرمائیے۔ طالبان علم کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

1۔ ان هذا العلم ان اخذته بالمكابرة عليك و لم تظفر بشئى ولكن خذه مع الايام و الليالى اخذا رفيقا تظفريه۔

(البدایہ ص345 ج9)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تحصیل علم میں ناروا عجلت اور جلد بازی سے کام لو گے تو وہ تم پر غالب آ جائے گا۔ اور تم اس کے حصول سے محروم رہ جاؤ گے۔ اعتدال کو ملحوظ رکھو اور اس کی تحصیل میں عمر کا ایک معتد بہ حصہ وقف کرو۔ یقیناً کامیابی سے ہم کنار ہو گے۔

2۔ للعلم و اد فاذا هبطت واديه فعليك بالتؤدة حتى تخرج منه فانك لاتقطعه حتى يقطع بك

(ایضاً ص 344 ج 9)

علم ایک وسیع اور ناپیدا کنار میدان ہے جب اس میں قدم رکھو تو میانہ روی اور آہستگی کو لازم پکڑو، تا کہ تم اس سے بسلامت نکل جاؤ۔ ورنہ وہ تمھیں عبور کرنے سے پیشتر ہی ہلاک کر دے گا۔

3۔ العلم خزائن و تفتها المسائل۔ (ایضاً ص 145 ج 9)

علم خزانہ ہے جسے سوال کی چابی سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔

علماء کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

1۔ انما يذهب العلم النسيان و ر ترك المذاكرة

(ایضاً ص 345)۔

علم کی بربادی نسیان اور مذاکرہ علمیہ کے ترک سے ہوتی ہے۔

2۔ ایاك و غلول الكتب قيل و ماغلول الكتب قال حبس الكتب عن اهلها۔ (ایضاً)

اپنے آپ کو کتابوں کے غلول سے بچاؤ۔ کسی نے کہا کہ کتابوں کا غلول کیا ہے؟ فرمایا ان کو اہل علم سے روک لینا اور استفادہ کی اجازت نہ دینا۔

3۔ لايوثق الناس علم عالم لايعمل به ولا يومن بقول عالم لا يرضى

(ایضاً ص 345 ج 9)

جو عالم عمل نہیں کرتا لوگ اس کے علم پر اعتماد نہیں کرتے۔ اسی طرح ناپسندیدہ اطوار عالم کی بات بھی تسلیم نہیں کی جاتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- ان من عوائل العلم حتی یذهب فان من غوائله قلة انتفاع العالم بعلمه و من غوائله النسیان و الکذب و هو اشد الغوائل

(ایضاً ص343 ج9)۔

علم کی آفتوں میں ایک آفت یہ ہے کہ عالم اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے۔کم فائدہ اٹھانا بھول جانا اور جھوٹ بولنا بھی علم کی آفت ہے مگر جھوٹ بولنا سب سے بڑی آفت ہے۔

عام نصائح

1- ثلاثة اذا کن فی القاضی فلیس بقاض اذ کره الملاوم واحب المحامد و کره العزل

(ایضاً ص343 ج9)

جب قاضی میں یہ تین خصلتیں پائی جائیں تو وہ قضاء کے لائق نہیں ہے۔

1- ملامت کو ناپسند کرے۔

2- تعریف کو دوست رکھے۔

3- معزول ہونے کو مکروہ جانے۔

2- الاعتصام بالسنة نجاة۔(ایضاً)

سنت کے مطابق عمل کرنے سے ہی نجات حاصل ہوگی۔

3- استکثروا من شئی لاتمسه النار قیل و ماهو ؟قال المعروف۔

(البدایہ ص347 ج9)

سب سے زیادہ وہ فعل کرو جس کے قریب آگ نہیں آئے گی۔کسی نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرنا۔

حلیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ پست قامت اور نحیف الجسم تھے۔ آنکھوں میں کچھ نقص تھا یعنی اعمش تھے۔ کانوں کے برابر تک سر کے بال رکھتے تھے اور بڑے فصیح البیان تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ص 105 ج 1)

انگوٹھی پہنتے تھے جس میں ''محمد یسال اللہ العافیۃ'' نقش تھا۔

(البدایہ ص 347 ج 9)

خوشبو بکثرت استعمال کرتے تھے۔ کسی نے آپ کے بھتیجے سے پوچھا' آپ کے چچا خوشبو استعمال کرتے تھے؟ بولے ہاں! مجھے ان کے گھوڑے کے چابک سے بھی کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (ایضاً ص 347)

آپ کی چادر، بستر اور خیمہ کسنبہ کے رنگ سے رنگے ہوئے تھے۔ داڑھی خفیف اور طویل تھی جسے قدرے وسمہ ملا کر مہندی کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

(البدایہ ص 341 ج 9)

بڑھاپا اور وفات

جب بڑھاپا آیا اور لکڑی کے سہارے چلنے لگے تو اکثر یہ شعر گنگنایا کرتے تھے۔

ذهب الشباب فلا يعود جمانا و كان ماقد كان لم يك كانا

جمانہ: جوانی گئی جو اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جوانی کبھی آئی ہی نہ تھی۔

فطويت كفي يا جمان على العصا و كفى جمان بطيها حدثانا

(ایضاً ص 347 ج 9)

جمانہ: اب میں ہاتھ میں لکڑی رکھنے پر مجبور ہوں درحقیقت لکڑی کے سہارے چلنا بڑی ہی مصیبت ہے۔

124ھ میں اپنے باغات اور جائداد کی دیکھ بھال کے لئے شعب زہدا میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے۔ وہیں بیمار ہوئے اور منگل کی رات 17 رمضان المبارک 124ھ کو ہشام بن عبدالملک کے عہد حکومت میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسد مبارک کو برلب سڑک سپرد خاک کیا گیا۔ تاکہ گزرنے والے آپ کے حق میں دعائے مغفرت کیا کریں۔

(ایضاً ص 347 ج 9)

فقیہ شام اور آپ کے نام ور شاگرد حضرت امام اوزاعی آپ کی قبر پر آئے۔ دعائے مغفرت کی اور کہا۔

یاقبرکم فیك من علم و حلم یا قبرکم فیك من
علم و من کرم و کم جمعت روایات و احکاماً

(ایضاً ص 344 ج 9)

اے قبر! تجھ میں کس قدر علم اور حلم دفن ہو کر رہ گیا ہے۔ اے قبر! تجھ میں کتنی دانش اور کتنی سخاوت مدفون ہے اور کس قدر احادیث اور احکام کو تو نے اپنی آغوش میں سمیٹ لیا ہے۔

تغمده اللّٰه تعالیٰ برحمة الکاملة الواسعة الشاملة

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 11، شمارہ، 11، 16 اکتوبر 1959)

امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے حفظ واتقان اور ثقاہت وعدالت پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ مسلمان اصحاب علم وتحقیق کا ہر طبقہ تدوین حدیث اور نشر واشاعت سنت میں آپ کی بے لاگ مساعی کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ممنون احسان ہے کہ آپ کی کوششوں سے شریعت اسلام کو استحکام اور حدیث نبویہ کو دوام حاصل ہوا جیسا کہ ہم نے امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح حیات پر اپنے گزشتہ مضمون میں اس کی تفصیلات دی ہیں۔ مگر یورپ کے یہودی مستشرق گولڈسیہر اور اس کے مقلدین یعنی منکرین حدیث نے آپ کی سیرت کو داغدار کرنے اور دوادین اسلام میں مذکور آپ کی مرویات اور فقہا مجتہدات کی عظمت گھٹانے کے لئے آپ پر "وضع حدیث" کا الزام لگایا ہے۔ پھر اسے ثابت کرنے کے لئے شرم وحیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صداقت و دیانت کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بڑے سے بڑا جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ مقصد یہ ہے کہ امام زہری کے ناقابل اعتماد بنا دینے سے احادیث نبویہ کا تقریباً 1/2 حصہ ساقط الاعتبار ہو جائے گا اور باقی کے متعلق کہنے کا موقع مل جائے گا کہ جب نام ور اور معتمد علیہ روایات کا یہ حال ہے تو دوسروں پر کہاں تک اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی فریب کاری اور دھوکہ دہی سے علوم و تاریخ اسلامی پر نظر رکھنے والے تو کسی طرح متاثر نہیں ہو سکتے بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ حضرات اس قسم کے سفید جھوٹ بول کر اسلام اور ائمہ اسلام کے خلاف اپنے بغض و کینہ کا تازہ بتازہ ثبوت مہیا کرتے رہتے ہیں۔

ہاں اس قسم کی ''تحقیق'' کا جادو مغرب زدہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت پر چل جاتا ہے جو مذہبی تعلیم سے بے بہرہ اسلامی تاریخ سے ناواقف اور ائمہ اسلام کے حالات سے ناآشنا ہونیکے باعث ہر چیز کو یورپ کی عینک سے دیکھنے کا عادی ہے اور ''صاحب'' کی ہر بات کو کالوحی من السماء سمجھتا ہے۔ یہ حضرات چونکہ اسلامی لٹریچر سے براہ راست استفادہ کی اہلیت نہیں رکھتے کہ سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکیں۔ لہٰذا گولڈ سیہر جیسے متعصب مستشرقین کی ''ریسرچ'' اور منکرین حدیث کے بعض سطحی قسم کے اخباری مضامین کو ہی درست سمجھ کر ائمہ حدیث سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بلاوجہ ان بے لوث خادمان دین اور اللہ تعالیٰ کے پاک باز بندوں کی طرف سے بدگمان ہو کر ان سے مروی احادیث کے متعلق شک میں مبتلا ہوتے اور اپنے ایمان و یقین کو کمزور کرنے کی طرف چلنا شروع کر دیتے ہیں۔

اس مقالہ میں ہم پہلے گولڈ سیہر کی تحقیق کا علمی جائزہ لیں گے۔ اس کے بعد اس کے ''مسلمان شاگردوں'' کے الزامات کا (جنہیں گھمنڈ ہے کہ وہ بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں) جواب دیں گے۔

گولڈ سیہر نے امام موصوف پر وضع حدیث جیسے غلیظ الاتہام اور گھناؤنے بہتان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بادر کرانے کے لئے افسانہ یوں وضع کیا ہے:

بنو امیہ نے نہایت ہی پرفریب طریق سے اپنے مخالفین کے مقابلہ میں حدیث سازی کا کام ابن شہاب زہری کے سپرد کر رکھا تھا جب کہ خلیفہ عبدالملک نے اپنے عہد حکومت میں لوگوں کو حج بیت اللہ سے اس لئے روک دیا تھا کہ وہاں اس کے دشمن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبضہ ہے۔ پہلے اس نے مسجد اقصیٰ میں قبۃ الصخرہ تعمیر کرایا۔ پھر لوگوں کو مکہ کے بجائے حج کرنے کے لئے بیت المقدس کی طرف آنے کی دعوت دینے کا ارادہ کیا مگر جب تک اس پر مذہبی اور دینی رنگ نہ چڑھایا جاتا۔ اس کی یہ کوشش پوری ہوتی نظر نہیں آتی تھی۔ اس لئے اس نے امام زہری پر جن کی شہرت اس وقت دنیائے اسلام کی حدود پھاند کر اقصائے عالم تک پہنچ چکی تھی۔ ڈورے ڈالنے شروع کئے اور بالآخر انھیں اس سلسلہ میں وضع حدیث پر آمادہ کر ہی لیا۔ چنانچہ امام موصوف کے ''حدیث سازی کے کارخانے'' سے جو احادیث تیار ہو کر نکلیں ان میں سے ایک یہ ہے:۔

لاتشدالرحال الاالی ثلاثۃ مساجد مسجدی ھذا
و المسجد الحرام و المسجد الاقصیٰ۔

یعنی تقرب حاصل کرنے کے لئے بجز مسجد نبوی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے کسی دوسری جگہ کا سفر نہ کیا جائے۔

بات یہ ہے کہ زہری اور عبدالملک کے درمیان نہایت گہرے دوستانہ تعلقات استوار تھے۔ عبدالملک کے دربار میں ان کی آمد و رفت کا سلسلہ باقاعدہ جاری تھا۔ افسوس ہے زہری جیسا شخص بھی بایں ادعائے تقویٰ و پرہیز گاری حکومت کی پالیسی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ خود زہری کا اپنا قول ہے جو معمر نے ان سے بایں الفاظ نقل کیا ہے:۔

اکرھنا ھؤلاء الامراء ان نکتب الاحادیث

یعنی ان امراء نے ہمیں (بے بنیاد اور بے اصل) حدیثیں لکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پتہ چلتا ہے کہ زہری نے مسلمانوں کے دلوں میں اپنی راسخ شدہ قدر و منزلت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کی خواہشات کی تکمیل کے لئے سر تسلیم خم کر دیا تھا اور زندگی بھر وضع حدیث کے شغل میں مصروف رہے۔

1۔ گولڈسیہر کی اس الزام تراشی کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ

1۔ عبدالملک نے عبداللہ بن زبیر کے فتنہ میں لوگوں کو حج بیت اللہ سے منع کر دیا تھا اور مسجد اقصیٰ میں قبۃ الصخرہ تعمیر کیا تا کہ مکہ معظمہ کے بجائے حج کو اس کی طرف منتقل کر دے۔

2۔ اس منصوبہ پر مذہبی رنگ چڑھانے کے لئے امام زہری کی علمی شہرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے مسجد اقصیٰ کے فضائل میں احادیث وضع کرائیں۔ جن میں سے ایک حدیث لاتشد الرحال الخ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فضائل مسجد اقصیٰ کی جملہ روایات کے راوی صرف زہری ہیں۔

3۔ ان کے عبدالملک کے ساتھ گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور اس کے دربار میں ان کا باقاعدہ آنا جانا تھا۔

4۔ امام موصوف نے خود اقرار کیا ہے کہ وہ خلفاء کے دباؤ سے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔

جواب

اب ان کے ترتیب وار جواب ملاحظہ فرمایئے:۔

ا۔ پہلی بات سفید جھوٹ اور صریح بہتان ہے اس لئے کہ (1) عبدالملک نے قبۃ الصخرہ تعمیر کیا نہ اس نے حج کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ قبۃ الصخرہ اس کی وفات کے بعد اس کے جانشین خلیفہ ولید نے بنوایا تھا۔ ملاحظہ ہو ''البدایہ والنہایہ'' لابن کثیر ص 165 جلد 9۔ اور یہی بات حق اور صواب ہے کیونکہ ولید ہی نئی نئی اور عظیم عمارتوں کی تعمیر کا دلدادہ تھا۔ چنانچہ اس نے مدینہ میں مسجد نبوی اور اپنے دارالخلافہ دمشق میں جامع اموی ایسے شاندار اور خوب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت طریقہ سے بنوائی تھیں کہ دنیا میں ان کی نظیر نہ ملتی تھی۔

ب۔ نیز عبدالملک اتنا بے عقل نہیں تھا کہ حج کو بیت المقدس کی طرف منتقل کر کے پورے عالم اسلام کو اپنا دشمن بنالے کیونکہ یہ کھلا ہوا کفر ہے جسے مسلمان کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

ج۔ یہ ایسا بہتان ہے جو اس کے سیاسی حریفوں (بنو ہاشم اور بنو عباس) کو بھی نہیں سوجھا جو اسے بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے الزام اس کے سر تھوپا کرتے تھے۔ حیرت ہے کہ جو چیز اس کے ہمعصر حریفوں کو معلوم نہیں ہو سکی وہ آج تیرہ سو سال گزرنے کے بعد اس یہودی مستشرق کو کہاں سے معلوم ہو گئی؟

2۔(ا) حدیث لاتشد الرحال الخ

بلاشبہ صحیح ہے اور تمام دواوین سنت میں مختلف اسانید سے مذکور ہے۔

صحیحین میں زہری کے علاوہ بھی متعدد طرق سے مروی ہے۔ مثلاً صحیح بخاری ص 159 ج 1 پر جو حدیث ہے وہ بواسطہ زہری نہیں۔ ایسے ہی صحیح مسلم ص 447 ج 1 کی حدیث بالکل الگ ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یہ حدیث مشہور ہے۔ امت نے اسے قبول کیا ہے اور اہل علم کا اس کی صحت پر اتفاق ہے۔"

ب۔ اس حدیث میں قبۃ الصخرہ کا نہیں بلکہ مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے جس کی فضیلت قرآن مجید نے سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں بصراحت بیان فرمائی ہے اس حدیث سے اس کی فضیلت میں کون سا ایسا اضافہ ہوا جو مسلمانوں کو پہلے معلوم نہ تھا؟

ج۔ پھر اگر یہ حدیث امام زہری رحمتہ اللہ علیہ نے عبدالملک کو خوش کرنے کے لئے وضع کی تھی تاکہ وہ آسانی کے ساتھ حج کو قبۃ الصخرہ کی طرف منتقل کر سکے، تو نہ صرف قبۃ الصخرہ کا بلکہ جس طرح لوگ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی طواف وغیرہ کا ذکر ہونا چاہئے تھا مگر اس حدیث میں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔

د۔ اس بارہ میں صحیح تاریخی نصوص بھی گولڈ سیہر کی تکذیب کرتے ہیں۔تاریخ شاہد ہے کہ امام زہری عبداللہ بن زبیر کے زمانہ میں عبدالملک کو جانتے ہی نہ تھے۔عبدالملک سے زہری کی پہلی ملاقات 80ھ میں ہوئی۔اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر (م73ھ) کو جام شہادت نوش کئے ہوئے سات سال گزر چکے تھے۔تمام عالم اسلام عبدالملک کی خلافت پر متفق ہو چکا تھا اور سات سال سے ارض حجاز پر اس کا علم اقتدار لہرا رہا تھا۔بتلایئے! ان حالات میں بیت المقدس کی طرف انتقال حج کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے؟ یا پھر عبدالملک کی اس سے کون سی سیاسی غرض وابستہ تھی جس کی وجہ سے اس کے لئے اس کفر کا ارتکاب ضروری تھا؟

ھ۔ علامہ ذہبی نے تصریح کی ہے کہ جب امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کی 80 ہجری میں عبدالملک سے ملاقات ہوئی اس وقت آپ کی عمر 29 برس تھی اور آپ ابھی طلب علم میں مصروف تھے۔چنانچہ عبدالملک نے آپ کا امتحان لیا اور آپ کے جوابات کو صحیح پا کر بہت خوش ہوا۔آپ کا قرض ادا کر دیا اور مدینہ طیبہ میں رہ کر علماءِ انصار سے مزید علم حاصل کرنے کی تاکید کر دی۔اس کی پوری تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔اس سے گولڈ سیہر کی اس دروغ بانی کی حقیقت بھی طشت از بام ہوگئی کہ اس وقت امام موصوف کی علمی شہرت دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکی تھی۔کجا ایک طالب علم اور کجا اس کی عالم گیر شہرت جس سے فائدہ اٹھانے کے لیے عبدالملک نے وضع حدیث کی خدمت آپ کے سپرد کی۔

و۔ اس مستشرق کی کذب بیانی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ امام زہری رحمتہ اللہ علیہ حدیث ''لاتشھد الرحال الخ'' اپنے شیخ حضرت سعید بن مسیّب کے واسطے سے بیان کرتے ہیں جن کی خدمات میں متواتر آٹھ سال رہ کر علم حاصل کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً بیس سال عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد زندہ رہے۔ اس طویل عرصہ میں بھی امام موصوف استفادہ کے لیے برابر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اگر یہ حدیث امام زہری رحمتہ اللہ علیہ نے عبدالملک کو خوش کرنے کے لیے وضع کر کے اپنے شیخ کی طرف منسوب کر دی تھی اور جو اہل اسلام میں اس قدر مشہور ہوئی کہ حدِ تواتر کو پہنچ گئی تو بتایا جائے کہ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگرد کی غلط بیانی پر اتنا عرصہ سکوت کیوں فرمایا؟ کیا آپ خلیفہ وقت کے جور و جفا سے مرعوب ہو گئے تھے؟ ہرگز نہیں! آپ کے تعلقات عبدالملک کے ساتھ ہمیشہ کشیدہ رہے لیکن آپ نے کبھی اسے پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دی۔ بارہا عبدالملک نے آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی مگر آپ کبھی حاضر نہیں ہوئے۔ عبدالملک نے اپنے ولی عہد کے لیے آپ کی صاحب زادی کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے بڑی بے اعتنائی سے اس کی درخواست کو ٹھکرا دیا اور ایک غریب طالب علم کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ فرمایا کرتے تھے:

لا حاجته لی فی ملك بنوامیته
حتی القی اللّٰه

مجھے تا زیست بنوامیہ کی حکومت کی قطعاً ضرورت نہیں۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس عبدالملک سے آپ زندگی بھر نالاں رہے اور کئی مرتبہ اس کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بھی بنے۔ اس کو خوش کرنے کے لیے آپ کا شاگرد رشید احادیث وضع کر کے آپ کی طرف منسوب کرے اور وہ دنیا میں پھیل کر خلق خدا کی گمراہی کا باعث ہوں مگر آپ یہ سب کچھ جانتے ہوئے خاموش رہیں اور اس کی تردید میں ایک حرف بھی زبان پر نہ لائیں؟ علمائے حق کی (جو احقاقِ حق اور ابطال باطل کے لیے اپنی جانوں پر کھیل جاتے ہیں) شان سے یہ بہت بعید ہے۔

3۔ رہی یہ بات کہ آپ کے عبدالملک اور دوسرے خلفاء بنوامیہ کے ساتھ گہرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستانہ تعلقات تھے تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی آپ کے ان کے ساتھ گہرے مراسم تھے مگر اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ آپ ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گئے تھے، اور صداقت و دیانت سے بے نیاز ہو کر ہر جائز...... و ناجائز بات میں ان کی ہاں میں ہاں ملانا اپنا مقصد حیات بنا لیا تھا، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی یہ کہ آپ کے تعلقات بنو امیہ کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنے اور ان کو بہت سی خطرناک غلطیوں اور گمراہیوں سے محفوظ رکھنے کا سبب ہوئے۔ جب خوشامدی اور تملق پسند عناصر نے انہیں غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کی تو آپ کی رہنمائی ان کو راہ راست پر لے آئی۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ولید کے دربار میں حاضر ہوئے تو اس نے آپ سے پوچھا "جو حدیث اہل شام ہمیں بیان کرتے ہیں، اس کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، امیر المومنین! کون سی حدیث؟ ولید نے کہا ،لوگ ہمیں بتاتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو حکمرانی بخشتا ہے تو اس کی صرف نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں نہیں لکھی جاتیں۔ آپ نے فرمایا، امیر المومنین! یہ حدیث بالکل بے بنیاد اور محض جھوٹ ہے۔ بھلا یہ تو فرمائیے، اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ خلیفہ زیادہ قابل احترام ہے جو نبی ہے یا وہ خلیفہ جو نبی نہیں ہے؟ ولید نے کہا، یقیناً وہ خلیفہ جو نبی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ لائق احترام ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر سنئے! اللہ تعالیٰ اپنے نبی داؤد علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يا داؤد ان جعلناك خليفته فى الارض ناحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله ان الذين يضلون عن سبيل الله لهم عذاب شديد بما نسوا يوم الحساب (38-26)

اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین پر اس لیے خلیفہ بنایا ہے کہ لوگوں میں عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرو اور حق و انصاف میں اپنی خواہشات کو ہرگز دخل اندوز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہونے دو، ورنہ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے دور ہو جاؤ گے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ کو چھوڑ کر بے راہ روی اختیار کرتے ہیں، وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے محاسبہ کے دن کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عتاب اس خلیفہ کے لیے ہے جو حکمرانی کے ساتھ ساتھ منصب نبوت پر بھی سرفراز ہے۔ اب اس خلیفہ کے متعلق آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں جو نبوت کے عہدہ جلیلہ سے محروم ہے آپ کی یہ تقریر سن کر ولید بولا ''یہ خوشامد پسند لوگ ہمیں دین سے بے گانہ کر دینا چاہتے ہیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 11، شمارہ، 12، 23 اکتوبر 1959)

خلفاء کے ساتھ امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے بے لاگ اور مخلصانہ تعلقات کا مزید نمونہ دیکھنا ہو تو امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا وہ قول ملاحظہ فرمائیے جسے حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ ایک دن خلیفہ ہشام ابن عبدالملک نے امام زہری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا۔

والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم کا مصداق کون ہے؟

آپ نے فرمایا ''عبداللہ ابی'' ہشام بولا تم جھوٹ کہتے ہو۔ بلکہ اس بہتان بازی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی امام زہری رحمتہ اللہ علیہ غصہ سے تلملا اٹھے اور خلیفہ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ تیرا باپ مر جائے میں جھوٹ کہتا ہوں؟ واللہ اگر آسمان سے بھی مجھے کوئی پکار کر کہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنا حلال کر دیا ہے میں تب بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ بات یہ ہے کہ حضرت سعید بن مسیب عبید اللہ اور علقمہ سب نے مجھ سے کہا ہے کہ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرآن مجید کی اس آیت کا مصداق عبداللہ بن ابی کو قرار دیا ہے۔ پھر اسی ناراضگی کی حالت میں خلیفہ کی مجلس سے اٹھ کر چلے آئے۔ ان کے جانے کے بعد ہشام نے کہا ہم نے شیخ کو ناراض کر دیا۔

کیا وہ خوددار شخص جو اپنے متعلق ایک آیت کی تفسیر میں جھوٹ کے الفاظ سن کر اس قدر برافروختہ ہو جاتا ہے کہ نہ صرف شاہی آداب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ کو سرزنش کرتا ہے۔ بلکہ بطور احتجاج فوراً اس کی مجلس سے اٹھ کر باہر آ جاتا ہے آپ باور کر سکتے ہیں کہ وہ ان خلفاء میں کسی کے ہاتھ اپنے علم اور دین کو فروخت کر دے گا۔ اور اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام پر جھوٹی حدیثیں وضع کرنا اپنا مشغلہ بنا لے گا؟ حاشا دکلا! کبرت کلمتہ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے اوپر کے قصہ کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ ہشام نے امام زہری رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مدینہ منورہ کے شہرہ آفاق فقہائے سبعہ کے ایک ممتاز رکن تھے۔ یہ سوال کیا تھا کہ والذی تولی کبرہ کا مصداق کون ہے؟ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

عبداللہ بن ابی ہشام بولا تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس پر حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ امیر المومنین !اعلم بما یقول یعنی ''امیر المومنین اپنی بات کا خود ذمہ دار ہے''

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھلے لفظوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی براءت کا اعلان کر دیا تھا کیو باب حدیث الافک 2 فتح الباری ص۔ 81 جلد 4 پ۔ 16

ان کے بعد امام زہری رحمتہ اللہ علیہ آئے تو ہشام نے یہی سوال ان سے بھی کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ دوسرے علماء خلفاء کی بے ہودگی پر کبھی مصلحتاً خاموش بھی ہو جاتے تھے لیکن آپ خلفاء کو معاف نہیں کرتے تھے۔ بلکہ انہیں برسر اجلاس خوب ڈانٹ پلاتے اور ان کی غلطیوں کو آشکارا کرتے تھے۔ ایسے شخص کے متعلق کہنا کہ وہ سلاطین وقت کو خوش کرنے کے لئے یا ان سے مرعوب ہو کر حدیثیں وضع کیا کرتا تھا کتنا بڑا بہتان ہے اور گولڈ سیہر کا یہ کہنا کہ امام زہری نے خود اقرار کیا ہے کہ ان امراؤ سلاطین نے ہمیں بے بنیاد احادیث لکھنے پر مجبور کر دیا ہے یہ بھی صریح بہتان اور افترا عظم ہے وجہ یہ ہے کہ اس یہودی متشرق نے امام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصوف کے کلام سے جسے آپ کی دیانت اور امانت کا شاہکار کہنا چاہیے ایک مفید مطلب جملہ اڑا لیا ہے۔ پھر اپنی طرف سے غلط معنی پہنا کر اسے آپ کی خیانت اور دروغ گوئی کی دلیل بنا دیا ہے اس سے امام صاحب کی عظمت وفضیلت میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ ہاں اس نے اپنے خبث باطن کا اظہار کر کے فرمان خدا اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود (8205) کی صداقت کا ثبوت ضرور بہم پہنچایا ہے۔

واقعہ دراصل یوں ہے کہ امام زہری لوگوں کو عموماً احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لکھانے سے اس لئے پرہیز کیا کرتے تھے۔ کہ کتابت علم ان کے نزدیک قوت حافظہ کو کمزور کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے تلامذہ کو کچھ لکھ کر دینے سے انکار کر دیا کرتے تھے۔ اور یہ اجازت بھی نہیں دیتے تھے کہ وہ ان کی بیان کردہ احادیث کو از خود ضبط تحریر میں لے آئیں لیکن ایک دفعہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے اصرار کیا کہ آپ اس لڑکے کو کچھ احادیث لکھائیں۔ امام موصوف خلیفہ وقت کے اصرار کرنے پر اس کے لئے مجبور ہو گئے۔ اور اس لڑکے کو چار سو احادیث املا کرا دیں۔ لیکن اس کے بعد بلند آواز سے کہا۔

ایھا الناس انا کنا قد منعناکم امراً قد بذلناہ الات لھو لاء وان ھئولاء الامراء قد کرھونا علی کتابتہ الاحادیث فتعالو حتی احد ثکم بھا فحدثھم بالاربعمائتہ الحدیث

لوگو! جو چیز (کتابتِ حدیث) آج تک ہم تمہارے لیے جائز نہیں سمجھتے تھے وہ آج ان کے لیے کر دی ہے ان خلفاء نے ہمیں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لکھانے پر مجبور کر دیا ہے سو آؤ ہم تم سے بھی وہ بیان کر دیں۔

یہ ہے اصل واقعہ جو تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے یاد رہے۔ اس میں امام موصوف نے اکرھونا علی کتابتہ الاحادیث فرمایا ہے (یعنی ان لوگوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث لکھانے پر مجبور کر دیا ہے)۔ اکرھونا علی کتابتہ احادیث نہیں کیا ہے۔ (یعنی ان لوگوں نے ہمیں بے بنیاد احادیث لکھانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مجبور کر دیا ہے) اور ظاہر ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے غور فرمایئے کہ نشر و اشاعت علم میں امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے اخلاص، دیانت اور امانت کی یہ کتنی بڑی دلیل ہے۔ انہوں نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ تعلیم علم میں جو چیز امراء کے لیے جائز رکھی جائے تو عوام کو اس سے محروم کر دیا جائے۔ یہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح گولڈسیہر نے پورے واقعہ سے ایک مفید مطلب جملہ اڑا لیا ہے اور اس میں تحریف کر کے امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کی خواہشات سے متاثر ہونے کی دلیل بنا دیا ہے۔ بظاہر گولڈسیہر نے کچھ زیادہ تصرف نہیں کیا صرف ''الاحادیث'' سے حرف الف ل ہی اڑایا ہے۔ لیکن بات کی کہیں سے کہیں تک پہنچا دیا!

یہاں پر ہمیں ایک مشہور لطیفہ یاد آ گیا۔ جو کہ کسی امام نے نماز پڑھاتے وقت هـذا بَعلي شيخاً (یہ میرا خچر بوڑھا ہے) پڑھا تھا۔ مقتدیوں نے شور مچایا تو امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ بولے مجھ سے کیا غلطی ہوئی کہ آپ لوگ آپے سے باہر ہو رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا حضرت! یہ لفظ هـذا بَعلِي شيخاً۔ عین کے ساتھ ہے غین کے ساتھ نہیں۔ (یعنی یہ حضرت سارہ کا کلام ہے انہوں نے لڑکے کی خوش خبری سن کر تعجب سے فرمایا تھا۔ آءَ لِدُ وَ ا نَـا عَـجُـورُ وَهَذَا بَعلِي شيخاً۔ (مجھے بچہ کیسے پیدا ہوگا؟ میں بانجھ ہوں اور میرا خاوند بوڑھا ہے) امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہنس کر بولے یہ تو کوئی بڑی بات نہیں جس پر آپ اس قدر شور مچا رہے ہیں صرف ایک نقطہ ہی کا تو فرق ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 11، شمارہ، 14، 6 نومبر 1959)

رہا آپ کا یہ مغالطہ کہ اس خاندان کے مردوں اور عورتوں کے متعلق پتہ نہیں چلتا کہ ان کی شادیاں قریش کے کن خاندانوں میں ہوئیں؟ (گویا کسی خاندان کا فرد ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے عزیز و اقارب کی شادیاں اسی کے خاندان میں ہوں اور پھر معلوم بھی ہو کہاں کہاں ہوئیں! کیسے عجیب و غریب، دلائل ہیں) تو گذارش ہے اس میں خاندان (مثلاً خاندان نبوت یا خاندان خلافت) میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بجز چند معروف استثنائی صورتوں کے نہیں بتا سکیں گے اس کے ہر مرد و زن کی شادی کس خاندان میں ہوئی اور ان کے رشتے ناطے کن کن قبائل سے استوار ہوئے۔

2۔ دوسری دلیل کا بھی وہی جواب ہے جو پہلی دلیل کے جواب کے دوسرے حصہ میں بیان ہوا۔ یعنی ابن خلدون نے کہاں دعویٰ کیا ہے کہ اس نے بالاستیعاب قریش کا ہر فرد بیان کر دیا ہے ایک متنفس بھی چھوٹنے نہیں پایا۔ ابن خلدون کے وقت بطون قریش ہی ہزاروں سے زیادہ ہوں گے جن کی مجموعی تعداد یقیناً لاکھوں سے اوپر ہوگی۔ بحذف واقعات صرف ان کے نام لکھنے کے لیے ہی ابن خلدون کو ایک ضخیم دفتر کی ضرورت تھی۔ چہ جائیکہ وہ واقعات اور کسی قدر تفصیل سمیت چودہ صفحات میں آ جائیں۔ پھر ہر مصنف کا اپنا اپنا طریق تالیف ہوتا ہے۔ وہ حالات وظروف کے مطابق جس کو مناسب سمجھتا ہے ذکر کر دیتا ہے، دوسروں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ پس ''یہ بخوبی ممکن ہے'' کہ اس وقت کے موجودہ احوال وظروف کے پیش نظر ابن خلدون کے نزدیک ابن شہاب زہری کا تذکرہ..... غیر ضروری ہو۔ اگر ابن خلدون میں بنظر غائر دیکھا جائے تو اور بھی بہت سے قریشی ایسے نکل آئیں گے جو ابن شہاب کی طرح ذکر ہونے سے محروم رہے پس جس طرح ان کو آپ قریش میں داخل فرمائیں گے وہی سلوک بچارے ابن شہاب سے کر لیجئے گا۔

3۔ تیسری دلیل کے ضمن میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''خاص خاندان قریش میں یہ نام (شہاب) اجنبی سا معلوم ہوتا ہے جو اس حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے کہ باہر کے آدمی تھے۔'' سوال یہ ہے کہ اجنبیت کی وجہ کیا ہے؟ اگر اجنبیت کی وجہ وہی ہے جو خود مضمون نگار نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ ''حقیقت یہ ہے کہ شہاب نہ فقط خاندان قریش بلکہ ان کے اوپر کے شجروں میں بھی دیکھئے تو کسی ایک فرد کا بھی یہ نام آپ کو نظر نہیں آئے گا'' (یعنی امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ کے سوا قریش اور ان کے اوپر کے شجروں میں شہاب کسی آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی شخص کے ''قریشی'' ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا نام اس سے پہلے خاندان قریش میں بار بار آئے۔ اگر اس کا نام مکرر آ گیا تو وہ ''قریشی'' ورنہ اسے بیک بنی دوگوش قریش سے خارج کر دیا جائے گا) تو پھر بہت سے قریشیوں کی خیر نہیں قصی، نوی، اور فہر تو یقیناً قریش سے خارج کرنے پڑیں گے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قریشی ہونا مشکل ہو جائے گا، کیونکہ خاص خاندان قریش میں یہ نام اجنبی سے معلوم ہوتے ہیں جو اس حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ باہر کے آدمی ہیں۔ صاحب مضمون کی دلیل کی روشنی میں ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ لوئی، مہر اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ فقط خاندان قریش بلکہ اب کے اوپر کے شجروں میں بھی دیکھیئے تو کسی ایک فرد کا بھی یہ نام آپ کو نظر نہیں آئے گا۔

ناوک نے تیرے چھوڑا صید زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اب جس طرح مولانا ان حضرات کو قریشی ثابت کریں گے اسی طریق سے ابن شہاب کا قریشی ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔

اگر اجنبیت کی وجہ یہ بیان کی جائے کہ قریش اس لفظ سے نا آشنا تھے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ قرآن حکیم میں جو قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے، بار بار اس لفظ کی تکرار کی گئی ہے ملاحظہ ہو

فاتبعه شهاب مبين

فاتبعه شهاب ثاقب

فمن يستمع الان له شهاب ارصدا

اس کے علاوہ اشعار عرب اور کلام فصحا میں اس کا استعمال کثرت سے ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ قریش جیسے حضری قبیلہ کے لیے یہ لفظ غیر مانوس نہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہر کہلانے کی وجہ

یہ سوال کہ پھر ''زہری'' کیسے کہلائے؟ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے؟

''یہ بخوبی ممکن ہے کہ بنی زہرہ کے موالی میں سے ہوں اور مولیٰ بنی زہرہ ہونے کی وجہ سے زہری و قریشی کہے جانے لگے۔

(طلوع اسلام ستمبر 50ء کراچی)

سبحان اللہ! کیسی عمدہ اور وزنی دلیل ہے۔ کتنی آسانی اور پھرتی کے ساتھ امام موصوف کی ''عجمی سازش'' میں شرکت اور اس کی باقاعدہ راہ نمائی کے لیے راستہ ہموار کر دیا گیا ہے لیکن سوچا ہوتا کہ اس میں امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کی کیا خصوصیت ہے۔ اس دلیل کی رو سے ہر بڑے سے بڑے آدمی کی اس کے قبیلہ کی طرف نسبت سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مخبوط الحواس کہہ دے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ، امام محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ (جن کی قرشیت مضمون نگار کے نزدیک مسلم ہے) قریشی نہیں بلکہ باہر کے آدمی تھے، اس لیے کہ یہ ''بخوبی ممکن ہے'' ــــــ کہ قریش کے موالی میں سے ہو، اور مولیٰ قریش ہونے کی وجہ سے قریشی کہے جانے لگے ہوں تو بتایئے آپ اس کا کیا بگاڑ لیں گے۔ رہی محدثین، مؤرخین اور علمائے انساب کی متفقہ تصریحات کہ یہ قریش کے فلاں قبیلہ سے تعلق رکھنے کی بنا پر خالص قریشی ہیں تو بڑی آسانی کے ساتھ بقول تمنا صاحب کہا جا سکتا ہے کہ منافقین عجم کی سازش کے پیش نظر ان کو ''قریشی'' بنا دیا گیا ہے۔ دراصل وہ عجمی ہی ہیں۔

اب یہ بھی سن لیجئے کہ بنو زہرہ میں سے کس کے مولیٰ تھے اور سبب ولاء کیا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے ــــــ ''قرینہ غالب یہ ہے کہ شہاب خود اپنے آخر وقت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہوں یا عبد اللہ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ..... جو صحابی تھے یا عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو زہری رحمتہ اللہ علیہ کے دادا تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے مسلمان ہوئے ہوں''.....

(طلوع اسلام ص۔ 46-47)

دیکھا آپ نے! تمنا صاحب کے ''ذہن رسا'' نے ایک صغری کبری ترتیب دے ہی ڈالا۔ امر واقعہ نہیں ہے تو نہ سہی ____ مقدمات ظلمات بعضھا فوق بعض جوڑتے کیا دیر لگتی ہے ____ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ زہری ہیں! یہ بھی مسلم کہ قرن اول کا ہر مسلمان اسلام کا پرجوش مبلغ تھا۔ پھر اس امکان میں کون سا استحالہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عجمی کنبہ کو اسلام کی دعوت دے دی ہو، اور وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے ہوں! نتیجہ یہ کہ ابن شہاب بر بنائے ولا ''زہری'' کہلائے۔

میں عرض کروں گا کہ قرینے کی ''معقولیت'' تسلیم مگر سوال یہ ہے کہ جب ''قرینہ غالب'' ہی کے سہارے چلنا ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص کی وجہ؟ کیا ان کی بجائے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولاء ممکن نہیں؟ کیونکہ وہ تو ''زہری'' ہونے کے ساتھ ساتھ فاتح عجم بھی ہیں اور ایران پر سال ہا سال تک حکمرانی کرنے کی وجہ سے عجمیوں کے ساتھ قریب کا تعلق رکھتے تھے۔ خصوصاً جب کہ مضمون نگار نے امام زہری کے مفروضہ وطب ایلہ کو خراسان کو ایک قصبہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اصل میں ریت پر بنیاد رکھنے کا یہی حشر ہوتا ہے۔

اس کے بعد تمنا صاحب نے تہذیب التہذیب کی مختلف جلدوں سے ڈھونڈ ڈھانڈ کر چند ایسے نام ذکر کئے ہیں جن میں سے بعض (امام محمد بن یحییٰ ذہلی رحمتہ اللہ علیہ) کو امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کی احادیث کا ماہر ہونے کے باعث بعض (مصعب بن سلیم) کو عریف بنی زہرہ ہونے کی وجہ سے اور بعض دوسروں (سعد بن عبید محمد بن عبدالرحمٰن سلیمان موسیٰ اور صفوان بن سلیم وغیرہ) کو واقعی موالی بنو زہرہ ہونے کے سبب زہری کہا گیا ہے۔ یہ مثالیں پیش کرنے کے بعد صاحب مضمون نتیجہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں ''یہ سب موالی بن زہرہ تھے اور اسی وجہ سے زہری کہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔اسی طرح موالی بن زہرہ ہونے کی وجہ سے ابن شہاب زہری کے آباواجداد بھی زہری کہے جانے لگے۔''

(طلوع اسلام ص۔74)

ادباً گذارش ہے کہ کس نے مولیٰ بنی زہرہ ہونے کی وجہ سے کسی کو''زہری'' کہنا جائز ہے یا یہ کس نے کہا کہ کوئی شخص عریف بنی زہرہ ہونے کے باعث یا امام زہری کی احادیث میں مہارت کی وجہ سے زہری نہیں ہوسکتا؟ نزاع اس میں ہے کہ جس طرح آپ کے پیش کردہ یہ لوگ دراصل زہری نہیں ہیں لیکن محدثین نے ہر ایک کے متعلق تصریح کی ہے کہ یہ فلاں فلاں سبب کی وجہ سے زہری ہے۔اگر آپ کے پاس امام موصوف کے بارے میں بھی ایسی کوئی تصریح موجود ہے (کہ وہ دراصل زہری نہیں بلکہ فلاں وجہ سے زہری کہلائے) تو پیش کیجئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں، ورنہ تہذیب التہذیب کی مختلف جلدوں میں موالی بنی زہرہ کی تلاش میں ہلکان ہونے کی ضرورت نہ تھی بلکہ کسی مستند کتاب کا ایک ہی حوالہ کافی تھا۔

امام موصوف کے زہری اور قریشی ہونے کی تصریحات

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ دراصل امام ابن شہاب کی قرشیت اور زہریت کی نفی کے دو اسی اسباب کیا ہیں؟ آپ یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ تمنا صاحب اپنے دعویٰ کے اثبات میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ بجز خانہ ساز قرائن اور مزعومات واہیہ کے آپ کا دامن دلائل سے قطعاً خالی ہے۔اندریں حالات امام موصوف کی قرشیت اور زہریت (جو ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے) کے ثبوت میں دلائل فراہم کرنے کی چنداں حاجت تو نہیں ہے مگر تاہم چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ بآسانی اندازہ ہو سکے کہ کیسے کیسے روشن حقائق کو محض دہمیات کے ذریعہ باطل کرنے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے۔

مشہور مورخ اسلام قاضی ابن خلکان (م 681 ہجری 1281ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقمطراز ہیں:-

ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن شہاب بن عبد اللّٰہ بن الحارث بن زھرہ القرشی الزھری احد الفقھاء والمحدثین ولاعلام التابعین بالمدینتہ والزھری بضم الزاء و سکون الھاء و بعدھا راء ھذہ نسبتہ الی زھرۃ بن کلاب بن مرۃ وھی قبیلہ کبیرۃ من قریش۔

(ابن خلکان ص۔451،452)

ابو بکر محمد بن مسلم قریشی زہری محدثین اور فقہاء میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک ہیں اور مدینہ طیبہ میں رہنے والے چوٹی کے تابعین میں سے ہیں۔ زہری کی نسبت زہرہ بن کلاب کی طرف ہے جو قریش کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔

2۔ امام الانساب علامہ سمعانی (م 562 ہجری) اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''کتاب الانساب'' میں لکھتے ہیں:-

الزھری بضم الزاء و سکون الھا و کسر الراء و ھذہ النسبتہ الی زھرۃ بن کلاب بن کعب بن لوی بن غالب والمشھور بھا ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید بن شھاب بن زھرہ بن کلاب القرشی المعروف بالزھری احفظ اھل زمانہ راحسنھم سوتا لمون الاخبار وکان فقیھا فاضلاً روی عنہ الناس مات لیلتہ الثلثاء لسبع عشرۃ خلت من رمضان 124ھجری فی ناحیتہ الشام

(کتاب الانساب ص۔281 ب)

زہری کی نسبت زہرہ بن کلاب کی طرف ہے۔ قریش کے ایک ممتاز فرد ابو بکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن مسلم اس نسبت کے ساتھ بہت مشہور ہیں۔ یہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے حافظ حدیث تھے اور احادیث کو دل نشین انداز میں بیان کرنے میں ماہر تھے۔ فقیہ اور فاضل تھے اور منگل کی رات 17 رمضان المبارک 124 ہجری کو اطراف شام میں رحلت فرمائی۔

3۔ مکہ مکرمہ کے مشہور محدث امام عمرو بن دینار (م 126 ہجری) معاصرانہ چشمک کے باوجود صرف ایک رات کے مذاکرہ علمیہ کے بعد اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

واللہ مارایت مثل ھذا القرشی قط۔

(ابن خلکان ص۔ 451)

بخدا میں نے اس قریشی عالم جیسا کبھی کوئی عالم نہیں دیکھا۔

بغرض اختصار ان تین حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ آپ کی قرشیت و زہریت کے متعلق اتنا مواد ہے کہ اس کے پورا بیان کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔

تنبیہ: اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ تمنا صاحب واحد فرد ہیں جس نے امام موصوف کی قرشیت وزہریت کے خلاف غوغا آرائی کی ہے ورنہ آپ کی زہریت و قرشیت پر مسلم وغیر مسلم سب کا اجتماع ہے۔

عمادی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ

"امام ابن شہاب زہری رحمتہ اللہ علیہ مدنی نہیں تھے بلکہ مقام ایلہ کے رہنے والے تھے، انہیں خواہ مخواہ پہلے قرشی بنایا گیا پھر مدنی سمجھ لیا گیا"

جب کسی "محض مصلحت" کی بناء پر امام موصوف رحمتہ اللہ علیہ کو عجمی النسل ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی گئی تو آپ کا غیر ملکی ہونا بھی ضروری تھا چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے آپ کی مدنیت سے انکار کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

"چونکہ زہری بھی زہری وقرشی سمجھ لئے گئے ہیں اس لیے یہی خیال کیا گیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ بھی مدنی ہی تھے اور مدینہ ہی میں رہے حالانکہ یہ دراصل مقام ایلہ کے رہنے والے تھے" (طلوع اسلام ص۔49 ستمبر 1950ء)

ایک جگہ لکھا ہے:

"غرض ایلہ ان کا آبائی وطن تھا" (طلوع اسلام ص۔72)

ایک جگہ لکھا ہے:

"قرینہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ابن شہاب کے والد مسلم بن عبیداللہ زندہ رہے وہ اپنے وطن ایلہ میں اپنے کاروبار کے نگران رہے اور یہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہے جب ان کے والد کی وفات ہوگئی (80 ہجری کے لگ بھگ) تو پھر ان کو قبل وفات حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام ایلہ میں اپنے کاروبار کی وجہ سے اقامت کرنا پڑی (ص 54)

پہلے دعویٰ کی طرح یہ دعویٰ بھی تمنا صاحب کی اختراع ہے اور صفحات تاریخ اس کی تائید سے قاصر ہیں۔ بنانے کو تو صاحب مضمون نے مقام ایلہ کو آپ کا آبائی وطن بنا دیا ہے اور "قرینہ" سے آپ کے والد مسلم کو وہاں کاروبار کی نگرانی کرتے بھی دکھا دیا ہے مگر کیا مجال کہ ایک ثبوت بھی ایسا دیا ہو جس سے ثابت ہو سکے کہ امام موصوف کے آباؤ اجداد کی مقام ایلہ میں سکونت اور کاروبار تو کجا کبھی وہاں ان کا گزر بھی ہوا تھا جب آپ کے آباؤ اجداد کا مقام ایلہ میں جانا ہی ثابت نہیں اور نہ صاحب مضمون نے کسی تاریخی شہادت سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا ہے تو پھر وہ آپ کا آبائی وطن کیسا؟ ہاں! تمنا صاحب نے لے دے کر آپ کے اور آپ کے آباؤ اجداد کے "ایلی" ہونے کی صرف ایک شہادت پیش کی ہے جو یہ ہے:-

كان الزهري يكون بايلته الزهري هناك ضيعته
وكان يكتب عنه هناك الماجشون

(تہذیب التہذیب ص۔256 ج7)

زہری ایلہ میں رہتے تھے۔ وہاں امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کی جائیداد تھی اور ماجشون وہاں آپ سے حدیثیں لکھا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور فرمایئے! اس عبارت سے کیسے معلوم ہوا کہ امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد ایلہ میں رہتے تھے جس کی وجہ سے ایلہ ان کا آبائی وطن ہوا نیز کس لفظ سے پتہ چلا کہ امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے والد مسلم اپنے وطن ایلہ میں اپنے کاروبار کے نگران رہے؟

اس عبارت سے تو زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے مقام ایلہ میں کچھ جائیداد خرید لی تھی اور یہ (بھی) بخوبی ممکن ہے'' کہ خلفائے بنوامیہ میں سے کسی نے آپ کو وہاں کچھ رقبہ ہبہ کر دیا ہو۔ اس لیے کہ اموی خلفاء آپ کے بڑے قدردان تھے اور وقتاً فوقتاً آپ کو نذرانے اور تحائف پیش کرتے رہتے تھے۔ پھر عام دستور کے مطابق آپ اس کے اہتمام وانصرام کے لیے سال میں چند ہفتے وہاں ٹھہرتے ہوں اور ضروری انتظامات کے بعد واپس آ جاتے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زندگی کے آخری ایام میں وہاں مستقل رہائش اختیار کر لی ہو۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ _____ آپ اپنی عمر کے آخری سال 124 ہجری میں آ کر اپنی جائداد میں جو ''شعب زبدا'' میں تھی، مقیم ہو گئے تھے، پھر وہیں بیمار ہو کر انتقال فرمایا اور وہیں دفن کیے گئے۔

(البدایہ ص۔344 ج9)

البدایہ کی عبارت یہ ہے:-

وقدم فی سنته اربع و عشرین ومائته الی امواله بثلات یشعب زبد افاتام بها فمرض هناك ومات ودفن علی قارعته الطریق

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 11، شمارہ، 15، 13 نومبر 1959)

امام نووی کی اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے:

محمد بن مسلم القرشی الزهری المدنی سکن الشام وکان بایلته

(البدایہ ص۔344 ج9)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام محمد زہری قریشی مدینہ کے رہنے والے تھے۔ آخر عمر میں ملک شام میں سکونت اختیار کر لی تھی اور ایلہ میں رہنے لگے تھے:

تینوں عبارتوں کو ملانے سے واضح ہو گیا کہ ایلہ میں آپ کی اپنی خود پیدا کردہ جائیداد تھی، جدی اور موروثی نہیں تھی۔ نیز آپ نے اپنی عمر کے آخری سال میں یہاں اقامت اختیار کی تھی۔ ایلہ آپ کا آبائی وطن تھا۔ پھر چونکہ آپ بے نظیر عالم اور چوٹی کے فقیہ تھے۔ اس لئے اگر طالب علم وہاں آ کر آپ سے استفادہ کرنے لگے تھے تو اس میں اچنبھا کی کون سی بات ہے اور اس سے ایلہ آپ کا آبائی وطن کیسے ثابت ہوا۔ فتدبر ولا تکن من القاصرین۔

اس کے برعکس تمام محدثین اور مؤرخین قاطبۃً آپ کو مدنی لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا آبائی وطن مدینہ منورہ تھا۔ وہیں آپ پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور تعلیم حاصل کی۔ (جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا) آپ کی مدنیت کے ثبوت میں تاریخی شواہد اور محدثین کی تصریحات پیش کرنے کی خاص ضرورت تو نہیں اس لئے کہ آپ تاریخ اور رجال کی جس کتاب کو بھی اٹھا کر دیکھیں اس میں آپ کو امام موصوف کی مدنیت کا ثبوت مل جائے گا مگر پھر بھی دو چار حوالے پیش کر دینا مناسب ہے:

1۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ جن کی تحقیق پر تمنا صاحب کو بھی کافی اعتماد معلوم ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

محمد بن مسلم القرشی الذهری الفقیه ابو بکر الحافظ المدنی احد الائمة الاعلام و عالم الحجاز و الشام

(تہذیب التہذیب ص 445 جلد 9)

محمد بن مسلم زہری مدینے کے رہنے والے حافظ حدیث چوٹی کے امام اور حجاز و شام کے بڑے عالم تھے۔

2۔ حافظ ذہبی جو محدث ہونے کے ساتھ ساتھ مستند مؤرخ بھی ہیں، رقم طراز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں:۔

الزهری اعلم الحفاظ ابو بکر محمد بن مسلم القرشی الزهری المدنی الام
(تذکرۃ الحفاظ 102 ج 1)

امام محمد بن مسلم قریشی زہری مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور حفاظ حدیث میں سب سے بڑے عالم تھے۔

3۔ نامور مؤرخ اور محدث علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں:۔

و من الطبقة الرابعة من اهل المدينة محمد بن مسلم بن شهاب الزهری
(صفۃ الصفوہ)

امام محمد بن مسلم زہری مدینہ منورہ میں رہنے والے طبقہ رابعہ کے علماء میں سے ہیں۔

4۔ قاضی ابن خلکان کے حوالہ میں آپ کے مدنی ہونے کی تصریح پہلے گزر چکی ہے۔

امام صاحب کی مدنیت کا تفصیلی بیان

بلاشبہ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے اور سن رشد کے پہنچنے کے بعد مدینہ میں ہی تعلیم کا آغاز کیا اور 80 دن میں قرآن حکیم حفظ کر لیا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد حدیث تفسیر، فرائض اور انساب وغیرہ فنون کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابھی تعلیم کا سلسلہ جاری تھا کہ 80 ہجری کے لگ بھگ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا۔ ادھر والد کے انتقال کے بعد کنبہ کی کفالت کا بوجھ بھی آپ پر آن پڑا۔ اس لئے سخت کشمکش میں مبتلا ہوئے۔ جب حالات خطرناک صورت اختیار کر گئے تو مجبوراً آپ کو تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ چنانچہ آپ کا بیان یہ ہے:۔

اصاب اهل المدينة حاجة زمان فتنة عبدالملك

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مروان نعمت اهل البلد و قد خيل الى انه اصابت اهل البيت من ذلك مالم يصيب احد امن اهل البلد و ذلك لخيرتي باهلي فتذكوت من امت اليه ان برحم اومورة ارجو ان خرجت اليه ان اصيب عنده شيئاًفما علمت من احد اخرج اليه

(البدایہ ص 345 جلد 9)

عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا جس سے شہر کا کوئی گھر متاثر ہوئے بغیر نہ رہا۔ مجھے خیال ہوا کہ جتنی میرے گھر والوں کو اس قحط سے تکلیف پہنچی ہے۔ مدینہ بھر میں کسی کو نہیں پہنچی۔ ممکن ہے کہ میرا یہ خیال اس لئے ہو کہ مجھے اپنے ہی گھر کا پتہ تھا۔ میں نے بہتیرا سوچا کہ کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست ایسا مل جائے جس سے امداد کی اپیل کی جائے مگر ناکامی ہوئی۔ کوئی ایسا شخص نہ مل سکا۔

چنانچہ توکلاً علی اللہ تلاشِ معاش میں ملک شام کے سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔ پھر آپ نے عبدالملک کے دربار میں جانے اور اس کی فقہی الجھن دور کرنے کا ذکر کیا ہے جس کے حل سے وہاں کے علماء قاصر تھے۔ عبدالملک بڑا خوش ہوا اور آپ کا نسب نامہ پوچھا۔ جب آپ نے کہا ''میں محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب ہوں'' تو کسی تلخ یادگار کی وجہ سے اس کے تیور بدل گئے اور بولا ''واللہ! تمھارا باپ بڑا فتنہ پرواز تھا۔ اس نے عبداللہ بن زبیر سے مل کر ہمیں بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔'' آپ نے فرمایا، امیرالمومنین! آپ یوسف علیہ السلام کی طرح لاتثریب علیکم الیوم یغفراللہ لکم کہتے ہوئے معاف فرما دیجئے۔ بولا ''ہاں! ہاں! میں بھی لاتثریب علیکم الیوم یغفراللہ لکم کہتا ہوا معاف کرتا ہوں''۔ پھر آپ نے کہا ''امیرالمومنین! بیت المال کے رجسٹر میں میرا نام درج نہیں ہے۔ میرا نام درج رجسٹر فرما کر میرا وظیفہ مقرر کر دیجئے۔'' عبدالملک نے کہا۔

ان بلدك مافرضنا فيه منذكان هذ االامر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب سے تمھارے شہر کے لوگ ہمارے خلاف لڑے ہیں ہم نے وہاں کے کسی شخص کو وظیفہ نہیں دیا۔

تاہم اس نے آپ کی قابلیت اور ہونہاری کو دیکھتے ہوئے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ چونکہ وظیفہ وقت سے پہلے نہیں مل سکتا تھا۔اس لئے آپ نے کہا ''امیر المومنین! خدا کی قسم میں اپنے گھر والوں کو اتنی سخت مصیبت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ اس کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔دوسرے اہل مدینہ بھی سخت تکلیف میں ہیں'' اس پر عبدالملک نے آپ کو بہت سا مال اور ایک کنیز دے کر رخصت کیا۔

(البدایہ ص 245 جلد 9)

ایک روایت میں ہے،عبدالملک نے میرا امتحان لیا۔میرے جوابات کو تسلی بخش پا کر میرا قرض ادا کر دیا اور مجھے انعام دیتے ہوئے مزید علم حاصل کرنے کی تاکید کی۔فرجعت الی المدینة اطلب العلم و اتتبعه چنانچہ میں مدینہ منورہ میں واپس آ کر علم حاصل کرنے لگا اور جہاں سے مل سکا اسے سمیٹنے کی کوشش کی

(البدایہ ص 347 جلد 9)

امید ہے اس تفصیلی بیان کے بعد اب آپ کی مدنیت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہے گا۔دیکھئے! کس طرح آپ نے مدینہ طیبہ میں اپنی سکونت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ قحط کے وقت تلاش معاش کے لئے مدینہ سے شام کی طرف سفر اور وہاں سے پھر مدینہ کی طرف کامیاب واپسی آپ کی ''مدنیت'' کی کتنی بڑی حجت ہے۔نیز عبدالملک کا امام صاحب کے مدینہ منورہ کو ''تمھارا شہر'' کہنا اور اہل مدینہ کی بغاوت میں آپ کے والد مسلم کی غداری کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کرنا اس بات کی ناقابل تردید دلیل ہے کہ مدینہ منورہ آپ کا آبائی وطن ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کو تمنا صاحب کی افسانہ طرازی کبھی بدل نہیں سکتی۔

تیسرا مغالطہ

یہ مغالطہ دور رس نتائج کا حامل ہے۔اس کا مقصد صحیحین وغیرہما کی ان صدہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث پر ہاتھ صاف کرنا ہے جن کو امام زہری ان اساتذہ سے روایت کرتے ہیں جو 101 ھجری سے قبل وفات پا چکے تھے حالانکہ ان سے آپ کا اخذ حدیث شک و شبہ سے بالا ہے۔

تمنا صاحب لکھتے ہیں۔

''101 ہجری سے پہلے زہری کو علم سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ اپنے وطن مقام ایلہ میں اپنی جائداد اور تجارتی کاروبار کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ پھر منافقین عجم کے توجہ دلانے سے یکا یک حدیثیں جمع کرنے کا خیال آیا۔ چنانچہ مدینہ، کوفہ، بصرہ وغیرہ مقامات کا سفر کیا اور حدیثیں جمع کیں۔''

''ان کی اکثر حدیثیں ایسے لوگوں سے مروی ہیں جو 101 ہجری سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ بنا بریں ایسی حدیثوں میں سے فی ہزار نو سو ننانوے حدیثیں یقیناً مرسل ہیں۔ ان حدیثوں کو زہری نے کسی واسطہ سے سنا۔ پھر وہ واسطہ حذف کر کے ان کو حدثنا کہہ کر ایسے راویوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جو 101 ہجری سے پہلے وفات پا چکے تھے۔''

''حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات اور ابوبکر بن حزم کی معزولی کے بعد ہی ابن شہاب کو حدیثیں جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا یعنی منافقین عجم کے آمادہ کرنے کے بعد۔''

(طلوع اسلام، ستمبر 1950ء کے مختلف صفحات کا خلاصہ)

جواب

1۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ یعنی منکرین حدیث اور ان کے استاذ مستشرقین کذب بیانی میں اس قدر بے باک واقع ہوئے ہیں کہ صداقت و دیانت کو شاید انھوں نے جواب ہی دے دیا۔ انھیں یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ کوہ ہمالیہ جیسے جب ہمارے بڑے بڑے جھوٹ ظاہر ہو جائیں گے تو دنیا ہمیں کیا کہے گی اور ہم جو دوسروں کو جن کی صداقت کی دنیا ہمیں کیا کہے گی اور ہم جو دوسروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جن کی صداقت کی دنیا شاہد ہے، جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اس وقت خود ہماری پوزیشن کیا ہوگی۔ عجیب تماشا ہے کہ یورپ کے ایک یہودی مستشرق کو جب اپنے جھوٹ ثابت کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م73ھ) کے عبدالملک کے ساتھ لڑائی جھگڑے کے زمانہ میں (یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پہلے جو 73ھ میں ہوئی) امام زہری کو اسلام کا عالم شہیر اور فقیہ عدیم النظیر بنا دیا جس کی علمی، فقہی اور اجتہادی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی تھی (جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے) لیکن ہمارے عقل کے دھنی جناب تمنا صاحب کو جب اپنے مغالطہ اور دروغ گوئی کو تقویت پہنچانے کی ضرورت محسوس ہوتی تو انھوں نے امام موصوف کو 101 ہجری سے پہلے جاہل مطلق علم سے کورا کاروباری آدمی اور کسان بنا کے رکھ دیا۔

ببین تفادت راہ از کجاست تابکجا

یعنی ایک صاحب 101 ہجری سے 27 سال قبل امام زہری کو علم و فقہ میں شہرت یافتہ قرار دیتے ہیں تو دوسرے 101 ہجری سے پہلے ان کو جاہل مطلق اور کندہ ناتراش کسان ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اب اگر پیرومرشد (گولڈ سیہر) (پیرومرشد اس اعتبار سے کہ احادیث پاک میں تشکیک اور اس کی تردید کی غرض سے یہ دونوں حضرات امام ابن شہاب زہری کو مطعون و مجروح کرنے کے درپے ہیں۔ تشابہت قلوبھم) سچا ہے تو تمنا عمادی صاحب دروغ گو ہیں اور اگر شاگرد (تمنا صاحب) سچے ہیں تو گولڈ سیہر کا جھوٹ اظہر من الشمس ہے۔

کس کا یقین کیجئے کس کا یقین نہ کیجئے
لائے ہیں بزم دوست سے یار خبر الگ الگ

ہم سے پوچھئے تو دونوں غلط بیان ہیں اور اپنے اپنے جھوٹ کو ''مدلل'' بنانے کے لئے تاریخ سازی کر رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً!

امام صاحب کہاں پیدا ہوئے، کس عمر میں تعلیم حاصل کی، کس کس شیخ کے سامنے زانوے تلمذ نہ کیا۔ اس کی پوری تفصیل محدثین، مؤرخین حضرت امام رحمتہ اللہ علیہ کے معاصرین اور بعد کے علماء کی تصریحات کی روشنی میں بقید حوالہ جات آپ کے حالات سے معلوم ہوسکتی ہے۔ جو الاعتصام کی گذشتہ اشاعتوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ رجال و تاریخ کی متفقہ شہادت ہے کہ امام زہری 80 ہجری سے قبل اور اس کے کچھ سال بعد تک اپنے اساتذہ حدیث سعید، عروہ بن زبیر، ابوبکر بن عبد الرحمٰن، حضرت عبیداللہ بن عبداللہ جو سب کے سب فقہائے مدینہ تھے، تحصیل علم میں مصروف تھے اور شب و روز کی محنت سے اپنے علم کی حدود کی توسیع میں ہمہ تن مشغول۔

اس اجمال کی قدرے تفصیل دوسرے مغالطہ کے ازالہ میں بھی ہو چکی ہے اور اس سلسلہ کی کچھ شہادتوں کا ذکر اگلے کسی مغالطہ کے جواب میں آ رہا ہے۔

ثالثاً

تاریخ اس سے خاموش ہے کہ امام زہری رحمتہ اللہ علیہ، کوفہ، مصر وغیرہ شہروں کی طرف اخذ حدیث کے لئے گئے۔ اس کے برعکس تاریخی شہادتوں کی بنا پر ان کے زمانے میں مدینہ منورہ ہی علم حدیث کا مرکز تھا۔ ان کو ان کے لئے باہر جانے کی خاص ضرورت بھی کیا تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اساتذہ زیادہ تر فقہائے مدینہ ہی ہیں۔

رابعاً

یہ بھی دھوکہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جمع و تدوین حدیث کے کام پر امام زہری کو متعین نہیں کیا تھا یہ ''انکشاف'' تاریخ تصریحات کے سراسر خلاف ہے اور صرف ''تمنائی ذہن'' کی پیداوار۔ چونکہ تمنا صاحب کی دیانت و صداقت کے کافی نمونے سامنے آ چکے ہیں۔ اس لئے اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

،صرف دو ایک حوالے دے دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔حافظ ابن حجر جن پر تمنا صاحب کو بھی بے حد اعتماد ہے۔فرماتے ہیں۔

و اول من دون الحديث ابن شهاب الزهری علی راس المائة بامر عمر بن عبدالعزيز ثم كثر التدوين ثم التصنيف رحصل بذالك خير كثير فلده الحمد

(فتح الباری ص109 جلد 1 الجزالاول ص106)

پہلی صدی کے اختتام پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے پہلے امام ابن شہاب زہری نے حدیث کو مدون کیا۔اس کے بعد کثرت سے تدوین ہوئی اور کتابیں لکھیں گئیں۔جن سے بحمد اللہ بہت فائدہ ہوا۔

حافظ ابن حجر سے قبل امام عبدالبر رحمتہ اللہ علیہ (م463ھ) نے بھی عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے امام زہری کے تدوین حدیث کا ذکر کیا ہے۔

1۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زہری کی تدوین حدیث ابو بکر ابن حزم سے پہلے کی ہے۔کیونکہ ان کی جمع کردہ مدونات کی نقل خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے ممالک محروسہ میں بھیج دی تھیں جب کہ ابو بکر موصوف کے کام کی تکمیل سے پہلے ہی خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔اسی لئے امام مالک اور امام عبد العزیز دراوردی دو ہمعصر اماموں کا متفقہ بیان ہے

اول من دون العلم و كتبه ابن شهاب 2۔

یہ تو تصریحات ہیں ہم عصروں یا قریب العصروں کی کہ امام زہری کو تدوین حدیث کے لئے پہلے متعین کیا گیا۔معلوم نہیں تمنا صاحب کہاں سے یہ انکشاف لائے کہ ابو بکر ابن حزم کی معزولی کے بعد امام زہری کی تدوین حدیث عمل میں آئی۔

مسلمہ تاریخی واقعات پر پردہ ڈالنے کی ناپاک کوشش

تمنا صاحب نے مسلمہ تاریخی واقعات پر پردہ ڈالنے کی ایک ناکام کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں بھی فرمائی ہے

''101 ہجری سے پہلے تحصیل حدیث کے لئے تگ و دو، شہر شہر اور قریہ قریہ کی دوڑ کا دستور نہ تھا' نہ کسی کو اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔''

(طلوع اسلام ص 60)

اس سے یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ پورے سو سال تک حدیث پڑھنے پڑھانے کا رواج نہیں تھا۔ نہ اس کی تحصیل کے لئے کوئی سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا تھا بلکہ اس کی ضرورت تک محسوس نہیں کی جاتی تھی۔ پھر اس فاسد بنیاد پر عمارت یہ کھڑی کی کہ یہ منافقین عجم کی کرشمہ سازی ہے کہ زہری کی وساطت سے حدیثوں کے ڈھیر لگ گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمنا صاحب نے حسب عادت یہاں بھی حقیقت پر پردہ ڈالنے اور عوام کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کی سعی کی ہے۔ صرف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کے لئے دور دراز ممالک کے سفر کا رواج صحابہ کرام کے زمانہ میں عام تھا۔ تابعین کے وقت اس میں اور زیادہ ترقی ہوئی جنھوں نے اس کی تحصیل کے لئے اپنی عمریں وقف کر دیں۔ اسی طرح بعد کے ائمہ دین کی کوششیں برابر جاری ہیں حتیٰ کہ تدوین حدیث مکمل ہوگئی جو آج منکرین حدیث کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہی ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 11، شمارہ، 16، 1959)

حدیث کی خاطر اگر صحابہ و تابعین کے سفر و رحلت کے واقعات قلمبند کئے جائیں تو ان کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ یہاں صرف چند واقعات بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں تا کہ اندازہ ہو جائے کہ عمادی صاحب نے کہاں تک دیانت کا ثبوت دیا ہے۔

1۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دوسرے صحابی عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو شام میں سکونت پذیر تھے۔ صرف ایک حدیث حاصل کرنے کے لئے ایک مہینہ سفر کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صحیح بخاری مع فتح الباری ص 90)

2۔ اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصاص کی حدیث سننے کے لئے مدینہ سے مصر تک کا سفر کیا۔ اس لیے کہ بیان کرنے والے صحابی مصر میں مقیم تھے۔

(فتح الباری ص 90)

3۔ عقبہ بن عامر جہنی سے صرف ایک حدیث حاصل کرنے کے لئے حضرت ابو ایوب انصاری مدینہ سے چلے اور ان سے حدیث روایت کی۔ (ایضاً)

4۔ عبیداللہ بن عدی فرماتے ہیں مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک حدیث کی اطلاع ملی۔ مجھے خوف تھا کہ اگر ان کا انتقال ہو گیا تو یہ حدیث کسی دوسرے سے نہیں ملے گی۔ چنانچہ میں سفر کر کے ان کے پاس عراق پہنچا اور ان سے وہ حدیث حاصل کی۔ (ایضاً)

5۔ عبیداللہ بن یزیدہ کا بیان ہے ایک صحابی نے ایک دوسرے صحابی حضرت فضالہ بن عبید سے صرف ایک حدیث لینے کے لئے مصر تک سفر کیا۔ (ایضاً)

6۔ راس التابعین حضرت سعید بن مسیب (م 94 ہجری) جن سے امام زہری نے زانو سے زانو ملا کر متواتر آٹھ سال تک تعلیم حاصل کی فرماتے ہیں۔

کنت ارحل الایام و اولیالی فی طلب الحدیث الواحد

(تہذیب الاسماء ص 220 ج 1)

اکثر مجھے ایک ایک حدیث کے لئے کئی کئی دن اور کئی کئی رات کا سفر کرنا پڑا تھا۔

فقیہ شام امام مکحول کا بیان ہے۔

طفت الارض کلها فی طلب العلم فما لفیت اعلم من سعید ابن المسیب۔ (البدایہ)

میں نے طلب حدیث کے لئے عالم اسلام کا چپہ چپہ چھان مارا۔ مجھے سعید بن سیب سے بڑا عالم کوئی نہیں ملا۔

یہ سب واقعات سو سال گزرنے سے پہلے کے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کس طرح صحابہ کرام اور تابعین عظام ایک ایک حدیث کی خاطر ہنسی خوشی سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے اور اس کے لئے سرگرداں رہتے تھے۔

چوتھا مغالطہ

''ارسال کے بہت خوگر تھے یعنی درمیان سے اپنے اصل شیخ کا نام چھوڑ کر شیخ کے شیخ سے اس طرح روایت کرتے تھے کہ سننے والا سمجھے کہ انھوں نے خود فلاں سے سنا ہے اور اس میں اس قدر مشاق تھے کہ جس سے ملاقات تک نہیں کی۔ جس کی وفات کے وقت یہ کم سن تھے۔ بلکہ جس کی وفات کے برسوں بعد پیدا ہوئے اس سے بھی ''حدثنا'' فلاں کہہ کر حدیث بیان کر دیتے ہیں۔''

(طلوع اسلام، پرچہ مذکور ص 61 و ص 71)

جواب

1۔ گو بعض دفعہ مطلق ترک واسطہ پر ''ارسال'' کا اطلاق کیا گیا ہے لیکن اہل علم کے ہاں اب متقرر اصطلاح یہی ہے کہ تابعی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہے اور درمیانی واسطہ ترک کر دے اس کو ''ارسال'' کہا جاتا ہے چنانچہ شرح نخبہ وغیرہ اصول حدیث کی کتابوں میں ارسال کے یہی معنی متداول ہیں نہ وہ جو ''یعنی'' کہہ کر تمنا صاحب ارشاد فرماتے ہیں اور اپنے ضابطے میں جان ڈالنے کے لئے کہیں کی اینٹ کہیں جوڑ دی ہے۔

2۔ بلاشبہ مذکورہ بالا معنی کے اعتبار سے امام موصوف سے بعض روایات آئی ہیں مگر یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کا انکشاف صاحب مضمون نے کیا ہے بلکہ اس کو محدثین خوب جانتے تھے۔ ان کی ایک ایک مرسل روایت پر ان کی نظر تھی۔ اس وسیع اور عمیق نظر کی بنا پر محدثین کے ہاں امام زہری کی مرسلات قابل حجت کا درجہ نہیں رکھتیں۔ کیونکہ ان کا شمار صغار تابعین میں سے ہونے کی وجہ سے ان کے اور صحابی کے درمیان واسطہ ہونے کا احتمال قوی ہے۔ پھر تتبع استقراء سے محدثین کو پتہ چلا کر بعض دفعہ ایسے (غیر صحابی) راوی کا نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے ترک کیا ہے جو پایہ استناد سے ساقط ہے۔ کسی وجہ سے اس کا نام لینا پسند نہ کیا۔ اتنی سی بات کی بنا پر محدثین نے فیصلہ دے دیا:

مرسلات الزهري ليس بشيئلا لانجده يروي عن سليمان بن او تم و لا نه حافظ و كلماته و ان يسي سمي دائمايترك من لا يستحب ان يسميه

(تدریب الراوی ص 76)

لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ محدثین قاطبۃً امام زہری کو صادق اور ثقہ سمجھتے تھے۔ اس لئے انھوں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ جہاں وہ سند متصل سے بھی روایت بیان کریں وہاں بھی ترک راوی کا احتمال پیدا کر کے اس کو مسترد کر دیا ہو۔

3۔ یہ کہنا کہ "اس قدر مشاق تھے کہ جس سے ملاقات تک نہیں کی یا الخ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے بھی ح ثنا فلاں کہہ کر حدیث بیان کر دیتے ہیں۔" تو اس کے متعلق بے اختیار کہنے کو جی چاہتا ہے۔ سبحانك هذا بهتان عظيم مضمون نگار نے دعوٰی تو بہت بڑا کیا ہے اور بڑے طراق سے بار بار اس کو دھرایا بھی ہے مگر اس کی تائید میں کوئی ضعیف سے ضعیف قول بھی پیش نہیں کیا اور نہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مثال ہی دی ہے۔

لیکن مثال لاتے بھی کہاں سے؟ اور اس افتراء عظیم کی تائید میں کوئی قول پیش کرتے بھی کس طرح؟ یہ تو صریح جھوٹ ہے کہ راوی اپنے اصل شیخ کا نام چھوڑ کر اپنے شیخ کے شیخ سے (جس سے روایت نہیں لی ہے بلکہ ملاقات تک نہیں کی ہے) "حدثنا فلاں یا سمعت فلانا" کہہ کر حدیث بیان کرے، راس المحدثین امام ابن شہاب سے اس کا تصور کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ ایسی گھٹیا حرکت کر کے اپنے آپ کو اس بلند مقام سے کس طرح گرا سکتے تھے جو خالق کائنات نے آپ کے لئے ہی مخصوص کر رکھا تھا؟ اگر بقول عمادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسا ہے تو جہاندیدہ قوم اور ائمہ جرح و تعدیل مثلاً امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن معین، رحمۃ اللہ علیہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن سعید قطانی رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمتہ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ، امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ، امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ، امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ اور امام دار قطنی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ کہاں تھے؟ انھوں نے اس دروغ بے فروغ کا پردہ کیوں چاک نہ کیا؟ امام موصوف رحمتہ اللہ علیہ پر کیوں جرح نہ کی؟ اور کیوں انھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساقط الاعتبار نہ گردانا؟ بلکہ اس کے برعکس اعلم الحفاظ احد العلماء عالم انجاز والشام اور تابعی جلیل وغیرہ کے معزز خطابات سے کیوں نوازا؟ معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف رحمتہ اللہ علیہ ان ائمہ حدیث کے نزدیک اسی اعزاز کے حق دار تھے جو انھیں دیا گیا۔ وہ (معاذ اللہ) کذاب نہیں تھے کہ جس سے روایت نہیں لی۔ ان سے حدثنا یا سمعت کہہ کر حدیث بیان کرتے۔

4۔ حضرت! ''یعنی'' کے بعد جو آپ نے فرمایا ہے کہ ''ارسال'' نہیں تدلیس کہلاتا ہے مطلب یہ کہ جو راوی اپنے شیخ کو حذف کر کے شیخ کے شیخ سے (جس سے اس نے حدیث نہیں لی) روایت کرے وہ مدرس کہلاتا ہے بشرطیکہ اس کی اس سے ملاقات ہو۔ اگر ملاقات نہیں صرف معاصرت ہے تو ارسال خفی ہے۔ پھر اگر تدلیس اور ارسال کی صورت میں اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن میں اس کے اور اس کے شیخ کے درمیان لقا اور عدیہ لقاء دونوں کا احتمال ہے جیسے ''عن فلان'' ''قال فلان'' ''ذکر فلان'' ''یعنی فلاں سے روایت ہے'' ''فلاں نے کہا ہے'' اور ''فلاں نے ذکر کیا ہے'' تو اس سے جھوٹ لازم نہیں آتا۔ مگر اتنا عیب ضرور پیدا ہو جاتا ہے کہ آئندہ جب تک وہ صراحۃ سماع کا ذکر نہ کرے یعنی حدثنا یا سمعت کا لفظ نہ کہے، اس کی حدیث قبول نہیں کی جاتی۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، جلد، 11، شمارہ، 17، 1959)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون نگار

1۔ مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی، مسلم سکالر اور عالم دین تھا۔
2۔ مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی رفیق دار المصنفین سے 1964 میں وابستہ تھے۔
3۔ مولانا محمد علی صاحب 1964 میں ہفت روزہ اعتصام میں لکھا کرتے تھے۔
4۔ سید محمود عمری 1952 میں ہفت روزہ الاعتصام میں لکھا کرتے تھے۔
5۔ مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب شیخ الحدیث دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں 1958 میں پڑھاتے تھے۔
6۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل صاحب 1958 میں ہفت روزہ اعتصام کے لکھاری تھے۔
7۔ مولانا ھدایت اللہ ندوی جامع محمدیہ اوکاڑہ کے استاد اور 1955 میں ہفت روزہ الاعتصام میں لکھا کرتے تھے۔

ہم مندرجہ بالا قابل قدر مصنفین اور علمائے کرام ومحدثین کے خیالات اور مضامین کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ان کی تحریرات عظیم قوی سرمایہ سمجھتے ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین (مرتب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد 1، شمارہ، 7 نومبر 1949 گوجرانوالہ

2۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد 1، شمارہ، 6، 1949، گوجرانوالہ

3۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد 6، شمارہ، 20 اگست، 1954 لاہور

4۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد 19، شمارہ، 9، 1967، لاہور

5۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد 19، شمارہ، 10، 1967 لاہور

6۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد 19، شمارہ، 11، 1967 لاہور

7۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 19 شمارہ، 13، 1967 لاہور

8۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 19 شمارہ، 9, 10, 11, 13 دسمبر، 6 اکتوبر 13، 27 اکتوبر 1967 لاہور

9۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد 16، شمارہ، 20، 1964 لاہور

10۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 16 شمارہ، 20,22,29، 1964 لاہور

11۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 3 شمارہ، 28، 1952 لاہور

12۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 9 شمارہ، 29، 1958 لاہور

13۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 9 شمارہ، 32، 1958 لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 9 شمارہ، 38، 1958 لاہور

15۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 9 شمارہ، 43، 1958 لاہور

16۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 10 شمارہ، 5، 1958 لاہور

17۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 10 شمارہ، 10، 1958 لاہور

18۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 2 شمارہ، 12، 1958 لاہور

19۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 2 شمارہ، 29، 1970 گوجرانوالہ

20۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 2 شمارہ، 30، 1951 لاہور

21۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 2 شمارہ، 25، 1950 لاہور

22۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 6 شمارہ، 34، 1955 لاہور

23۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 11، شمارہ، 9، 1959 لاہور

24۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 11 شمارہ، 10، 1959 لاہور

25۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 11 شمارہ، 11، 16 اکتوبر 1959 لاہور

26۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 11 شمارہ، 12، 23 اکتوبر 1959 لاہور

27۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 11 شمارہ، 14، 6 نومبر 1959 لاہور

28۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 11 شمارہ، 15، 13 نومبر 1959 لاہور

29۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 11 شمارہ، 16، 1959 لاہور

30۔ ہفت روزہ الاعتصام، جلد، 11 شمارہ، 17، 1959 لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Rs: 130.00

Rs: 110.00

Rs: 190.00

Rs: 125.00

Rs: 95.00

Rs: 100.00

Rs: 95.00

Rs: 175.00

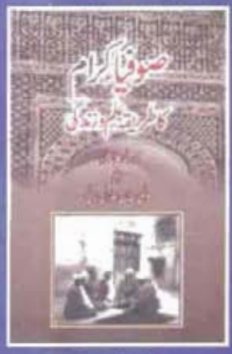

Rs: 95.00

Rs: 150.00

297.127
234

براہِ راست منگوا

دعا پبلی

25 سی لوئر مال، لاہور فون: 042- 7325418
Email: dua@wasishah786.com
wasi@wasishah786.com

Rs: 160.00